گستاخوں کا بُرا انجام

تصنیف

شیخ التفسیر علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ
سیرانی مسجد بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گستاخوں کا بُرا انجام

(حصہ اول)

تصنیف

شیخ التفسیر مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور

نام کتاب ______ "گستاخوں کا بُرا انجام"

مصنّف ______ حضرت علاّمہ محمد فیض احمد اویسی

مطبع ______

کتابت ______ محمد یوسف جاوید۔ ملتان، زمرّد رقم

تعداد ______

قیمت ______

ملنے کا پتہ ______ مکتبہ اویسیہ۔ سیرانی روڈ بہاولپور

ہر شقی بدبخت نامراد
گستاخوں کا انجام برا
گستاخوں کا برا انجام

فہرست مضامین

حصہ اوّل

فہرست مضامین
(حصہ دوم)

صاحب رُوح البیان نے گیارہویں پارہ میں لکھا ہے اولیائے کرام سے کم از کم محبت و عقیدت اور واصلین کے مبدا و معاد کی سر کی تصدیق اور جنہیں حقائق قرآن کی تحقیق نصیب ہے ان کے آداب کی رعایت ضروری ہے (بحمدہ تعالیٰ یہ ہم اہلِ سُنت کو نصیب ہے) اور ان سے بُغض و عداوت اور ان پر طعن و تشنیع اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کرنا ہے۔ چنانچہ حدیث قُدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب

جو ولی اللہ سے عداوت کرتا ہے میرا اس کے ساتھ جنگ کا اعلان ہے۔ یعنی اس کا ولی اللہ کا دشمن ہونا میرے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ اور میں بھی اس کے ساتھ دشمنی کی خبر دیتا ہوں اس لئے اللہ کے ساتھ دشمنی کرنے والا اور اس کے علوم کو پسِ پُشت ڈالنے والا وہ دراصل اللہ کا دشمن ہے۔

وہابی و دیوبندی کو سبق و عبرت

جب ایک ولی اللہ کے دشمن کا یہ حال ہے تو نبی علیہ السلام کیساتھ بُغض و عداوت اور اسکی لائی ہوئی کتاب کے تارک کا کیا حال ہوگا۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام اور وارثِ رسول یعنی ولی اللہ کے دشمن کا انجام برباد ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت بڑی سخت ہے۔ حضرت جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

بے رنج کسے چُوں نبرد رہ بسر گنج
آں بہ کہ بکوشم بتمنا نہ،

ترجمہ : تکلیف کے بغیر کسی کو خزانہ نہیں ملتا۔ اسی لئے ہمیں بھی کوشش کرنی چاہئیے صرف اُمید پر نہ رہنا چاہئیے۔

(فائدہ) حضرت شیخ عزّ الدین بن عبد السّلام قدس سرہٗ نے فرمایا کہ طریقۂ صوفیاء کی بنا چار چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اجتہاد (جدوجہد کرنا) ۲۔ سلوک ۳۔ سیر ۴۔ طیر

اجتہاد تو یہی ہے کہ حقائق ایمان کی تحقیق اور سیر حقائق احسان کی تحقیق، معرفۃ ملک منان کے لئے جذبہ بطریق بودد احسان کو طیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اجتہاد کو سلوک سے وہی نسبت ہے جو استنجاء کو وضوء سے جس طرح استنجاء کے بغیر وضوء نامکمل ہے ایسے ہی اجتہاد کے بغیر سلوک غیر مکمل ہے ایسے ہی سلوک کو سیر سے وہی نسبت ہے جو وضوء کو نماز سے کہ جیسے بلا وضوء نماز نہیں ہوتی ایسے ہی سلوک کے بغیر سیر الی اللہ کا حصول محال ہے اس کے بعد درجۂ طیر ہے یعنے وصال الٰہی۔

(فائدہ) تصوف میں ادنیٰ درجہ یہی ہے کہ اہلِ اجتہاد سے محبت کی جائے۔

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

الحمد للہ الملک العزیز الغفار۔ الذی منّ علینا سیدالسادات

الاخیار۔ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ النبی المختار۔ وعلی آلہ

الاطہار واصحابہ الصغار والکبار من المہاجرین والانصار۔

امّابعد ! محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ملتمس ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔

قرآنی فیصلہ ہے، اور حدیث پاک ——— لا یؤمن احدکم حتی اکون

احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین (بخاری ومسلم) کا تقاضا

بھی یہی ہے کہ اس سعادتِ عظمیٰ کے حصول میں لااعتنائی نہ ہو، کیونکہ محبت کی ایک علامت

یہ بھی ہے کہ محبوب کی منسوب الیہ شے محبوب ہو، چنانچہ قرآن پاک کی نصوص مقدسہ

"لا اقسم بھذا البلد الخ اور والعصر ان الانسان الخ اور لعمرک انہم لفی

سکرتہم الخ اور والعادیات ضبحا فالموریات قدحا الخ اشارات وتلمیحات سے

وضاحت ہوتی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

بابی انت وامی یارسول اللہ قد بلغ من فضیلتک عنداللہ

تعالیٰ ان اقسم بحیاتک دون سائر الانبیاء ولقد بلغ من

فضیلتک عندہ ان اقسم بتراب قدمیک فقال لا اقسم

بہذا البلد : [نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض]

دیکھئے سیدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کیسا پیارا جملہ ہے یعنی فاروق اعظم رضی اللہ

عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ" آپ پر میرا باپ، میری ماں قربان ہوں، تحقیق

مجھے آپ کی فضیلت کا علم ہوا جو اللہ نے آپکو عنایت فرمائی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کی حیات مبارکہ کی قسم یاد فرمائی ہے نہ کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی اور ایسے ہی اللہ نے آپ کو فضیلت بخشی ہے کہ اللہ نے آپکے قدموں کی خاک کی قسم یاد فرمائی ہے اور اس کا استدلال فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد؛ مجھے اس شہر کی قسم ہے اور تم اسمیں مقیم ہو۔

طرزِ استدلال آیت سے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا طرزِ استدلال وہی ہے جو ہم اہلسنت کو وراثت میں نصیب ہوا ہے کہ خصوصی قسم تو ہے شہر کی لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس عموم کا استدلال کر کے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر منسوب الیہ سے پیار و محبت کا اظہار فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ جس طرح خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی گستاخی تباہی اور بربادی کا موجب ہے ایسے ہی آپکی ہر منسوب الیہ کی بے ادبی بربادی کا سبب ہے اور جیسے آپ کی ذات سے محبت و پیار نجات اور سعادتمندی ہے ایسے ہی آپ سے ہر منسلک ہونے والا اللہ کا محبوب ہے چنانچہ اللہ نے ارشاد فرمایا :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ط

ترجمہ : فرمائیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تمھیں اللہ تعالیٰ محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم۔

۱۔ شانِ نزول شانِ نزول یہ ہے کہ یہودیوں اور نصرانیوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت کا دم بھرنے والو میرے محبوب کے غلام بن جاؤ انکی غلامی کی برکت سے پھر میرے نہ صرف محب بلکہ محبوب و مرغوب و مطلوب بن جاؤ گے۔

۲۔ شانِ نزول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفار بتوں کو سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا، اے گروہ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کے خلاف ہو گئے قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پُوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فوائد ۱۔ آیت میں ادب سکھایا گیا کہ محبت الہٰی کا دعویٰ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں جو اس دعوای کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے اور حضور نے بُت پرستی کو منع فرمایا تو بُت پرستی کرنیوالا حضور کا نافرمان اور محبت الہٰی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے ــــــ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پابند ہو جیسے اھلِ کتاب وہ اگرچہ توحید کو مانتے مگر مردود ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعتِ رسول نہیں ہو سکتی۔ حدیث میں ہے جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

۲۔ غلامی رسول سے محبوبیتِ خداوندی نصیب ہوتی ہے جو غلام رسول بننے اور کہنے سے کتراتے ہیں۔ وہ مبغوض خدا ہیں۔ بلکہ غلام رسول [غلام نبی] غلام محمّد، غلام احمد وغیرہ وغیرہ کو مشرک کی زد میں لاکر غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈراتے دھمکاتے ہیں لیکن جنکی قسمت اچھی ہے وہ آج بھی انکے غلام ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت ان کے غلام رہیں گے بلکہ ان کا تو نعرہ بن گیا ہے ؎

غلامیٔ رسُول میں موت بھی قبول ہے۔

۳۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع سے نہ صرف محبتِ الہٰی کی سعادتیں نصیب ہوتی ہے بلکہ بندہ محبوبِ الہٰی بن جاتا ہے۔ اسی لئے اُمتی پر لازم ہے کہ ــــ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کرکے محبوب خداوندی کی سعادت سے بہرہ اندوز

ہو اور آپکی بے اَدبی اور گستاخی سے بچے کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی و گستاخی اگرچہ معمولی ہی سہی سخت عذاب کا موجب ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ :

۱۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

۲۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

پہلی آیت میں ارشاد فرمایا گیا، کہ اے مسلمانوں راعنا کے لفظ میں چونکہ راعی (چرواہے) یا رعونت کا معنٰی بھی نکلتا ہے، اور گو اس کا ایک معنٰے صحیح بھی ہے، مگر بوجہ موہم بے اَدبی ہونے کے ایسا لفظ بے اَدبی کا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ کہو، وَرنہ یاد رکھو، کافروں کے لئے دَردناک عذاب ہے۔

دُوسری آیت میں فرمایا گیا کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب وہی لوگ ہیں، جو کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ کا ادب بھی کریں، آپ کی امداد عمل بالقرآن سے مشرّف بھی ہوں ــــــ نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ وآلہٖ وسلم کی بے اَدبی کرنے والا ہرگز مسلمان نہیں رہتا اور آپکا اَدب اور احترام کرنے والے ہی مومن ہیں۔

فائدہ دونوں آیتوں کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب "باادب بانصیب" میں لکھی ہیں۔

بے اَدب و گُستاخ مُرتد اور خارج از اسلام ہے

ہمارے نزدیک گستاخ بے ادب دین سے نکل جاتا ہے اور اس پر مُرتد ہونے کا قرآنی فتوٰی ہے خواہ وہ مولوی ہے یا نمازی غازی ہے کچھ بھی ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُوْنَ [حجرات پ۲۶ ع۱]

ترجمہ :۔ اے ایمان والو، اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاّ کر بولتے ہو کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

شانِ نزول آیۂ کریمہ حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل فرمائی گئی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کے سامنے اختلاف جھگڑا واقع ہوا اور اُنکی آوازیں حضور کے روبرو بلند ہوئیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں ممانعت فرمائی گئی کہ میرے نبی کے حضور میں بلند آواز سے کلام نہ کرو اُن کا ادب و تعظیم ملحوظ خاطر رکھو۔

درسِ ادب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے۔ کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں جب اُنکی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ تو دُوسری بے ادبی کا ذکر بھی کیا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حضور چلاّ کر نہ بولو انہیں عام القاب سے نہ پکارو۔ جیسے ایک دُوسرے کو پکارتے ہو۔ مثلاً اے چچا، ابّا، بھائی بشر، اے محمد ـــــــ بلکہ کہو یا رسول اللہ یا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت میں حضور کا جلال و اکرام ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا خیال رکھیں۔ جیسے آپس میں بیباک ہو کر بولتے ہیں یہاں یہ بات نہ ہو بلکہ یہاں ادب ملحوظ ہو۔

انتباہ دورِ حاضرہ میں بے اَدبی وگستاخی کا مفہوم بے توجہی کا شکار ہو رہا ہے۔ نبوّت وولایت وصحابیت کے مراتب سے بے اعتنائی برتی جارہی ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو اپنے سے بڑوں بالخصوص بوڑھوں کی بے اَدبی اور بے توقیری کو بھی اگرچہ معمولی سی ایک عذاب سے تعبیر فرمایا ہے۔

معمولی بے اَدبی پر فقر وفاقہ کا عذاب

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ پارہ ۱۷ میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر فقر وفاقہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا تو کسی بوڑھے کے آگے چلا ہو گا۔

سبق یہ بے ادبی محض لاپرواہی سے سرزد ہوئی کیونکہ کوئی شخص بھی عمداً بوڑھے آدمی کی گستاخی یا بے اَدبی کی نیّت سے اس کے آگے نہیں چل پڑتا بلکہ محض اس بناء پر کہ بوڑھا کمزوری کی وجہ سے آہستہ چلتا ہے اور نوجوان کو ہمّت جوانی آہستہ چلنے نہیں دیتی اس لئے نوجوان عموماً اس طرح سے بوڑھوں کے آگے چل پڑتے ہیں لیکن سزا بھگتنی پڑتی ہے وہ بھی معمولی نہیں بلکہ سخت سے سخت ترین کیونکہ تنگدستی اور فاقہ ایسا عذاب ہے کہ ـــــ ہر وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پناہ مانگتے تھے بلکہ حدیث شریف میں ہے:

کاد الفقر ان یکون سواد الوجہ فی الدارین

قریب ہے کہ فقر اور تنگدستی دونوں جہانوں میں رُوسیاہی کا سبب بن جائے۔

غور فرمائیے! کہ ہم آج کل اپنے سے بڑوں کی تعظیم بالخصوص بوڑھوں بے توقیری میں کس قدر کوتاہی اور سستی کرتے ہیں اور بارگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے ادب اور گستاخ کے متعلق کیا تصور ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اسکی سزا اور عذاب آج نہ سہی تو کل ضرور ہو گی۔ (ان شاء اللہ)

خصوصی تنبیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ ثابت بن قیس خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی ان کے کانوں میں بہرا پن تھا اور بلند آواز تھے جب بات کرتے تو چلا کر۔ اور وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہم گفتگو رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے گویا انہیں ادب سکھایا، کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چلا کر نہ بولا کرو۔

نیکی کا گھمنڈ یا ادب اور نیاز جن لوگوں کو نیکی کا گھمنڈ ہے اور وہ ادب کو کچھ نہیں سمجھتے یا اہمیت نہیں دیتے وہ اور انکے ہمنوا نیکیوں پر گھمنڈ رکھنے والوں کو دعوتِ فکر ہے کہ ایک معمولی سی بات پر اللہ تعالیٰ نے ایمان سے خارج ہونے کی دھمکی دی ہے پھر اُن خشک زاہدوں کے متعلق کیا کہا جائے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور گستاخی کو توحید گردانتے ہیں۔

ایک بے اَدب کی تائید ابن کثیر ابن تیمیہ کے شاگرد نے وہی معنیٰ لکھا ہے جو اُوپر مذکور ہے۔

یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوب النبی

ھذا ادب ثان ادب اللہ تعالیٰ بہ المؤمنین ان لا یرفعوا

اصواتھم بین یدی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فوق صوتہ۔

یایھا الذین امنوا لا ترفعوا الی اخرہ اے ایمان والو! اپنی آوازیں حضور کی آواز سے بلند نہ کرو۔ یہ دُوسرا ادب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مومنوں کو اس ادب کی تعظیم دی ہے کہ حضور کی مجلس میں اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کریں۔

درسِ عبرت اس سے خود سمجھ لیں کہ بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف اُونچا

بولنا اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور جس کا مشغلہ ہی شب و روز شانِ رسالت میں تنقیص و تحقیر ہو اس کا کیا حشر ہو گا ۔؟

گستاخی کا ایک لفظ

گستاخ اور گستاخوں کے چیلے گستاخانہ کلمات بول کر اپنے علم و عمل کے بل بوتے پر عوام سے دھونس دھاندلی کر کے بچ جاتے ہیں عوام بھی یہی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہیں تو بڑے علامہ اور نیک لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ انکی یہ گستاخی ایسی ہے جیسے گلاب کے چشمۂ تالاب میں قطرۂ پیشاب ۔ عوام کو سمجھانے کے لئے فقیر یہاں ایک مثال لکھتا ہے ۔

ایک اسّی سالہ بوڑھے نے اپنی شادی کے ساٹھ سال بعد اپنی بیوی کو معمولی سی ناراضگی کی وجہ سے کہدیا جاؤ میں نے تمہیں تین طلاقیں دیں ۔لیکن جب ناراضگی دُور ہوئی تو کہنے لگا ، میرے ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی جب معاملہ علماء کے پاس پہنچا تو سب علماء نے یہی کہا کہ طلاق واقع ہوگئی ۔ وہ بوڑھا غُصّہ میں آ کر کہنے لگا یہ مولوی بھی عجیب ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ میں نے ساٹھ سال تک بیوی کی خدمت کی ہے ۔خود بھُوکا رہا لیکن اس کو کھِلاتا رہا ۔ خود پھٹے پرانے کپڑے پہنے لیکن ،بیوی کو عمدہ لباس پہناتا رہا ۔ عمر بھر اس کے ساتھ محبت کرتا رہا ،اب ایک اتنے سے جملے سے طلاق کیسے واقع ہوگئی ۔ بیوی سے میری سابقہ محبت اور خدمت کا بھی تو کچھ خیال کرنا چاہئیے ۔ علماء نے کہا تمہارا ماضی نہیں دیکھا جائے گا ۔ البتہ تمہارے اس جُملے سے طلاق ضرور واقع ہوگئی ہے ۔ اس جاہل بوڑھے کی طرح بعض لوگ گستاخئ رسول کا ارتکاب کرنیوالے مولویوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب نے سیرتِ رسول پر ڈھیر ساری کتابیں لکھی ہیں ۔ فضائل رسول بھی بیان کرتا رہاہے ۔ ساری عُمر نمازیں بھی اَدا کی ہیں فرائض و واجبات بھی اَدا کرتا رہا ہے ۔ دَرود پاک بھی پڑھتا رہا ۔ اگر بے اَدبی کا کوئی لفظ انکی زبان یا قلم سے نکل گیا تو کیا ہوا ۔ اس کے ماضی کی خدمات بھی تو دیکھئے ۔ہم کہیں گے کہ جس قانونِ شریعت کے تحت ایک جُملہ سے بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اسی قانونِ شریعت کے تحت

آمنہ کے لال جناب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے شانِ اقدس میں بے اَدبی کا ایک لفظ بھی نکل جائے تو تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں .... اب اس کے ماضی کو نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ جب تک وہ توبہ نہیں کرے گا مُرتد رہے گا۔

مسائل از آیت

آیت سے ذیل کے مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) ـــــ حضور علیہ السّلام کی حدیث کا ادب ضروری ھے۔ چنانچہ شرح شفاء میں ھے کہ:

والمعنی انّہٗ یجب السماع عند کلامہ الذی ھوالوحی الخفی کما یجب سماع القرآن الذی ھوالوحی الجلی وفیہ ایماء ھذا الادب عند السماع۔

اور جب آپ فرمادیں تو جواب توجہ سے سنو اور خاموش رہو۔ معنی یہ ہے کہ بوقت کلام پاک (حدیث شریف) صاحبِ لولاک جو وحی خفی ہے (اس کا سُننا واجب ہے) جیسا کہ قرآن شریف کا سُننا واجب ھے ـــــ اور اسی میں اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی (الحدیث المروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم) روایت کردہ حدیث کو سُنتے وقت ادب ضروری ہے۔

فائدہ

صحابہ کرام اور ائمہ کرام و محدّثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات بتائیں گے کہ اُنہوں نے اس ادب کو کتنا اور کس طرح بجالایا آئندہ اوراق میں اس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۲) ـــــ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لا ینبغی لاحد ان یعتمد المسجد برفع الصوت ولا یشی من الاذی وان ینزہ عما یکرہ۔ شفاء شریف ص۴۲

کسی کے لئے بھی لائق نہیں ھے کہ مسجد شریف میں آواز بلند کرے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جو دوسروں کے لئے باعث اذیت ہو اور مسجد کو ناپسندیدہ امر سے پاک رکھے۔

وصال کے بعد ادب

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :
قولہ تعالیٰ فوق صوت النبی
وھو حی حاضر" بعد مماتہ کما کان فی حال حیاتہ
(شرح شفاء، صہ ۱۶۰/۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنی آوازیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی وفات کے بعد اسی طرح زندہ حاضر ہیں جس طرح کہ وفات سے پہلے تھے۔ مزید تفصیل آنے والے ابواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت صدر الافاضل رح نے لکھا

جب حضور میں کچھ عرض کرو تو آہستہ اور پست آواز سے عرض کرو۔ یہی دربارِ رسالت کا ادب و احترام ہے۔ اور فرمایا؛ کہ اس آیت میں حضور کا اجلال اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہیں، اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو۔ جو عرض کرنا ہے کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ [خزائن العرفان]

فائدہ

غور کیجئے کہ آیت میں کن ہستیوں کو نہ صرف دھمکایا گیا ہے۔ بلکہ انکی جملہ عبادات کو اکارت اور ضائع ہونے اور ارتداد کا خوف دلایا گیا ہے جسکی سزا صرف جہنم ہے پھر ان بیچاروں کا کیا بنے گا جو ڈو لفظ پڑھ کر نبی کریم کی جی بھر کر بے ادبی و گستاخی کرتے ہیں۔

محدثین کرام و مفسرین (۱)

الشیخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

قولہ تعالیٰ (لا ترفعوا اصواتکم) آیات فیھا من

خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحریم رفع الصوت علیہ والجھر لہٗ بالقول وفسرہ مجاھد بندائہ باسم اخرجہٗ ابن حاتم وندائہٗ من وراء الحجرات و استدل بہ العلماء علی المنع من رفع الصوت بحضرۃ قبرہ وعند قرات حدیثہ لان حرمتہ میتاً لحرمتہٖ حیاً (الاکلیل ص ۱۹۶ مطبوعہ مصر)

اللہ تعالیٰ کا قول۔ [لاترفعوا اصواتکم] ان آیات میں حضور کے بعض خصائص کا ذکر ہے، کہ حضور پہ آواز بلند کرنا حرام ہے اور حضور سے چلا کر بولنا بھی حرام ہے۔ امام مجاہد نے اس کی تفسیر یوں کی کہ حضور کو نام لے کر پکارنا جیسے [محمد یا احمد] منع ہے۔ [ابن ابی حاتم] اور باہر سے پکارنا بھی منع ہے۔ علماء کرام نے اس سے یہ استدلال کیا کہ حضور کی مزار کے قریب آواز بلند کرنا حرام ہے اس لئے کہ آپکی زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں آپکا اب بھی اسی طرح ادب ضروری ہے جیسے ظاہری زندگی میں۔

فائدہ لیکن یہ سبق اس کو فائدہ دے گا جو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ مانتا ہے۔ اور جو مرکر مٹی میں مل گیا[1] کی رٹ لگاتا ہے اسے اس سے کیا فائدہ ___؟ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ذکرہ بعضھم رفع الصوت عند قبرہ علیہ السلام لانہ حیّ فی قبرہ (وَقَالَ) ذکرہ بعضھم رفع الصوت فی مجالس الفقھاء تشریفاً لھم اذھم ورثۃ الانبیاء
حضور کی مزار پاک کے قریب آواز بلند کرنے کو علماء کرام نے مکروہ فرمایا،

---

[1] جیسا کہ صاحب تقویت الایمان اور دوسرے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔

اس لئے کہ حضور مزار میں زندہ ہیں اور بعض علماء نے مجلس فقہاء میں رفع صوت کو مکروہ فرمایا انکی عزّت کے لئے کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔

فائدہ | صرف ان دُو تفسیروں پر اکتفاء کیا گیا ہے تاکہ طوالت نہ ہو۔

آداب | (۱)۔۔۔ آیت میں نہ صرف حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اَدب کی تاکید ہے بلکہ آپ سے معمولی سی نسبت کے متعلق بھی وہی اَدب ہے جو آپکی ذات کا مثلاً ، مدینہ طیبّہ آپ کے شہر کا نام ہے۔ علماء کرام نے اس شہر کی علیحدہ علیحدہ آداب پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ یہانتک کہ مدینہ پاک کی مٹی کو ردّی کہنے والے کو قتل کا احکام صادر فرمایا ہے۔

(۲)۔۔۔ نبّوت کی نزاکت کو سمجھئے کہ محض آواز اُونچا کرنے پر بڑی سزا کی وعید سُنائی گئی ہے۔ حبط اعمال اور قرآن مجید میں جہاں بھی حبطِ اعمال آیا ہے، مرتدین کے متعلق ہے چنانچہ فقیر اویسی غفرلہ نے وہ تمام آیات مراۃ الدلائل میں جمع کر دی ہیں۔ چند ایک ملاحظہ ہوں :۔۔۔۔

نمبر شمار	آیات مبارکہ	پارہ	سورۃ	رکوع
(۱)	فاؤلئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرۃ واولئك۔			
(۲)	اولئك الذی حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرۃ وما لهم من الناصرین	۳	آلِ عمران	
(۳)	فقد حبطه عملہ، وھو فی الاخرۃ من الخاسرین	۶	المائدۃ	۵
(۴)	فحبطت اعمالهم فاصبحوا من الخاسرین	۶	”	۷
(۵)	والذین کذبوا بایٰتنا ولقاء الاخرۃ			

نمبر شمار	آیات مبارکہ	پارہ	سورۃ	رکوع
	حبطت اعمالهم هل تجزون الا ما كانوا يعملون ۔	٩	اعراف	٦
(٦)	ولو اشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون	٧	انعام	٦
(٧)	اولئك حبطت اعمالهم وفى النار هم خالدون ۔	١٠	التوبہ	٩
(٨)	اولئك حبطت اعمالهم فى الدنيا والاخرة أولئك هم الخاسرون ۔	١٠	التوبہ	١٥
(٩)	وحبطِ ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون ۔	١٢	هود	٣
(١٠)				

(٣) ——— معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ گستاخی بھی دین سے ہاتھ دھونا ہے (٤) ——— گستاخی بے ادبی کے لئے عمداً خطاء کا اعتبار نہیں اس لئے واقعہ ھذا میں انکار آواز بلند کرنا بلا قصد تھا لیکن بھی اسے کفر وارتداد قرار دیا گیا ۔

(٥) ——— واقعہ میں بعد الانبیاء بزرگ ترین شخصیات کا بیان ہے جب کے انکی ایک ایسی نیکی کونین کی نیکیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس سوال پر کہ ستاروں کے برابر کس کی نیکی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا تو بی بی کو ملال طرز ہوا کہ اُن کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تمام نیکیاں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی غار کی راتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں ۔

اور سبع سنابل صد ۲۹ میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ عمر کے فضائل بیان کرو عرض کی یارسول اللہ اگر میں نوح علیہ السلام کی عمر لے کر آپکے رُوبرو عمر فاروق کے فضائل بیان کرنا چاہوں تو پُورے نہ بتاسکوں گا۔
اس کے بعد مُصنف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مگر ان تمام فضائل کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیکی ہیں۔

انتباہ اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ اتنا بہت بڑے اکابر صحابہ کے لئے اتنی بڑی وعید ہے جب کہ ان سے وہ بے ادبی عمداً نہیں بلکہ رواجاً ہے کہ عموماً مجلس نشینوں سے ایک دوسرے پر آواز بُلند ہوجاتی ہے لیکن اللہ واحد القہار کے ہاں یہ عذر نامسموع اور تاویل غیر مطبوع ہے۔ لیکن دورِ حاضرہ میں قدآور اور جگر خراش گستاخیاں لکھی پڑھی جارہی ہیں ــــــ جنہیں ناظرین وقارئین صرف اس لئے گوارہ کر لیتے ہیں کہ چونکہ لکھنے والے بیان کرنے والے بڑے محبب مقبب اور پھر شیخ العالم قطب العالم حکیم الامت اور شیخ الاسلام اور مفکّرِ اسلام قسم کے لوگ ہیں فلہٰذا صحیح ہوگا وغیرہ۔ اسی لئے چونکہ چنانچہ کہہ کر ہم غریبوں کو اُلٹا لیتے ہیں۔ دھمکایا ڈرایا جاتا ہے۔ لیکن وقت گزرنے پر انشاءاللہ بات واضح ہوگی، گی کہ وہ جب اپنے محبوب مرغوب مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی بے ادبی اور کلمات از خیر البشر بعد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سُننا گوارہ نہیں کرتا تو پھر یہ مُلوانے کس قطار کے ہیں۔؟

لطیفہ آیت ھذا سے بعض جہال استدلال کرتے ہیں کہ اہلسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر مانتے ہیں تو پھر زور سے کیوں بولتے ہیں ان کو چاہیئے کہ ہر وقت آہستہ بولیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس آیت کے حکم سے اہلسنت کو اذان اور تقاریر وغیرہ میں الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہر کے ساتھ نہ پڑھیں، وغیرہ،

فقیر اویسی غفرلہ

اس کے مفصل جوابات تو فقیر نے اپنی کتاب حاضر و ناظر میں لکھے ہیں سردست اتنا عرض کرتا ہوں کہ اہل علم کے نزدیک مذکورہ بالکل اعتراض نہیں کہ ایک لطیفہ سمجھئے جیسے ہم نے اوپر لکھا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ یہاں پر (فوق صوت النبی) نبی کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے کا حکم ہے جو ہمارے پروگراموں کے منافی نہیں ہاں فوق النبی ہوتا تو اعتراض بجا تھا دوسرا یہ کہ ہمارا حاضر ناظر ماننا ہر جگہ جسمانیت کے لحاظ سے نہیں اور پھر یہ حکم حضور جسمانی کے ساتھ خاص ہے ـــــ چونکہ ہم اہلسنت اپنے نبی علیہ السلام کو حیاتِ جسمانی حقیقی سے متصف مانتے ہیں اسی لئے اب بھی روضہ اقدس کے سامنے آہستہ بولتے ہیں بخلاف منکرین حیاۃ النبی کے کہ وہاں چل کر دیکھئے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیسے وہ چیختے چلاتے شور مچاتے ہیں باوجودیکہ جالی مبارک کے اوپر یہی آیت مبارکہ ترکوں کے دور سے جلی قلم کے ساتھ نمایاں لکھی ہوئی ہے۔

نوٹ :- اس قسم کی مزید تفصیل ہم نے اپنی کتاب "بے ادب بے نصیب" میں لکھ دی ہیں۔

با ادب شوہر بہشت میں بے ادب بیوی دوزخ میں

بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے اپنا ایک ہاتھ کپڑے سے چھپایا ہوا تھا۔ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے فلانی تو نے اپنا ہاتھ کیوں چھپایا ہوا ہے اس نے عرض کی اے ام المومنین اس کا عجیب قصہ ہے میرے والدین کو زندگی میں دو مختلف اعمال کی عادت تھی میرا والد صدقہ و خیرات کا عاشق تھا اور میری والدہ پرلے درجے کی بخیل تھی وہ الٹا میرے والد سے صدقہ و خیرات کی وجہ سے لڑتی رہتی تھی میں نے اسے زندگی بھر صدقہ و خیرات دیتے نہیں دیکھا تھا صرف ایک فقیر کو چربی کا تھوڑا سا ٹکڑا دے دیا تھا اور پھٹا پرانا کپڑا بھی۔ جب وہ دونوں مر گئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو گئی اور میں نے اپنی والدہ کو لوگوں کے سامنے دیکھا کہ

ننگی کھڑی ہے صرف اپنے اگلے پچھلے ننگ کو چھپانے کے لئے وہی پرانا کپڑا جو اس نے
اللہ کی راہ میں دیا تھا پرڈھانپ رکھا تھا اور چربی کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ پر رکھ کر
چاٹ رہی ہے اور چیخ چیخ کر پکارتی ہے (اَلْعَطْش اَلْعَطْش) پیاس پیاس
پھر میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ حوض کوثر پر بیٹھا ہوا ہے اور شرابًا طہورًا کے پیالے
بھر بھر کے لوگوں کو پلا رہا ہے اور اسے زندگی میں پانی پلانے سے بہت بڑی محبت
تھی۔ میں اپنے والد سے ایک پیالہ شرابًا طہورًا کا لے کر اپنی والدہ کے پاس لے گئی میری
والدہ نے اپنی پیاس بجھائی لیکن مجھے یوں سزا ملی کہ اس وقت اعلان ہوا کہ جس نے اس
بخیلہ کو پانی پلایا اس کا ہاتھ لُنجہ ہو۔ میں بیدار ہوئی تو دیکھا میرا ہاتھ شل تھا۔
(رُوح البیان)

فوائد

(۱) شوہر کی بے ادبی و گستاخی جہنم میں لے جاتی ہے۔ آج کل کی خواتین اپنے شوہروں کا ادب تو بجائے خود انہیں رسوا و ذلیل کرنے میں کوئی
کسر نہیں چھوڑتیں اگرچہ اکثر شوہر حضرات بھی غلطیوں سے مستثنیٰ نہیں لیکن وہ اپنی سزا
بھگتیں گے انہیں بھی چاہیئے عورتوں کے حقوق کو مدِّ نظر رکھیں ورنہ وہ بھی عذاب الٰہی سے
نہ بچ سکیں گے۔ (۲) اللہ کے معضوب کی رعایت کی سزا سخت ہے لیکن آج کل تو پڑھے
لکھے بلکہ علم اسلامی سے آراستہ شخصیات کی اکثریت کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اپنوں
سے دشمنی اور گستاخوں اور بے ادبوں سے یاری انہیں سوچ
لینا چاہیئے کہ دنیا میں تو ممکن ہے تمہیں گستاخوں اور بے ادب لوگوں کے
ساتھ نرمی کا کوئی دنیوی منفعت حاصل ہو جائے لیکن ان شاء اللہ آخرت کی سزا
سے نہ بچ سکو گے۔ (۳) بعض اوقات اللہ تعالیٰ عبرت کے لئے اُخروی سزا و جزا
کا نظارہ دنیا میں دکھا دیتا ہے اللہ ہم سب کو محبوبانِ خدا کا ادب نصیب فرمائے
اور انکی بے ادبی و گستاخی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

گستاخانِ نبوّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

پیشِ لفظ

عقیدہ کے اندر معمولی سی خرابی بھی ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اس کے علاوہ اعمال کی ساری خرابیاں معاف ہوسکتی ہیں سوائے بدعقیدگی کے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "میں شرک" کو ہرگز معاف نہ کرونگا۔ اس کے علاوہ ہر خرابی کو جس شخص کے لئے چاہوں گا معاف کردوں گا۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ:

"اگر کسی شخص نے ساری زمین گناہوں سے بھر دی ہو مگر "شرک" پر اسکی موت نہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ اِن گناہوں کے برابر معافی کے ساتھ اُس شخص سے ملاقات کرے گا۔ (مسلم)

فائدہ حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اعمال صالحہ کی خامی سے معافی کی اُمید کی جاسکتی ہے لیکن بدعقیدگی ناقابلِ معافی جرم ہے اسکی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب، "حل المعاقد فی ان النجاۃ فی العقائد" میں تفصیل سے عرض کردی ہے۔

ویسے ہر دین کا عاشق مانتا ہے کہ منافقین میں اعمالِ صالحہ کی کمی نہ تھی سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اعمالِ صالحہ رسولِ خدا حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بلکہ ادا کرتے اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے ایک عمل کا مقابلہ آجکل کے غوث، قطب، ابدال نہیں کرسکتے، یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کے اولیاء، صلحاء، فقہاء، محدثین، مجتہدین ایک صحابی کے ہم مرتبہ نہیں ہوسکتے لیکن منافقین کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف "ان المنافقین لکٰذبون۔" (بیشک منافق جھوٹے ہیں) کہا بلکہ اُنکی سخت سے سخت مذمت فرمائی۔ کہیں انہیں بے ایمان (وما ھم بمؤمنین) کہا۔ کہیں انہیں دل کا بیمار

کہا (فی قلوبہم مرض) کہیں انہیں پاگل (الا انہم ھم السفہاء) کہا، کہیں انہیں شیاطین کہا وغیرہ وغیرہ، نہ اسپر بس بلکہ انہیں جہنم کے نچلے طبقے کی سخت وعید شدید سنائی، کما قال اللہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔"
(بیشک منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے) —— وہ کیوں صرف اسی لئے کہ وہ عقائد کے لحاظ سے خراب اور گندے تھے۔ تفصیل دیکھئے، فقیر کی کتاب "عاشق ومنافق" میں) یہاں پر فقیر نے صرف اور صرف "بے ادب اور گستاخ لوگوں کا انجام" پیش کیا ہے، تاکہ ہر انسان اپنے عقائد کو درست کر کے بدانجامی سے محفوظ ہو۔

فائدہ —— سب سے پہلے گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔ لیکن گستاخی کے چند نمونے بھی ملاحظہ ہوں۔

دیوبندیوں وہابیوں اور تبلیغیوں کی گستاخیوں کا نمونہ

گستاخی نمبر ۱:- خدا جھوٹ پر قادر ہے:

"خدا تعالیٰ، کذب وجھوٹ بولنے پر قادر ہے"۔ العیاذ باللہ تعالیٰ من ھذہ الخرافات۔ براہین قاطعہ صد ۲۷۴ مصنف خلیل احمد انبیٹھوی ورشید احمد گنگوہی دیوبندی، وہابی، مکتبہ دیوبند۔

گستاخی نمبر ۲:- نبی چمار سے بھی زیادہ برے ہیں

"ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی رسول فرشتے) یا چھوٹا (جیسے ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے (زیادہ برا ہے)"
(التقویۃ الایمان مصنف اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی۔ چھاپہ دیوبند صد ۱۲)

گستاخی نمبر۳ :- سب نبی ذرّہ ناچیز ہیں !

کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں سب اس کے روبرو ہیں، سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔" (تقویۃ الایمان صہ ۴۶ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی، دیوبندی وہابی چھاپہ دیوبند)

گستاخی نمبر۴ :- جو نبی کو شفیع مانے مُشرک ہے !

جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے ہو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاھل۔"

(تقویۃ الایمان صہ ۲۵ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی چھاپہ دیوبند)

گستاخی نمبر۵ :- نبی کو کوئی اختیار نہیں۔

"جس کا نام محمّد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان صہ ۳۴ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی چھاپہ دیوبند)

گستاخی نمبر۶ :- سوا رب کے کسی کو نہ مانو۔

"یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔"

(تقویۃ الایمان صہ ۱۴/۱۵ مصنفہ اسمٰعیل دیوبندی وہابی چھاپہ دیوبند)

گستاخی نمبر۷ :- نبی بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی

"اولیاء انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز، اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ

نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو انکی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سوان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے۔"

(تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸ مصنفہ اسمٰعیل دیوبندی وہابی چھاپہ دیوبند)

گستاخ نمبر ۸:۔ نبی کے علم شریف سے شیطان کا علم زیادہ ہے

"آپکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ شیطان کو ساری زمین کا علم حاصل ہے نص (قرآن و حدیث سے ثابت ہے) لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے لئے کوئی بھی ثبوت نہیں۔"

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل احمد دھلوی و رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی)

گستاخ نمبر ۹:۔ میلاد کرنیوالے ہندوؤں سے بھی زیادہ برے ہیں۔

"میلاد کرنیوالے" کافروں مشرکوں سکھوں، ہندوؤں سے بھی زیادہ برے ہیں۔"

(براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل و رشید دیوبندی وہابی)

گستاخ نمبر ۱۰:۔ اردو میں نبی دیوبند کے شاگرد ہیں۔

"ایک دیوبندی کو خواب آیا کہ نبی پاک کو مدرسہ دیوبند میں آمد و رفت و "دیوبند سے تعلق رکھنے کی برکت سے" اردو زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ دیوبند کا معلوم ہوا۔"

گستاخ نمبر ۱۱:۔ امتی عمل میں نبیوں سے بظاہر بڑھ بھی جاتے ہیں۔

"انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات "بہت وقتوں میں" بظاہر امتی مساوی برابر ہو جاتے ہیں بلکہ امتی نبیوں سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس صفحہ ۵ چھاپہ دیوبند مصنفہ محمد قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی دیوبند)

گستاخی نمبر ۱۲:- نبی کو پاگلوں اور حیوانوں جیسا علم ہے۔

"کل علم تو آپ کو نہیں" اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ اس میں آپ کی کون سی شان ہے" ایسا (آپ، جیسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر (دیکھئے) مجنوں" پاگل" بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان صہ۸ چھاپہ دیوبند مصنفہ اشرفعلی تھانوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر ۱۳:- نماز میں بیل گدھے کے خیال سے رسالت مآب کا خیال زیادہ برا ہے

"صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد بچندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔ صراط مستقیم ضیائی صہ۹۶ "نماز میں اپنی ہمت کو لگا دینا شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔"

(صراط مستقیم صہ۹۷ مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر ۱۴:- نبی مر کر مٹی میں مل گیا۔

"آپ مر کر مٹی میں ملنے والے، اب وہ مٹی میں مل گئے اسے آپکا قول کہا۔"

(التقویۃ الایمان صہ۵ مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر ۱۵:- کروڑوں نبی آسکتے ہیں۔

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے...... کہ کروڑوں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے (التقویۃ الایمان صہ۲۵ مصنفہ اسمٰعیل دیوبندی وہابی مطبوعہ دیوبند)

گستاخی نمبر ۱۶:- آخری نبی کہنے والے سب عوام جاہل ہیں۔

عوام یعنی "جاہلوں" کے خیال میں آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم، عقلمندوں کے خیال میں آخر میں آنا کچھ فضیلت نہیں۔" (تحذیر الناس ص۳ چھاپہ دیوبند مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی وہابی بانی دیوبند)

گستاخی ۱۷:- آپ کے زمانہ میں یا بعد بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپکے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

"اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی موجب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (تحذیر الناس ص۱۴ مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی)

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس ص۲۵ چھاپہ دیوبند مصنفہ بانی دیوبند قاسم نانوتوی)

کیا ہم اب یہ کہہ سکتے ہیں؟ کہ وہابی دیوبندی مرزائی آپس میں ہیں بھائی بھائی ——؟

نتیجہ

مرزا قادیانی نے صرف آخری نبی کا انکار کیا تو جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر تو جو کہے کہ کروڑوں نبی آ سکتے ہیں۔ وہ مٹی میں مل گئے، جو مٹی میں مل گیا اس کا عہدہ نبوۃ و رسالت ختم جیسے صدر مر گیا عہدہ صدارت ختم۔ اور جو کہ عوام جاہلوں کا خیال ہے کہ وہ آخری نبی ہیں۔ اہل فہم کا خیال نہیں۔ بلکہ بالفرض آپکے زمانہ میں یا بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی آپکی ختم نبوۃ و آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اور جو کہے کہ تمام نبی کوئی شئے نہیں، بتاؤ وہ کافر ہوا یا نہیں پھر گستاخوں سے تعلق مدا کرنا حکم رحمٰن ہے یا حکم نفس و شیطان ——؟

ناظم دیوبند کا خود اپنوں پر فتویٰ

فرماتے ہیں جو مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے دیوبندیوں کو گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر کہا ہے۔ تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب بریلوی کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مُرتد ہے ملعون ہے بلکہ جو ایسے مرتدوں کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقائد بیشک کفریہ عقائد ہیں۔ (اشد العذاب ص۱۲/۱۳ مصنّفہ مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند مصدقہ اشرف علی تھانوی دیوبندی وکفایت اللہ دیوبندی وہابی ضمیمۂ اشکال)

فتوائے قرآن

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہوئے (پ آیۃ ۷۴ سورۃ توبہ)

فتویٰ فقہاء کرام

شفا شریف دُرر و غرر وغیرہا میں ہے کہ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ حُضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرنیوالا کافر ہے اور جو اُس کے معذّب و کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(تمہید ایمان ص۲۵ اعلحضرت بریلوی قدس سرہٗ)

دورِ حاضرہ میں

گستاخوں کے فرقے

نوٹ :۔ وہابیت نے یہ روپ ہمارے زمانے تک ان صورتوں سے دھارا ہے نامعلوم آگے چل کر کتنا رنگ بدلتی ہے اس لئے کہ اسی فرقے نے دجال لعین کا ساتھ بھی دینا ہے، تفصیل اور دلائل اور حوالہ جات آنے والے اوراق میں پڑھیئے۔

ابلیس کو ہوشیار سنی مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

ابلیس

دشمنانِ اسلام کفار و مشرکین یعنی اعدائے انبیاء مرسلین

یہودیت ۔ نصرانیت

منافقت رافضیت

خارجیت

معتزلہ

ابن تیمیہ

گمراہی کے پھندے | پیٹ کے دھندے

نجدیت

وہابیت مرزائیت

دجال لعین

وہابیت کی شاخیں

۱ مودودی جماعت اسلامی

۲ خاکساری

۳ جمعیت العلماء ہند کی / جمعیت العلماء اسلام

۴ غلام خانی

۵ احرار پارٹی

۶ نیچری

۷ تبلیغی جماعت

۸ مجلس تحفظ ختم نبوت

۹ پرویزی

۱۰ تنظیم اہلسنت

۱۱ چکڑالوی

۱۲ دیوبندی وہابی

۱۳ پنجبیری ملا طاہر

۱۴ غیر مقلد وہابی

۱۵ ندوی

۱۶ اتحاد علماء
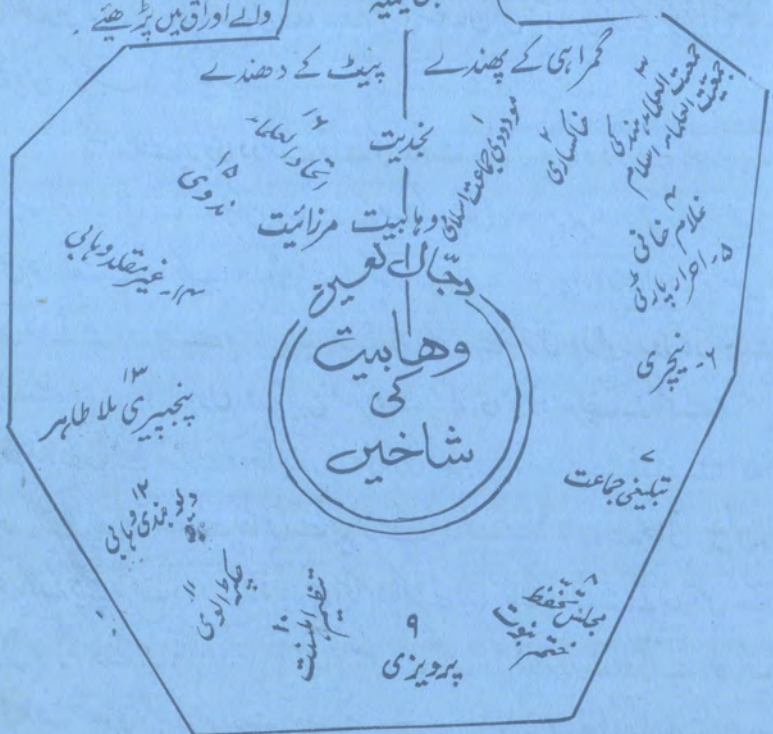
اہلِ باطل سے رہیں سُنی مسلماں ہوشیار

فائدہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات وصفات اور اصحاب۔ آل واولاد آپکے ملک وشہر آپ کے مکان اور ملبوسات غرضیکہ آپکی ہر منسوب شئے کا ادب ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مدینہ پاک کی مٹی کو ردّی د بیکار کہے تو مرتد خارج از اسلام اور واجب القتل ہے۔ اسی لئے ہم اہلسنت مدینہ پاک کے کتوں کا بھی ادب کرتے ہیں اسکے برعکس مخالفین کے کہ وہ گستاخی رسُول میں کہاں سے کہاں تک چلے جاتے ہیں۔ ہم ذیل میں ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا رسالہ "الاعتصام" لاہور نے ۲۸ جون ۱۹۶۸ء میں "میلاد کے بعد" کے عنوان سے ایک انتہائی شر انگیز مضمون شائع کیا تھا۔ اس مضمون کی ہر سطر زہر میں بُجھا ہوا ایک تیر تھا جس سے سوادِ اعظم اہلِ سُنّت کے سینوں کو نشانہ بنایا گیا تھا جس نام کی عظمت کے لئے عالم اسلامی زندہ ہے اس کی شان میں تبرّا بازی کر کے کروڑوں مسلمانوں کے دِلوں کو مجروح کیا گیا ——— چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"لیکن ہمارے بریلوی دوست نواسے کی شہادت کے عین ڈو ماہ دو دن بعد جب نانا کو پیدا کرتے ہیں ——— لیکن برسات کے مینڈک اجتماعی طور پہ سُر ملا کر جو ٹراتے ہیں اس میں جو لطف ہے وہ الگ الگ چھپڑی میں کہاں ——— لیکن یہ بارہ ربیع الاول کو جس کا دن مناتے ہیں اور پھر اسے ہر سال پیدا کرتے ہیں ممکن ہے یہ کوئی اور عجوبہ روزگار شخصیت ہو جسے جَننے والے یہ لوگ ہوں اور تاریخ مقررہ سے پہلے ہی مولود شریف کے نام سے جو انہیں ہلکا ہلکا دَرد اُٹھنے لگتا ہے وہ شاید دَردِ زہ کی کوئی قسم ہو ——— اور بعد میں جو کچھ ہوتا ہے اسے نِفاس سے تعبیر کر سکتے ہیں ——— ہمارے بھائی ربیع الاوّل کو یا آگے پیچھے صرف وِلادت کا فریضہ ہی انجام دیا کرتے ہیں، حالانکہ ولادت کے بعد اس کے کچھ لوازم ہوتے ہیں مثلاً...... انہیں چالیس دن مکمل آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوراک کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے ——— حیران ہونے کی کوئی بات نہیں یہ

کام انہیں کو کرنا ہے جن پر بار بار زچگی کا بوجھ ...... وغیرہ وغیرہ

ناظرین | نفسِ مضمون کی خباثت کے علاوہ بدمزاج کی تحریر میں کس طرح اور کتنا بدتمیزی ہے، یہ لوگ بزعمِ خویش موحد ہیں۔

اگرچہ اُس دَور کے گورنر نے معمولی طور پر اس مضمون کی شرارت کا نوٹس لیا تھا لیکن بے اثر کیونکہ ہمارا ملک صرف لفظی اور کاغذی کاروائی تک محدود ہے۔

گُستاخیِ اللہ جل جلالہٗ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں!

دورِ حاضرہ میں نیکی پر زور دیا جاتا ہے اور دینا چاہیئے لیکن گُستاخی کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنا گناہ کو بُرا سمجھا جاتا ہے حالانکہ گنہگار کی نجات کی اُمید کی جاسکتی ہے لیکن گستاخی ناقابلِ معافی جُرم ہے پھر گُستاخی بہت بڑے بکواسات کو سمجھا جاتا ہے حالانکہ گستاخی معمولی سی خامی ہو تو بھی گستاخی ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

نبوی ملال کا موجب گستاخی ہے | بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطا و کرم کو ظاہر نہ کرتے تھے، اس سے آپ کو ملال ہوتا تھا جس کا اثر یہ ہوتا کہ وہ عطیہ اُن کے حق میں آتشِ دوزخ بنا دیا جاتا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَجُلَانِ عَلٰے رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَا فِیْ شَیْءٍ فَدَعَا لَھُمَا بِدِیْنَارَیْنِ فَاِذَا ھُمَا یُثْنِیَانِ خَیْرًا فَقَالَ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لٰکِنْ فُلَانٌ مَا یَقُوْلُ ذٰلِكَ وَلَقَدْ

حاکم نے مستدرک میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو شخصوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر کچھ مانگا۔ آپ نے انکو دو دینار منگوا دیئے جس پر انہوں نے آپ کی صفت و ثنا کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ یہ تو دو ہی دینار پر ثنا کرتے ہیں۔

اَعْطَيْتُهٗ مَا بَيْنَ عَشَرَةٍ اِلٰى مِائَةٍ فَمَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَخْرُجُ بِصَدَقَتِهٖ مِنْ عِنْدِيْ مُتَاَبِّطًا وَّ اِنَّمَا هِيَ لَهٗ نَارٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْطِيْهِ وَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ لَهٗ نَارٌ قَالَ فَمَا اَمْنَعُ يَاْبُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ وَيَاْبَى اللّٰهُ لِيَ الْبُخْلَ (رواه الحاکم فی المستدرک)

میں نے فلاں شخص کو دس سے سو تک دیئے۔ مگر اس نے اس قسم کی ایک بات نہ کہی۔ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ مجھ سے صدقہ لیکر بغل میں دبائے ہوئے باہر جاتا ہے وہ اس کے حق میں آگ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! پھر آپ ایسے لوگوں کو کیوں دیتے ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ اُنکے حق میں آگ ہے۔ فرمایا: کیا کروں، لوگ مجھ سے مانگنا نہیں چھوڑتے اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ مجھ میں بُخل پایا جائے۔

(ف) ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب ادنیٰ گرانیِ خاطر اور ملال میں نوبت یہانتک پہنچی، تو ایذا رسانی کا کیا حال ہوگا۔

حکمِ خداوندی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (احزاب ع ۷)

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو۔ لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اُن پر دنیا اور آخرت میں۔ اور تیار کر رکھا ہے۔ ان کے واسطے ذلّت کا عذاب۔

(ف) اگرچہ بظاہر اللہ تعالیٰ نے اپنی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی یہ سزا مقرر فرمائی ہے۔ مگر درحقیقت کس کی مجال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ایذا پہنچا سکے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ (بقرہ ع ۱۴)

یعنی اُسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اُسی کے تابعدار ہیں۔

اس صورت میں یہ سزا دراصل صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینے کی ثابت ہوئی ۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا نام مبارک اس آیت شریف میں ذکر فرمایا ہے ۔ اس سے مقصود محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے ۔ یا یوں کہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے ۔

شیر خدا رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آذٰى شَعْرَةً مِّنِّيْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ ۔ (رواہ ابن عساکر)

علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میرے ایک بال کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی ۔ (کنز العمال)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی سے عذاب کا نازل ہونا

جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں مانتا ۔ وہ عذاب شدید میں گرفتار ہوگا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ نور کے رکوع ۹ میں ارشاد فرماتا ہے ۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

تو ڈرنا چاہیئے ۔ ان لوگوں کو جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا اس بات سے کہ ان پر پڑے کوئی بلا ، یا ان کو دردناک عذاب پہنچے ۔

(ف) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں مانتا ، اس پر یا تو کوئی بلا نازل ہوگی ۔ یا کوئی دردناک عذاب پہنچے گا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۵ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۵ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۵

ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف پیغمبر تم پر گواہی دینے والا جس طرح بھیجا فرعون کی طرف پیغمبر۔ تو فرعون نے پیغمبر کا کہا نہ مانا۔ پس ہم نے اس کو دھر پکڑا وبال کی پکڑ۔

مطلب یہ کہ اگر تم بھی رسول کی نافرمانی کرو گے، تو عذاب میں گرفتار ہو گے۔

آنحضرت کی بد دعاء کا اثر

جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی بد دعاء کا اثر ہوا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعاء کا اثر ہوتا تھا چنانچہ سورۂ یونس میں موسیٰ علیہ السلام کی بد دعاء کے الفاظ یہ تھے۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۵ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا ۵ (سورہ یونس)

بار الہا! ملیامیٹ کر دے ان کے دل کہ ایمان ہی نہ لائیں، یہانتک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔ اللہ نے فرمایا۔ کہ تم دونو بھائیوں کی دعا قبول ہو چکی۔

عُتیبہ کا انجام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعائے کرشموں میں سے صرف دو بطورِ نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ عتیبہ ابن ابی لہب نے آپ کے حق میں گستاخانہ کلمات کہے۔ تو آپ نے اس پر بد دعا کی۔ کہ

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ ۔

الٰہی اپنے درندوں میں سے ایک درندہ اس پر مسلط کر دے۔

چنانچہ رات کو ایک شیر آیا اور لوگوں کے جمِ غفیر میں سے اکیلے عتیبہ کو اُٹھا کر لے گیا۔

عامر جہنم میں

۹ھ ہجری میں نجد کا ظالم و بدکردار حاکم عامر بن طفیل حضور کے قتل کے ارادہ سے ایک مسلح ساتھی سمیت مدینے آیا حضور میں پہنچ کر گستاخانہ باتیں کرتا رہا۔ اور آپ وقار اور متانت سے جواب دیتے رہے۔ مگر حافظِ حقیقی کی حفظ و حمایت

سے اُس کو اپنے مقصدِ بد میں کامیابی نہ ہوسکی۔ آخر ناکام مراد باہر نکلا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِىْ عَامِرًا ۝ الٰہی مجھ کو عامر کے شر سے بچا۔ اتنے میں آسمان سے بجلی گری۔ عامر کا شمشیر بکف ساتھی وہیں ڈھیر ہوگیا اور خود عامر چند روز بعد مرضِ طاعون میں داخلِ جہنّم ہوا۔

ابوجہل کا منہ ٹیڑھا

ابوجہل حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل کر آپ کی نقل اُتارتے ہوئے کسی وقت ناک چڑھاتا تو کسی وقت مُنہ بگاڑتا ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پیچھے مڑ کر دیکھ کر فرمایا۔ (كُنْ كَذٰلِكَ) اسی طرح ہو جا۔ چنانچہ پھر وہ مرتے دم تک منہ بگڑا اور ناک چڑھا رہا۔ (روح البیان)

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک دفعہ ابوجہل نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف تھوکا تو اسکی اپنی تھوک لَوٹ کر اس کے چہرے پر پڑی تو اسکی نحوست سے تادمِ زیست برَص میں مُبتلا رہا اور اسی کے حق میں نازل ہوا۔ (وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمِيْنَ عَلٰى يَدَيْهِ) یعنے قیامت میں جہنم کے اندر ایک ہاتھ کو کھاتا ہوُا کہنی تک پہنچے گا تو پھر دُوسرے کو کھانے لگے گا تو پہلا صحیح ہو جائے گا۔ اسی طرح ذلّت وخواری سے اس کا وقت بسر ہو گا (انسان العیون)

عاد کی گستاخی

انا لنراک فی سفاھۃ :- بیشک ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ (ف) اس جملہ سے کفار نے ہود نبی علیہ السلام کی گُستاخی کی تو سزا پائی۔

صالح علیہ السلام کی قوم کی گستاخی

صالح علیہ السلام نے کفار سے کہا :- ھذہ ناقۃ اللہ آیۃً ، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے اسکی ایک برکت والی نشانی ہے۔ اسکی بے ادبی نہ کرنا ورنہ مارے جاؤ گے۔ کما قال ولا تمسوھا بسوءٍ فیاخذکم عذاب الیم ـــــ چنانچہ جب انہوں نے

اونٹنی کا ادب نہ کیا اور اس کے ساتھ گستاخی کی تو مارے گئے۔ کما قال تعالیٰ:
فعقروا الناقة وعتوا عن امر ربھم : اسپر عذاب میں مبتلا ہوئے۔ کما قال :- فاخذتھم الرجفة فاصبحوا فی دارھم جثمین :- تو انہیں زلزلہ نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

جانی دشمن ایک دشمن تلوار کھینچ کر آپ کے سر پر آپہنچا۔ جب کہ آپ مصروفِ خواب تھے۔ قدرتِ خدا! دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اِدھر آپ بھی جاگ اُٹھے۔ تو اسکی تلوار آپ نے اُٹھالی اب وہ شخص مسکین بن کر گڑگڑانے لگا۔ تو آپ نے اُسکو چھوڑ دیا۔

کریم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہبار بن اسود نے پتھر پھینک پھینک کر آپ کی دختر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بحالتِ سفر مجروح کر دیا تھا۔ جس سے وہ اُونٹ سے گر پڑیں۔ اور حمل ساقط ہوگیا۔ فتح مکہ کے روز وہ سر جُھکا کے حاضر ہُوا۔ تو آپ نے اُس کی جان بخشی فرمائی۔

وحشی کو معافی وحشی نے آپ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کیا تھا۔ جب اُس نے اپنی پشیمانی ظاہر کی۔ تو معاف کر دیا۔

ہندہ کو معاف کر دیا ہندہ زوجہ ابی سفیان نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر دانتوں میں چبایا تھا۔ جب وہ بھی سر خجلت خم کئے ہوئے حاضر ہوئی۔ تو آپ نے دَرگزر فرمایا [۲]

آنکہ بر اعدا درِ رحمت کشادا مکّہ را پیغامِ لا تثریب داد [۱]

کسریٰ شاہِ فارس کا انجام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے بادشاہوں کے نام فرامین لکھے تو ایک فرمان کسریٰ شاہِ فارس کو بھی لکھا۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دعوتِ اسلام دی تھی۔

---

[۱] وہ ذات جس نے دشمنوں پر رحمت کا دَروازہ کھولا۔ اہلِ مکہ کو لا تثریب (کوئی حرج نہیں) کا پیغام دیا۔
[۲] درمیان میں ہم نے یہ واقعات اس لئے عرض کر دیئے کہ ہمارے حضور تو کریم ہیں معاف بھی فرماتے ہیں لیکن گستاخ گستاخی سے تو...

اُس بدبخت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مُبارک کو پڑھ کر غُصے سے پُرزے پُرزے کر دیا۔ یہ نامۂ مُبارک کیا چاک کیا۔ گویا اُس نے اپنی جان و تن کو چاک کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سُورۂ بقر رکوع ۶)

اور ہم پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہمارے نافرمان لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔"

خط نہیں اس نے اپنا ملک پھاڑا

اس کمبخت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامۂ مبارک کو نہیں پھاڑا۔ بلکہ اپنی سلطنت کو حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلًا وَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهٗ مَزَّقَهٗ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ

(رواہ البخاری)

تجرید بخاری کے بابِ علم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کے ہاتھ اپنا خطِ عظیم بحرین کے دینے کو بھیجا۔ عظیم بحرین نے وہ خط کسریٰ کو دیدیا۔ جب کسریٰ نے اس کو پڑھا، تو پارہ پارہ کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب پر بدعا کی کہ وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ آپ کی یہ دُعا قبول ہوئی اور کسریٰ کا بیٹا شیرویہ اپنے باپ کے درپے قتل ہوگیا۔

ہر چہ آید بر تو از ظلماتِ غم ٭ آں ز بیباکی و گُستاخیست ہم

ترجمہ: جو کچھ تجھے غم کی ظلمات (تاریکیاں) آتی ہیں وہ بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے ہیں۔

بدز گستاخی کسوفِ آفتاب ٭ شُد عزازیلے ز جرأت ردِّ باب

ترجمہ: سُورج گرہن بھی بے اَدبی و گستاخی کا نتیجہ ہے عزازیل (ابلیس) بھی گستاخی کی وجہ سے

سخت حکم جاری کرنے کی سزا

اپنے کیفرِ کردار سے غافل شاہِ فارس کے غرور نے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے نامۂ اعمال مُبارک کو پھاڑ کر صبر نہ کیا۔ بلکہ اپنے صوبہ شاہِ یمن کو حکم دیا کہ بہت جلد دو سپاہی بھیج کر اِس نبُوت کے مدّعی کا سَر اُتار کر میرے پاس بھیج دے۔ یا زندہ گرفتار کر کے یہاں روانہ کر دے۔ شاہِ یمن نے بموجب حُکم شاہِ فارس کے دو قوی مسلّح جوان مدینہ کی طرف صلی اللہ علیہ وسلّم کے گرفتار کرنے یا شہید کرنے کے لئے بھیجے۔ یہ دونوں سپاہی مکّہ معظّمہ کے راستے مدینہ طیّبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں پہنچے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع ہوئی کہ دو سپاہی فارس سے آپ کو شہید کرنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے مہمانوں کو اچھے مکان میں اُتارو۔ اور اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی کرو۔ تاکہ اُن کی تکان دُور ہو جائے۔ سات دن تک اُن قاتلوں کی مہمان نوازی فرمائی۔ آٹھویں دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حُکم دیا کہ آج میرے مہمانوں کو لاکر ہم سے ملاقات کراؤ۔ چنانچہ یہ دونوں شخص، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُعب سے اُن کے ہاتھوں میں رعشہ، پاؤں میں جنبش۔ زبان میں لُکنت تھی۔ حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنہیں بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ مگر یہ لوگ بجائے بیٹھنے کے اوندھے منہ گر پڑے۔ اس پر آپ نے اُن کو اُٹھا کر پُوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کیا مطلب ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں شاہِ فارس نے آپ کے شہید کرنے کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا بادشاہ آج رات کو قتل ہو گیا ہے۔ اُس کے بیٹے نے اُسکو قتل کر ڈالا ہے۔ جاؤ! شاہِ یمن کو شاہِ فارس کے قتل کی خبر کر دو۔ شاہِ فارس کی قتل کی خبر سن کر یہ دونوں سپاہی آپ سے رُخصت ہوئے اور یمن کی راہ لی۔ جب شاہِ یمن کے پاس پہنچے، تو وہاں شاہِ فارس کے مرنے کی خبر پہلے پہنچ چکی تھی۔ اور اُسکی سلطنت روئے زمین سے جاتی رہی۔

(ف) جائے غور ہے کہ جس اُمت کے رسُول اپنے قاتلوں کو سات روز مہمان رکھیں اور اعلیٰ درجہ کی مدارات کریں۔ افسوس! ان کی اُمت کے اخلاق ایسے خراب ہوں کہ محسنِ حقیقی ربّ العالمین

کے لئے زبانی شُکر بھی نہ کرے ۔ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

(فرق دیکھ کہاں سے کہاں تک ہے)

کفارِ مکّہ کا بے اَدَبی کے باعث عذابِ شدید میں مُبتلا ہونا ۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے جب کفّارِ مکّہ نے حُضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے صاحبزادوں کے انتقال کے بعد آپکی ذات بابرکات کو ابتر و بے نسل کہا، تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر میں یُوں ارشاد فرمایا :

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۔ جو تیرا دشمن ہے ۔ وُہی بے نسل رہا ۔

شانِ نزول ۱ اس سورہ کا شانِ نزول اس طرح پر ہے کہ حُضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دُو صاحبزادے طیّب و طاہر اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے بطن پاک سے تولّد ہوئے ۔ خُدا کی قدرت ان دونوں صاحبزادوں کا انتقال یکے بعد دیگرے ہوگیا ۔ اس پر کُفارِ مکّہ طعن سے کہنے لگے کہ اچھا ہُوا ۔ محمّد (صلے اللہ وآلہ وسلّم) کی نسل منقطع ہوگئی ۔ اب ان کا کوئی نام لیوا نہیں رہا ۔ جو آئندہ ان کے مذہب کی اشاعت کرے ۔ اس لئے تمام جھگڑے ختم ہوجائیں گے ۔

عاص بن وائل ۲ ایک موقع پر عاص بن وائل مسجد الحرام میں داخل ہو رہا تھا ۔ اُدھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لے جارہے تھے ۔ تو باہم کچھ بات چیت ہوئی ۔ مسجد الحرام کے اندر کچھ لوگ بیٹھے تھے ۔ اُنہوں نے عاص سے پُوچھا کہ کس سے گفتگو کر رہے تھے ، اس نے کہا ، اس ابتر (اپنوت) سے بات کر رہا تھا ۔ یہ بد باطن آپ کو ہمیشہ ابتر کے لفظ سے یاد کیا کرتا تھا ۔ اسی کے متعلق یہ سورۃ نازل ہوئی ہے ۔

۳ :۔ بعض کے نزدیک یہ سورۃ کعب ابن اشرف یہودی کے متعلق نازل ہوئی ہے ۔

بہر حال دشمنوں کے اس کلام سے آپ کو سخت ملال اور رنج ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی و تشفی کے لئے یہ سورہ نازل فرمائی کہ اگر آپ کے ہاں کوئی بیٹا نہیں، تو نہ سہی، کیونکہ قیامت تک جتنے مسلمان ہوں گے۔ وہ سب آپکے ہی تو بیٹے ہیں۔ آپ ان سب کے روحانی باپ ہیں لیکن جو آپ کا دشمن تھا۔ وہی بے اولاد رہا۔ چنانچہ عاص ابن وائل یا کعب ابن اشرف کا آج دنیا میں کوئی نام لیوا نہیں۔ اوّل تو ان لوگوں کی نسل ہی نہیں۔ اگر بالفرض ہو بھی تو یقیناً خود ان کو معلوم نہیں کہ ہمارا مورثِ اعلیٰ عاص یا کعب تھا۔ اور ابتر کا مفہوم اسی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت کا ڈنکا بفحوائے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہر شہر اور ہر بستی میں پانچ وقت بآوازِ بلند بجتا ہے۔

ابولہب اور اسکی بیوی کا انجام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت خواہ صریح ہو یا ضمناً۔ اشارۃً ہو یا التزاماً۔ غرض کسی طرح ہو۔ اس سے کفر لازم آتا ہے۔ چنانچہ بعض آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی کرنے والوں پر سخت تہدید اور زجر و توبیخ پائی جاتی ہے۔ چنانچہ تفسیر عزیزی میں مرقوم ہے کہ آدمی شرافت اور مال و جاہ پر مغرور نہ ہو۔ اور مقربانِ الٰہی سے راہ و رسم درست رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب حکم اس آیت کے۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (سورہ شعرا) "جس کا مطلب ہے۔" اور ڈرا اپنے قریب کے رشتہ داروں کو۔"

کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو ہر قبیلہ کا نام لے کر اپنے چچا اور پھوپھی کو نام بنام پکار پکار کر عذابِ الٰہی کا ڈر سنا دیا۔ کہ اے بنی ہاشم! اے بنی عبدالمطلب۔ اے بنی عبدالمناف۔ اے عباس۔ اپنا اپنا فکر کرو۔ تو ابولہب اپنے محاورے میں کہنے لگا۔

تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا دَعَوْتَنَا تیری تباہی ہو۔ کیا تو نے یہی باتیں سنانے کے لئے ہمیں تکلیف دی۔

اس کے جواب میں سورۂ لہب نازل ہوئی۔ وہ یہ ہے:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ہ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ہ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ہ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ہ	دونوں ہاتھ ٹوٹیں ابولہب کے اور ہلاک ہو۔ نہ تو اس کے کام اُس کا مال آیا۔ اور نہ اُسکی کمائی۔ وہ عنقریب داخل ہو گا شُعلہ والی آگ میں۔ اور نیز اسکی جورو۔ جو لکڑیاں سر پر اُٹھاتی ہے۔ اسکی گردن میں مُونج کی رسّی ہے۔

قیامت کے دن اُس کے گلے میں رسّی کا پھندا ڈال کر اُس کو گھسیٹا جائے گا۔ اور اُس کی بے حرمتی کی جائے گی۔ یہ کم بخت دُنیا میں اُسی عذاب میں مری۔ مارے خست کے لکڑیوں کا پشتارہ سر پر اُٹھائے چلی آرہی تھی کہ پشتارہ گر گیا۔ اور اسکی رسّی گلے میں آگئی — اور گلا گھٹ کر مر گئی۔

ابولہب کی بیوی کا کارنامہ یہ کمبخت رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ کہ آپ جب علی الصباح اس راستے سے گزریں گے۔ تو بے خبری کے باعث کانٹے چُبھیں گے۔

مے ریختند در رہِ تو خار و باہمہ ؛ چُوں گل شگفتہ بُود رُخِ جانفزائے تو

ترجمہ:- آپکے راستہ پر کانٹے بچھاتے لیکن اس کے باوجود آپ کے چہرہ جانفزا سے ہمیشہ پُھول برستے رہے۔

یعنے اگرچہ ابولہب کی عورت نے حضور علیہ السلام کے راستے پر کانٹے بچھائے۔ لیکن حُضور علیہ السلام نے اسے دعاؤں سے یاد فرمایا اسے گُستاخی اور بے ادبی کی یہ سزا ملی کہ کانٹوں کے پُشتارہ میں دَب کر مر گئی۔

ابوجہل کا ذلیل ہو کر مرنا جب ابوجہل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ حد سے زیادہ بے اَدبی اور گُستاخی کرنی شرُوع

کی۔ یہاں تک کہ اُس نے یہ مصمم ارادہ کیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت سجدہ میں ہوں گے۔ تو میں اُن کا سر جسم سے الگ کر دوں گا۔ تو غیرتِ الٰہی نے اُسکو زیادہ مہلت نہ دی اور ارشاد فرمایا:

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ ۵ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ ۵ۙ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ۚ (سورۂ علق) — اگر باز نہ آئے گا تو ہم ضرور گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر، کیسی چوٹی۔ جھوٹی خطا کار:

چنانچہ یہ شقی جنگِ بدر میں معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما دو انصاریوں کے ہاتھ سے داصلِ جہنم ہوا۔ اور اس کا سر کاٹ کر سر کے بالوں کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے اور اس کا کان چھید کر اُس میں ایک رسی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے ایک ناپاک اور نجس کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ شیخ سعدی نے فرمایا:

از مکافاتِ عمل غافل مشو ٭ گندم از گندم بروید جَو ز جو!

ترجمہ:۔ عمل کے بدلہ سے غافل نہ ہو کیونکہ گندم سے گندم اور جَو سے جَو اُگتے ہیں۔

کھوپڑی ریزہ ریزہ ہو گئی

حضرو کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ایک شخص انگلستان چلا گیا۔ یہاں اس کے حالات اچھے نہیں تھے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمتوں سے نوازا۔ وہ وطن واپس آیا تو خاصا مالدار تھا۔ ایک دن چوپال میں بیٹھا اپنے حالات بیان کر رہا تھا۔ کسی نے کہا ۔"تم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے اس کا شکریہ بھی ادا کیا کرو۔" اس پر وہ آدمی کہنے لگا (نعوذ باللہ) اللہ نے میرے اوپر کیا احسان کیا ہے؟ اس نے تو مجھے غریب ہی کر رکھا تھا۔ یہ دولت تو میری اپنی محنت سے ہاتھ آئی ہے۔ کچھ دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا مرغی ذبح کرانے وہاں آ گیا اور آدمی جلدی سے پلٹ کر بولا ——— "لاؤ میں ذبح کر دوں۔" یہ کہہ کر اُس نے چھری ہاتھ میں پکڑی اور مرغی کو زمین پر ڈال کر کہنے لگا ——— "میں مرغی ذبح کرنے لگا ہوں۔ خدا سے کہو اسے میرے ہاتھ سے بچا لے۔" اس نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ مرغی ایسے زور سے

چیخی کہ اس کی آواز سے قریب بندھی ہوئی گھوڑی بدک گئی اور رُخ بدل کر اس زور سے دولتی ماری کہ اس آدمی کی کھوپڑی ریزہ ریزہ ہو گئی اور اسے سانس لینے کی مہلت بھی نہ مل سکی مرغی ایک طرف کو بھاگ نکلی اس واقعے کا سارے علاقے میں چرچا ہوا۔ لوگ دُور دُور سے اسکی لاش دیکھنے آئے لیکن کسی نے بھی اسکی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

(ماہنامہ "رضائے مُصطفےٰ" گوجرانوالہ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ)

توہین رسول کفر ہے

رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کرنا کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا

(فرقان ع ۱)

اور کافر کہنے لگے کہ یہ کیسا رسُول ہے۔ کہ کھانا کھاتا ہے، اور بازاروں میں چلتا ہے کیوں نہیں اُتارا گیا اسکی جانب کوئی فرشتہ کہ وہ بھی رہتا اس کے ساتھ ڈرانیوالا یا ڈالدیا جاتا اسکی طرف خزانہ یا اسکے پاس باغ ہوتا کہ اُس میں سے کھایا کرتا۔ اور ظالموں نے کہا کہ پس تم تو پیچھے پڑے ہو ایک جادو زدہ مرد کے۔ دیکھ کیسی بیان کیں تیرے لئے مثالیں پس گمراہ ہو گئے۔ اب راہ نہیں پاسکتے۔

کھانا کھانا۔ بازاروں میں چلنا اور باغات وغیرہ کا نہ ہونا۔ گو حسب بیان کُفّار اُمور واقعی ہیں۔ مگر چونکہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی اہانت اور بے ادبی متضمّن تھی۔ اس لئے توبیخ نازل ہوئی۔ پس ایسا کلام جس سے نبی علیہ السّلام کی اہانت پائی جائے۔ ضمناً یا التزاماً، عمداً ہو۔ یا سہواً، غیر واقعی ہو۔ یا واقعی کفر کو مستلزم ہے۔

کفر اور بے ادبی کے کلمات

انبیاء علیہم السلام سے استہزاء اور استخفاف کرنا کُفر ہے اور جو کوئی ایسا کرے۔ وہ مُرتد اور واجب القتل ہے، چنانچہ فتاوی ملاحظہ ہوں۔

(۱) ــــ عینی شرح کنز میں مرقوم ہے۔

مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَفَّرُ فَیُقْتَلُ حَدًّا وَّ لَا یُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ اَصْلًا

وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی گلوچ دی۔ تو وہ کافر ہُوا۔ لہٰذا وہ بطور سزا قتل کیا جائے اور اسکی توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔

(۲) ــــ تاتارخانیہ میں مرقوم ہے:

مَنْ عَابَ نَبِیًّا بِشَیْءٍ اَوْلَمْ یَرْضَ بِسُنَّۃِ نَبِیٍّ مِّنَ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَدْ کَفَرَ فَمَنْ قَالَ لِرَجُلٍ اِحْلِقْ رَأْسَکَ وَاَقْلِمْ اَظْفَارَکَ فَاِنَّ ھٰذَا سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ لَا اَفْعَلُ وَ اِنْ کَانَ سُنَّۃً فَقَدْ کَفَرَہٗ

جس شخص نے انبیاء میں سے کسی نبی کو عیب لگایا۔ وہ بیشک کافر ہُوا۔ پس اگر ایک آدمی نے دُوسرے آدمی سے کہا کہ اپنا سر مُنڈا اور ناخن کُترو کیونکہ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے اور اُس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اگرچہ یہ سنّت ہو۔ تو وہ بیشک کافر ہُوا۔

(۳) ــــ درمختار میں مرقوم ہے۔

یُقْتَلُ وَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ وَکَذٰلِکَ الْاِسْتِھْزَاءُ وَالْاِسْتِخْفَافُ بِہٖ

ایسا شخص قتل کیا جائے۔ اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ اور جس نے اسکے کُفر میں شک کیا۔ وہ بھی کافر ہُوا اور اسی طرح کافر کرتا ہے مذاق کرنا اور ہلکا جاننا

عَلَيْهِ السَّلَام کو   رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو۔

(۴)—— امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے۔ اور دُوسرا کہے کہ میں اُسے دوست نہیں رکھتا تو ایسا کہنا کُفر ہے۔

(۵)—— چلپی میں مرقوم ہے کہ جو کوئی اس طرح کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا میلا تھا۔ یا ناخن بڑے بڑے تھے۔ یا آپ کو شُتربان کہے۔ تو وہ شخص کافر ہے۔ ایسا شخص قتل کر دیا جائے، یا اگر کوئی آپ کو بدصوت یا بدقطع داڑھی والے سے تشبیہ دے تو قتل کر دیا جائے اگر کوئی شخص آپکو بے اَدبی کا لفظ خواہ نادانستہ خواہ نشہ میں کہے۔ تو وہ بھی قتل کر دیا جائے۔ ع

باخدا دیوانہ باش و با محمّد ہوشیار

نبوّت کی نزاکت

کتب عقائد میں ہے کہ اگر کوئی آپ کے موئے مُبارک کو مویک بکافِ تصغیر کہے۔ تو وہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بلکہ جس چیز یا جس جانب آپ کو نسبت ہو۔ وہ بھی واجب التعظیم ہے چنانچہ مروی ہے۔ کہ ایک امیر نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کہا کہ مدینہ کی مٹّی ناقص ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے تیس ۳۰ دُرے لگائے۔ اور قید کیا اور کہا کہ یہ شخص اس بات سے گردن مارنے کے لائق ہو گیا ا اسکی تفصیل فقیر کی کتاب "باادب بانصیب" میں ہے۔

مدینہ طیبہ کی دہی کی بے اَدبی

مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ مدینے کا دہی پتلا ہوتا ہے اسکو غیب سے آواز آئی۔ اے شخص تو مدینہ سے نکل جا۔ تو مدینہ کے لائق نہیں ہے۔ جہاں عمدہ دہی ہے وہاں جا کے رہو۔ فوراً اُس نے توبہ کی۔ اور بہت رویا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بے ادبی و گستاخی کا معیار

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تورات کا مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت متغیر ہو گئی اور چہرۂ مبارک سے آثارِ غضب پیدا ہو گئے۔ باوجود خلقِ عظیم کے ایسے جلیل القدر صحابی پر عتاب فرمایا: چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَۃٍ مِّنَ التَّوْرَاۃِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ نُسْخَۃٌ مِّنَ التَّوْرَاۃِ فَسَکَتَ فَجَعَلَ یَقْرَاُ وَوَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَغَیَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ مَا تَرٰی مَا بِوَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ

دارمی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کا نسخہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آکر عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش ہو گئے۔ تو وہ لگے پڑھنے ادھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: عمر تم تباہ ہو گئے۔ کیا تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھتے۔ معاً عمر رضی اللہ عنہ آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر کہنے لگے: میں خدا اور رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہم اپنے پروردگار اور دینِ اسلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی

لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِىْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَ اَدْرَكَ نُبُوَّتِىْ لَاتَّبَعَنِىْ ۝

(رواہ الدارمی ۔ مشکوٰۃ)

ہیں ۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قسم ہے ۔ اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر موسےٰ علیہ السلام تم میں ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرتے ۔ تو تم ضرور گمراہ ہو جاتے ۔ لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام اسوقت موجود ہوتے ۔ اور میری نبوت کے زمانے کو پاتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے ۔

نتیجہ ہر عقل سلیم والا سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کی صرف معمولی سی حرکت اِس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی ۔ تو کسی اور کی اُس تقریر سے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل میں شک ڈال دیتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی ۔ کیا یہ ایذا رسانی سے خالی جائے گی ۔ ہرگز نہیں ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

(احزاب ع ۷)

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو ۔ لعنت کریگا اُن کو اللہ دُنیا اور آخرت میں اور مہیا کر رکھا ہے ان کے واسطے ذلّت کا عذاب ۔

(ف) معلوم ہُوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اَدبی اور گستاخی کرنے والے آخرت میں عذابِ شدید میں مُبتلا ہوں گے ۔ اور دنیا میں بھی اُن پر لعنت برستی رہے گی ۔

نہ مِٹا نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا ۔ اُس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھا دیکھا ۔ یہودی نے بُغض و کینہ سے اس نام پاک کو کھرچ ڈالا ۔ دُوسرے روز تورات کھولی ۔ تو اسی صفحہ پر یہ نام اقدس چار جگہ لکھا دیکھا ۔ غصہ میں آکر اُس نے اس نام پاک

کو پھر کھُرچ ڈالا۔ تیسرے روز اُس نے دیکھا کہ اسی صفحہ پر یہ نامِ اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے۔ اُس نے پھر یہ نام پاک سب جگہ سے کھُرچ دیا۔ چوتھے دن اس نے اس نامِ اقدس کو بارہ جگہ لکھا دیکھا۔ اب اس کی حالت بدلی۔ اور اس نام پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی اور اس نام والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے، کہ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ مگر اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پاک ہو چکا تھا۔ جب یہ مدینہ منوّرہ پہنچا۔ تو اسکی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اور حضرت علی سے حضور کے وصال کا علم ہوا۔ اب تو یہ سخت بے چین ہوا اور حضرت علی سے کہنے لگا کہ مجھے حضور کے بدن انور کا کوئی کپڑا نکال کر دکھایئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کا ایک کپڑا مبارک اُسے دیا۔ اُس یہودی نے پہلے تو اُسے سونگھا۔ پھر حضور کے روضۂ انور کے سامنے آکر کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان ہو کر دعا کی کہ الٰہی! اگر تونے میرا اسلام قبول کر لیا ہے تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلالے۔ اتنا کہا اور حضور کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے غُسل دیا۔ اور جنّت البقیع میں اُسے دفن کیا۔ (تنبیہ الغافلین ونزہۃ المجالس صفحہ ۱۴۴ ج ۲)

فائدہ حُضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کوئی لاکھ مِٹانا چاہے۔ اور کھرچنا چاہے مگر بمصداق ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حُضور کا نام انور نہ مِٹا ہے نہ مِٹ سکے گا۔ مِٹانے والے مِٹ گئے۔ مگر اس نامِ اقدس کو وہی قرار اسکی وہی شان ہے جو پہلے تھی (صلی اللہ علیہ وسلم)

دعوتِ غور و فکر آج کل ہمارے دَور کے معتزلہ نے حُضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو مساجد سے مِٹانے کی مہم چلا رکھی

ہے لیکن اللہ تعالیٰ بے نیاز نے محبوب کے نام کو اتنا بڑھایا کہ جب سے یہ مہم چلی تو مکانوں میں دوکانوں میں، بسوں اور ٹرکوں و دیگر کیلنڈروں وغیرہ وغیرہ پر زیادہ سے زیادہ اسم گرامی لکھا جانے لگا یہانتک بعض علاقوں میں ابھی دور میں ایسے بکرے پیدا ہوئے جن پر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تھا، اور ہم نے درختوں کے ایسے پتے دیکھے جن پر صاف لفظوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی منقش ملا۔ تفصیل فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمدؐ"[1] میں ہے۔

کوڑھ مغز یا ازلی بدبخت

باوجود اینہمہ جیسے زمانۂ اقدس کے لوگوں نے کھلم کھلا اور واضح معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے لیکن نہ مانے بلکہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہہ دیا۔ آج بھی وہی کیفیت ہے باوجودیکہ اپنی آنکھوں سے ایسے عجیب و غریب کرشمے دیکھ رہے ہیں اور انہیں مشاہدہ کرایا جا رہا ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور انکی شان لمحہ بہ لمحہ ترقی پذیر ہے تو بجائے ماننے کے ان امور کو بدعت کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ ان غریبوں کے ازل سے تالے بند ہیں اور جن کے خدا تعالیٰ تالے بند کرے، پھر اسے کون کھولے۔ اسی لئے یہ بیچارے معذور ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ خوش عقیدہ سنی سے عرض کریگا کہ تم اپنے عقیدہ کو مضبوط رکھو۔ اور کوڑھ مغزوں سے دور رہو اور انہیں اپنی بدقسمتی پر معذور سمجھو۔

اندھا دل کا اندھا

غزوۂ احد کے لئے جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرۃ بنی حارثہ اور ان کے اموال کے پاس سے گزرتے ہوئے مربع بن قیظی منافق کے باغ کے پاس پہنچے۔ وہ نابینا تھا۔ اس نے جب لشکر اسلام کی آہٹ سنی، تو ان پر خاک پھینکنے لگا۔ اور حضور سے کہنے لگا۔ کہ اگر تو اللہ کا رسول ہے۔ میں تجھے اپنے باغ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ سن کر صحابہ کرام اسے قتل کرنے دوڑے حضور نے فرمایا کہ اسے قتل نہ کرو۔ یہ آنکھ کا اندھا دل کا بھی اندھا ہے۔ مگر حضور کے منع کرنے سے پہلے

---

[1] مکتبہ اویسیہ رضویہ۔ بہاولپور (پاکستان) نے شائع کی ہے۔ قیمت -/۳۰ روپے

ہی سعد بن زید اشہلی نے اس پر کمان ماری اور سر توڑ دیا۔

گستاخی کی اصل وجہ

اصل وجہ یہ ہے کہ گستاخوں اور بے ادبوں کی نگاہ میں رسول و ولی اور دیگر معظمات کی کوئی وقعت نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے معظمات کی تعظیم و تکریم اور ان کے آداب پر بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے مثلاً:

احترام رمضان مبارک

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا: مسافر نے اقامت کی حیض والی پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش آگیا، مریض تھا اچھا ہوگیا جس کا روزہ جاتا رہا۔ اگرچہ جبراً کسی نے تڑوادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جارہی، کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی، حالانکہ صبح ہوچکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کردیا حالانکہ دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزے کی مثل گزارنا واجب ہے، اور نابالغ جو بالغ ہوا، یا کافر تھا مسلمان ہوا۔ ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے (دُرمختار)

حکم قتل

جو بدبخت و نالائق شخص رمضان المبارک کا احترام ملحوظ نہ رکھے اور رمضان مبارک میں بلا عذر علانیہ قصداً کھائے مسلمان حکومت کو لازم ہے کہ اُس ناہنجار کو قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچائے (ردالمحتار)

فرشتہ گستاخی کی زد میں

زہرۃ الریاض میں ہے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں نے آج ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھا ہے" حضور نے پوچھا" وہ واقعہ کیا ہے؟" جبریل علیہ السلام نے عرض کی" یارسول اللہ! مجھے کوہِ قاف جانے کا اتفاق ہوا مجھے وہاں آہ و فغاں رونے چلّانے کی آوازیں سنائی دیں جدھر سے آوازیں آرہی تھیں، میں اُدھر کو گیا تو مجھے ایک فرشتہ دکھائی دیا جس کو میں نے اُس سے پہلے آسمان پر دیکھا تھا جو کہ

اُس وقت بڑے اعزاز واکرام میں رہتا تھا۔ وہ ایک نُورانی تخت پر بیٹھا رہتا، ستر ہزار فرشتے اس کے گرد صف بستہ کھڑے رہتے تھے۔ وہ فرشتہ سانس لیتا تھا تو اللہ تعالیٰ اُس سانس کے بدلے ایک فرشتہ پیدا کر دیتا تھا۔

لیکن آج میں نے اُسی فرشتہ کو کوہ قاف کی وادی میں سَرگرداں وپریشاں آہ و زاری کنندہ دیکھا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کیا حال ہے؟ اور کیا ہو گیا؟"

اس نے بتایا — "معراج کی رات جب میں اپنے نورانی تخت پر بیٹھا تھا میرے قریب سے اللہ تعالیٰ کے حبیب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گزرے تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم کی پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کو میری یہ ادا، یہ بڑائی پسند نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل کر کے نکال دیا۔ اور اُس بلندی سے اس پستی میں پھینک دیا۔ پھر اُس نے کہا۔ "اے جبریل! اللہ کے دربار میں میری سفارش کر دو کہ اللہ تعالیٰ میری اس غلطی کو معاف فرمائے اور مجھے پھر بحال کر دے"۔

یا رسُول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کے دربارِ بے نیاز میں نہایت عاجزی کے ساتھ معافی کی درخواست کی، دربارِ الٰہی سے، ارشاد ہوا "اے جبریل! اُس فرشتہ کو بتا دو اگر وہ معافی چاہتا ہے، تو میرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پر درودِ پاک پڑھے"۔

یارسول اللہ! جب میں نے اُس فرشتہ کو فرمانِ الٰہی سُنایا تو وہ سُنتے ہی حضور کی ذاتِ گرامی پر درود پاک پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے بال وپَر نکلنا شروع ہو گئے اور پھر اس ذلّت وپستی سے اُڑ کر آسمان بلندیوں پر جا پہنچا اور اپنی مسندِ اکرام پر براجمان ہو گیا"۔ (معارج النبوۃ ص۳۱۷)

ایک دُوسرے فرشتہ کو سزا

شبِ معراج سَرورِ دو عالم صلی اللہ والہ وسلّم نے جو عجائبات دیکھے ان میں سے ایک یہ دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ایک فرشتہ دیکھا اُس کے پَر جلے ہوئے تھے۔

یہ دیکھ کر فرمایا : اے جبریل ! اِس فرشتے کو کیا ہوا ؟" عرض کی " یا رسول اللہ ! اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے ایک شہر تباہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اُس نے وہاں پہنچ کر ایک شیر خوار بچے کو دیکھا تو اُسے رحم آگیا یہ اِسی طرح واپس آگیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ سزا دی ہے ۔"

یہ سُن کر حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا ۔" اے جبریل ! کیا اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے ؟" جبریل علیہ السلام نے عرض کی ۔" قرآن پاک میں موجود ہے ۔ وانی لغفار لمن تاب ، یعنی جو توبہ کرے میں اُسے بخش دیتا ہوں ۔

یہ سُن کر سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دربارِ الٰہی میں عرض کی " یا اللہ ! اِس پر رحمت فرما ! اِس کی توبہ قبول فرما ۔" —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا —— " اِس کی توبہ یہ ہے کہ آپ پر دس بار درود پاک پڑھے آپ نے اس فرشتے کو حکم سُنایا تو اس نے دس بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ نے اسکو پر بال عطا فرمائے اور وہ اُوپر کو اُڑ گیا اور ملائکہ میں یہ شور بَرپا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے درودِ پاک کی برکت سے ۔" کس و بیتیں " پر رحم فرمایا ہے

(رونق المجالس ص۱۱)

ہر کہ باشد عامل صلّو مدام ❁ آتش دوزخ شود بر دے حرام

ترجمہ : جو بھی ہمیشہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے پر ہمیشگی کرتا ہے اسپر آتش دوزخ حرام ہے

بر محمّد مے رسانم صد سلام ❁ آں شفیع مجرماں یوم القیّام

میں حضور حضرت محمّد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزاروں صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہوں اس لئے کہ آپ قیامت کے دن میں مجرموں کے شفیع ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

فائدہ | درود شریف ایک ایسی محبوب عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے بے پناہ انعامات نصیب ہوتے ہیں ۔ اس کے لئے کسی خاص صیغے کی کوئی تخصیص

نہیں مثلاً —— اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم —۲۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ۔

جنہوں نے صرف درود ابراہیمی کی تخصیص کی ہے۔ وہ غلطی پر ہیں کیونکہ آیت ہیں۔ صلوا علیہ وسلموتسلیما " صلوٰۃ وسلام پر دونوں لفظوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ تو ہے لیکن سلام نہیں۔ (تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب فضائل درود شریف دیکھئے)

غلام خاں راولپنڈی والے کا انجام برباد

چودھویں صدی کا پاکستان میں گستاخوں کا سرغنہ مشہور تھا عوام سمجھتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ اس جیسا دُنیا میں انبیاء وعظام اولیاء کرام کا گستاخ اور بے ادب نہیں لیکن جب مراتب معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے بے ادب اور گستاخ کا یُونہی برباد ہوتا ہے —— اسکی تفصیل اخبارات وغیرہ سے ہم نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

جنگ پنڈی[1]:۔ مولانا غلام اللہ خاں کا سانحہ ارتحال بھی اسی افسوس ناک اور دُکھ دہ سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ عجیب قصہ ہے کہ عشاء کی نماز اور اس کے بعد تک مولانا ہماری بھری مجلسوں میں رونق افروز رہنے کے باوجود یکایک ہم سے ہمیشہ کے لئے رُخصت ہو گئے۔ دوبئی میں مولانا کی آخری تقریر جو کہ آپ کی زندگی کی بھی آخری تقریر ثابت ہوئی وہ تھی جو آپ نے قصیص نمبر ۳ کی مسجد میں نماز عشاء کے بعد فرمائی کوئی پونے دو گھنٹے کی اس طویل تقریر میں آپ نے عقیدہ توحید اپنے روایتی جوش وخروش سے بیان کیا اور آخر میں اعلان فرمایا کہ اس کی تکمیل کل کی تقریر میں کروں گا جو دوبئی کی جامع مسجد میں نمازِ عشاء کے بعد ہوگی۔ دُوسرے دن حسب اعلان دپروگرام آپ وہاں تشریف لے گئے سامعین دُور دُور سے کشاں کشاں جمع

---

[1] یہ بیان خود دیوبندی مولوی نے دیا تھا۔

ہو رہے تھے۔ آپ منبر کے قریب تشریف فرما تھے ابھی جلسہ کا آغاز ہی ہو رہا تھا ابتدائی
نوعیت کے اعلانات ہی جاری کئے جا رہے تھے کہ یکایک مولانا کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی۔
آپ اپنے ایک رفیق سفر حافظ نور الحسن صاحب کو مائیک پر کھڑا کر کے خود اپنے دو جانثاروں
کے ہمراہ راشد ہسپتال تشریف لے گئے۔ حاضرین آپ کی واپسی کے منتظر تھے اِدھر اجتماع
کو مشغول رکھنے کے لئے راقم کا اعلان کر دیا گیا۔ راقم نے بھی کچھ دیر کچھ بیان کیا۔ انتظار کی گھڑیاں
طویل تر ہو رہی تھیں آخر اس اعلان پر جلسہ ختم کر دیا گیا کہ حضرات! معلوم ہوتا ہے مولانا
کی طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب ہو گئی ہے لہٰذا جلسہ برخاست کیا جاتا ہے اور اگر مولانا کو صحت
ہو گئی تو کل اسی جگہ اور اسی وقت جلسہ دوبارہ ہو گا۔ اس کے بعد ہم اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ
مستشفیٰ[1] راشد پہنچے تو اندر جانے اور معلوم کرنے کی نہ کوئی صورت ہے نہ اجازت مولانا
کے جو دو جانثار مولانا اکرم خان اور وکیل نسیم خاں آپ کے ساتھ اندر گئے تھے، ان کا بھی
کوئی پتہ نہیں آخر کار راقم نے اِدھر اُدھر چکر لگانا شروع کئے تو دور اندر جا کر ایمرجنسی کے
دروازے پر پہنچ گئے جہاں یہ تو معلوم ہو گیا کہ مولانا کو یہیں داخل کیا گیا ہے لیکن دروازے
پر موجود پولیس مین اندر نہیں جانے دے رہے تھے مگر پھر کچھ لمحے بعد راقم کا احترام کرتے ہوئے
انہوں نے نہ صرف یہ کہ راقم کو اندر جانے کی اجازت دے دی بلکہ انہی میں سے ایک پولیس
مین خود میرے ساتھ گیا اور لفٹ کے ذریعے اس کمرے میں پہنچا دیا، جہاں مولانا کو رکھا
گیا تھا۔

عجیب سماں

مگر وہاں پہنچ کر راقم کو تو ایک اور ہی عجیب و غریب سماں نظر پڑا،
دیکھتا کیا ہوں کہ شیخ القرآن[2] مرحوم ہو چکے ہیں مولانا کا ایک پروانہ
اکرم خاں ایک چارپائی پر بیہوش پڑا ہے اور دوسرا یعنی نسیم خاں غم کی تصویر بنا مبہوت
کھڑا ہے جس نے جانا تھا وہ چلا گیا تھا —— اب کوئی ہوش میں ہو یا بیہوش،

---

[1] ہسپتال [2] غلام اللہ جماعت دیوبند میں اسی لقب سے مشہور تھا۔

سینہ کوٹے یا بال نوچے اُسے اِس سے کیا

از قلم :- مولانا محمد اسحاق آف دبئی - روزنامہ جنگ پنڈی ۳ جون ۱۹۸۰ء

نوائے وقت راولپنڈی :- "راولپنڈی ۲۸ مئی مولانا غلام اللہ خاں کو اٹک میں ان کے مدرسہ جامع اشاعت الاسلام میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ان کے لئے آج دو جگہوں راولپنڈی اور اٹک میں نمازِ جنازہ ہوئی۔ ہر دو مقامات پر ہزاروں عقیدت مندوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا کی میت تابوت میں تھی اور طبی مشورے کی بناء پر ان کا چہرہ نہ دکھایا گیا۔ مولانا غلام اللہ خاں کی میت حسن ابدال ہٹیاں کے راستے بعد دوپہر پہنچا دی گئی۔ راستے میں جگہ جگہ لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی انہوں نے بھی مولانا کی میت کا آخری دیدار کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی مولانا کی میت جب اٹک پہنچی تو میت کو دیکھتے ہی لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے، اور جب جنازہ تدفین کے لئے مدرسہ اشاعت الاسلام لایا گیا تو لوگوں کی اور بھی بُری حالت تھی۔ ان کی آہوں اور آنسوؤں میں مرحوم کو سپردِ خاک کیا گیا۔ مولانا کی میت لحد میں اُتاری جانے لگی تو ان کے شاگرد اور عقیدتمند دھاڑیں مار رہے تھے۔ طبی وجوہ کی بناء پر مولانا کی میت کا خواہشمند سوگواروں کو آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔"[1]

(روزنامہ "نوائے وقت راولپنڈی ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء)

تبصرہ اُویسی آخری دیدار کی کوشش کے باوجود کسی کو نہ ہو سکا باوجودیکہ مشتاقان دیدار دھاڑیں مار مار ادھ موئے ہو چکے تھے ایسی حالت زار پر تو سخت سے سخت تر سنگدل کو بھی رحم آ جاتا ہے لیکن یہاں کسی کو رحم نہ آیا بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیا گیا کہ طبّی وجوہ کی بناء پر آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دال میں کالا ضرور تھا۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ بزعمِ خویش ساری عمر قرآن پاک کی تبلیغ کرنے اور شیخ القرآن کہلانے والے کا چہرہ بھی نہ دکھایا گیا۔ جب کہ بیرونی ممالک سے لائی جانے والی عام لوگوں کی میّت کا بھی "آخری دیدار" کرایا جاتا ہے۔

---

[1] کیونکہ شکل تبدیل ہو گئی تھی اور زبان باہر نکل گئی تھی۔

پردہ اُٹھتا ہے

ایسی مستند اخبارات کا غلام خان کے لئے اتنا لکھ دینا کافی ہے سمجھدار خود اندازہ لگا سکتا ہے لیکن الحمدللہ یہ راز پردۂ اخفا میں نہ رہا، بالآخر بات کھل کر سامنے آگئی کہ ان دنوں دوبئی میں رہنے والے اعزہ و اقارب کے سامنے غلام خان کی رازداری کا پردہ اُٹھا ہی دیا۔ چنانچہ دوبئی سے ایک خط پہنچا جو پاکستان کے ایک عزیز کو چشم دید گواہ اور غلام خان کے خوش اعتقاد نے لکھا۔ خط کا مضمون ملاحظہ ہو۔

دوبئی ۱۹-۹-۸۰

جناب قاضی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

میں خیریت سے ہوں۔ اور آپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں۔ صورت احوال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو خط میں میں نے تازہ حالات اسوقت لکھے تھے۔ اب سارے یاد نہیں ہیں۔ مگر آپ نے لکھا کہ مجھ سے کسی نے تحقیق کی ہے۔ تو میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر لکھتا ہوں کہ میں نے خود پہلے ان کی تقریر سُنی جو انہوں نے یہاں کی تقریباً دو گھنٹے تک آپ تقریر کرتے رہے۔ ہزاروں لوگ تقریر سُننے آئے ہوئے تھے۔ آپ یعنی غلام اللہ صاحب نے خوب خوب آپ[1] کی گستاخی کی۔ میں خود بھی ان کا مداح تھا چونکہ مذہب سے میں لاعلم ہوں آپ بھی مجھ سے اسی بارے میں ناراض رہتے تھے، اور کئی بار میں نے آپ کو تحفے پیش کئے۔ آپ نے انکار کر دیا کہ میں تجھ جیسے بے ادب سے بات کرنا نہیں چاہتا، تحفہ کس طرح قبول کروں۔ آج مجھے یہ باتیں یاد ہیں گاؤں آکر آپ سے معافی مانگوں گا تو تقریر کرتے ہوئے انہیں دل پر درد پڑا۔ اور انہیں ہسپتال لایا گیا۔ وہ پلنگ سے اچھل کر چھت تک جاتے۔ اور پھر زمین پر آپڑتے۔ ڈاکٹر سب کمرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ میں چھپ کر دیکھتا رہا، اور کانپتا رہا۔ اسی کشمکش میں تقریباً ایک گھنٹہ گزرا۔ پھر خاموشی ہو گئی۔ کوئی اندر جانے کو تیار نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹر کو بلایا جیسے کافی آدمی اکٹھے اندر گئے۔ اور دیکھا کہ

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم،

ان کا رنگ سیاہ پڑچکا ہے، زبان منہ سے باہر لٹک رہی تھی اور آنکھیں باہر اُبل آئی تھیں۔ انہیں غسل دینے کو کوئی تیار نہیں تھا۔ مجبوراً اسی طرح پیٹی میں بند کر کے پاکستان بھیج دیا گیا میں تین چار دن بیمار رہا اور اُٹھ اُٹھ کر بھاگتا تھا پھر توبہ استغفار پڑھی اور کچھ میں ٹھیک ہوا۔ یہ تھی اُن کی تقریر اور انجام —— خدا کی لاٹھی بے آواز تھی کام کر گئی۔ باقی باتیں خود آ کر سناؤں گا۔ دسمبر آنے کا ارادہ ہے۔ یہ خط قاضی صاحب کو دے دینا۔ گھر میں سب سے فرداً فرداً سلام۔

فقط، والسلام،

تمہارا بھائی —— مختیار احمد

مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ کی کئی سال پہلے کی پیش گوئی کی صداقت:

حضرت مناظرِ اسلام اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کا غلام خان سے کئی سال پہلے وصال ہوا تھا مخالفین اور غلام خان کے معتقدین اور جملہ مسلمین سب کو معلوم ہے لیکن حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال سے بھی کئی سال پہلے مندرجہ ذیل پیش گوئی فرمائی اور وہ آج بھی اُنکی اپنی آواز کیسٹ میں محفوظ ہے جس میں مولوی غلام اللہ خاں کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ اس کا خاتمہ خراب ہوگا اور چہرہ بگڑ جائے گا۔ ہم اس کیسٹ (جو ہمارے پاس موجود ہے) سے من وعن آپکا بیان نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

وہ کیسٹ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

مناظرِ اسلام کی پیش گوئی

مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے اپنے بعض بیانات میں اپنے عقیدہ و مسلک کی صحت وحقانیت پر اپنے وثوق ویقین کو بیان کرتے ہوئے زور دار الفاظ میں

فرمایا کہ ــــ "میں ایک جگہ گیا مجھے کہنے لگے تو بھی قرآن پڑھتا ہے اور وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں کس کا اعتبار کریں سچا کون ہوا۔ میں نے کہا کہ وہ قرآن کی آیت کچھ پڑھتے ہیں ترجمہ اور (غلط) کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ لاخذ نا منہ بالیمین (میں اس کا دایاں حصہ پکڑ لیتا ہوں) اگر ان کا دایاں "پاسہ" ناکارہ نہ ہوا تو محمد عمر جھوٹا اللہ تعالیٰ ان کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں کرتا زبان بند کر لیتا ہے، راولپنڈی میں میں نے کہا کہ غلام خان کو اگر فالج ہوا اور کلمہ نصیب نہ ہو تو کہنا محمد عمر سچا ہے نہیں تو کہنا جھوٹا ہے۔ اور جب فقیر کا آخری وقت آئے گا تو درود شریف پڑھتا مرے تو کہنا سچا ہے۔ مجھ سے پہلے مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا غلام دین صاحب لاہوری پیر ولائیت شاہ صاحب گجراتی کلمہ کا ورد کرتے نماز ادا کرتے اور جمعہ پڑھتے پڑھتے وصال فرما گئے۔ مولوی[1] وہ بھی قرآن پڑھتا ہے ٹھیک مگر مرتے وقت نتیجہ معلوم کر لینا اگر دائیں طرف فالج گرے اور منہ سے کلمہ نہ نکلے اور زبان ہو جائے بند تو سمجھ لینا کہ وہ بھی جھوٹا اس کا مذہب بھی جھوٹا۔ اور اگر مولوی ٹھیک ٹھاک ہو، دائیں طرف بھی ٹھیک ہو اور کلمہ و درود شریف پڑھتا ہوا دنیا سے جائے تو سمجھ لینا یہ بھی سچا ہے اس کا مذہب بھی سچا ہے۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے[2]۔

یارسول اللہ کو بدعت کہنے والے کا انجام

بمقام باغ خاص اہلِ سنت و جماعت کا جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا جس میں یَارَسُولَ اللہ کے نقش کنندہ کاغذات مختلف جھڑیوں میں جلسہ کی رونق دوبالا کرنے کے لئے چپکائے گئے تھے۔ ایک شخص نے اس کو پھاڑ کر اپنے پاؤں سے پوری طرح کچل دیا۔ اور یہ بکواس کر رہا تھا کہ یہ شرک و بدعت ہے۔

خدا کی قدرت کہ وہ ایک مرتبہ شہر کراچی میں خرید و فروخت میں مصروف تھا۔ کسی بات میں گاہک سے تنازعہ ہو گیا۔ پھر گاہک نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے جسم پر متعدد وار

[1] مولوی غلام خان [2] جس طرح مولانا محمد عمر اچھروی نے فرمایا دیسے مولوی غلام خان کا خاتمہ ہوا

کئے جس سے وہ گستاخ ھلاک ہوگیا۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد اسطرح اپنے انجام کو پہنچ گیا۔
گستاخ مذکور کی تصدیق اس علاقہ کے لوگوں نے کی۔

تصدیق نامہ ہم اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ مسمّی ضیاء الدین ولد مولوی غلام رسول ساکن رتنوئی تحصیل باغ ضلع پونچھ (آزاد کشمیر) نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر موضع باغ خاص میں وہ اشتہارات جن پر کلمہ شریف اور یا رسول اللہ کے متبرک الفاظ تحریر تھے۔ نیز گنبدِ خضرا کا فوٹو نقش تھا۔ پھاڑ پھاڑ کر پاؤں تلے روندے تھے۔ اس کے ساتھ دیوبندی مدرسہ تعلیم القرآن باغ کے طلباء بھی تھے (اس کے بعد سنا کہ اس بے ادب اور گستاخِ رسول کی گزشتہ ایام میں بمقام کراچی صدر بُری طرح ھلاکت ہوئی۔
اسی جلسہ کے دوران یہاں کے چند مقامی علماء نے جو دیوبندی مکتبِ فکر رکھتے ہیں، صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کرنے کی کوشش میں گڑ بڑ مچانا چاہی لیکن مقامی پولیس نے انکو اس دوران میں اپنی حراست میں رکھا۔

حاجی غلام قادر صدر دار العلوم جامعہ فرقانیہ غوثیہ
باغ ضلع پونچھ

اس کے نیچے مزید سات اشخاص کے دستخط ہیں۔

انتباہ بعض شر پسندوں نے ایسے گستاخ کو شہید کہنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے متعلق کراچی کے مقتدر علماء نے فتویٰ صادر فرمایا:

الجواب باللہ التوفیق۔ جس شخص نے ان اسماء گرامی کی توہین کی ہے۔ وہ مرتد اور اسلام سے خارج ہے اس لئے کہ یا رسول اللہ کا لفظ کثرت سے احادیث کریمہ میں صحابہ کی زبان سے وارد ہوا ہے اور خود لفظ رسول اللہ قرآن کریم کا لفظ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ولٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْن،
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ وَاعْلَمُوْا

أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ (وغیرہا) ان سب آیتوں میں لفظ رسول اللہ موجود ہے، اور پھر اس میں لفظ اللہ اسمِ جلالت ہے، اسکی توہین کفر ہے۔ کسی مسلمان کو اس بات میں ذرا بھی شُبہ نہیں ہو سکتا۔

اعلام بقواطع الاسلام میں علامہ ابنِ حجر نے فرمایا:

ومنها (ای من المكفرات) القاء المصحف فی القاذورات بغیر عذر ولا قرینة تدل علی عدم الاستهزاء والمراد بها النجاسات مطلقا بل والقذر الطاهر ...... یہاں تک کہ فرمایا: ومن ذالك يعلم ان كل ورقة فيها اسم معظم من اسماء الانبياء والملئكة يكون كذلك نیز منح میں ہے ولو القى فتوى اعطاها له صاحبه ففهمه وقال اى شئ هٰذا الشرع وهو ظاهر ان المراد الاستخفاف ويحتمل الاطلاق لان قرينة رميها تدل على الاستخفاف۔

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ قرآنِ مجید اور ہر کاغذ جس پر انبیاء اور فرشتوں کے نام ہوں اُن کو بطریق استہزاء گندگی اور ناپاکی میں پھینک دینا ہی استخفاف اور تذلیل پر دلیل ہے۔ تو شخص مذکور کا پاؤں اور جُوتے سے اسے روندنا اور لتاڑنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور ایسا شخص یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور اُسے جو شہید کہے وہ کاذب اور مفتری ہے۔ اور ساتھ ہی ایسے لوگ بے دین ہیں جو کافر مرتد کی طرفداری کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح:۔ جو لوگ شخصِ مذکور کو شہید کہتے ہیں۔ ان کی اقتداء قطعاً ناجائز ہے رضاء المصطفےٰ خطیب، نیومیمن مسجد کراچی۔ مولانا محمد حسین حقانی۔ سید شجاعت علی قادری، مفتی دارالعلوم امجدیہ، کراچی۔

جواب صحیح ہے۔ مقتول مرتد تھا۔ اس کو شہید کہنا بے ایمانی ہے، اور اگر

اس کے فعلِ مکروہ کو جائز سمجھ کر شہید کہا تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے۔ مولانا محمد مظفر احمد غفرلہ دارالافتاء۔ القضاء۔ فریئر روڈ۔ کراچی۔

یاد رہے کہ یہ فتویٰ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی نے مرتب فرمایا تھا۔

نوٹ: یاد رہے کہ آج دیوبندی وہابی نجدی بالخصوص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر متعلق امر پہ بدعت اور شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ انہیں منافقین اور مشرکین عرب سے وراثت ملی ہے وہ بھی خود حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدعتی اور مشرک کہہ دیتے اور آپ کے معمولات کو شرک اور بدعت کا فتویٰ جڑ دیتے تھے۔ ایک دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

بدعت کا اطلاق از کفار بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

روح البیان ج ۳۰ مطبوع استنبول میں ہے کہ مدعائے او آنست کہ از بت پرستیدن منع کند و بدین و آئین کہ احداث کرد در آورد و تابع خود سازد ــــــ ترجمہ :- اس کا مدعا یہ ہے کہ وہ بت پرستی سے منع کرے اور نیا دین و آئین جو اس کی اپنی طرف سے (بدعت کیا) نکالا ہے اس کے ذریعے سے تمہیں اپنا تابع بنائے۔

فائدہ: کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو بدعت اور بدلالت التزامی آپ کو گویا بدعتی کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر بدمذہب اہلِ حق کو بدعتی کہتا چلا آیا ہے۔

منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرک کہا

روح البیان پارہ پنجم میں ہے کہ: جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو میرے سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور جو میری اطاعت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے یہ حکم سن کر منافقین نے کہا کہ نبی علیہ السلام

مُشرک ہو گئے۔ اس لئے کہ وہ غیر اللہ سے روکتے ہیں اور پھر وہ خود خدا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ہمیں نصاریٰ کی طرح شرک میں مُبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ جب انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خُدا بنایا ہم انہیں بنا لیں۔ اُن کے رد میں آیت شریف اُتری (من یطع الرسول فقد اطاع اللہ)

آج نہ سہی تو کل سہی دورِ حاضرہ میں رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شان و کمالات کے منکر ڈاکہ آپکے کمال کو شرک و بدعت سے تعبیر سے تعبیر کرتے چلے جا رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں حالانکہ سابقہ ادوار (زمانوں میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے شان کمال کے خلاف معمولی سی بات پہ زبان گدی سے نکال کر رکھ دی جاتی اور اسپر قہر وغضب برس جاتا فتاویٰ کی بھر مار ہو جاتی چند فتویٰ ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام ابو بکر بن منذر فرماتے ہیں :-

اجمع عوام اهل العلم على ان من سب النبى صلى الله عليه وسلّم يقتل وممن قال ذالك مالك ابن انس و الليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعى قال القاضى ابو الفضل وهو مقتضى قول ابى بكر الصديق رضى الله عنه، ولا يقبل توبتهٗ عند هو لاءِ

—— (شفاء شریف ص۱۸۹ ج۲، رد المختار شامی ص۴۰۰ ج۳، تنبیہ الولاۃ ص۳۱۶ ج۱)
کلاھما للعلامہ شامی مواھب مع الزرقانی ص۳۱۸ ج۵ الصارم المسلول لابن تیمیہ ص۳)

ترجمہ :- جمہور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے۔ من جُملہ ان اہل علم کے امام مالک ابن انس، لیث، احمد بن حنبل اور اسحاق ہیں۔ یہی امام شافعی کا مذہب ہے، قاضی ابو الفضل فرماتے ہیں کہ یہی حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا مقتضیٰ ہے جو احادیث اور آثار و سنن کے ضمن میں درج ہو چکا ہے۔

(۲) ـــــ امام محمد بن سحنونؒ فرماتے ہیں :-

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہٗ وحکمہٗ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہٖ وعذابہ کفر۔

(شرح شفا للقاری ص ۳۹۳ ج ۲ ، واکفار الملحدین للکاشمیری ص ۵۱)

تمام علماء کا اس امر پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا اور آپ کی شانِ اقدس میں نقص نکالنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے۔ تمام اُمت کے نزدیک اسکی سزا یہ ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ جو شخص ایسے ذلیل اور خائب و خاسر کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

فائدہ | گالی (سَبّ) فقہ کا اصطلاحی لفظ ہے اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور بے ادبی مراد ہوتی ہے ابنِ تیمیہ کا فیصلہ ہے کہ بے ادب و گستاخ کے کفر میں شک کرنے والا کافر اور بے ایمان ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں :

ایما رجل سبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہٗ او تنقصہٗ فقد کفر باللہ وبانت منہ امرأتہٗ فان تاب والا قتل (حوالہ جات مذکورہ بالا کتب)

جو مسلمان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ آپ کی تکذیب کرے عیب لگائے یا نقص نکالنے کی سعی ناپاک کرے تو وہ کافر ہو گیا اور اسکی بیوی اس سے جُدا ہو گئی۔ اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ اُس کو قتل کر دیا جائے (مزید حوالہ جات و تحقیق و تفصیل "بے اَدب بے نَصیب" کتاب میں پڑھئے)

توہینِ مسئلہ شرع پر اندھا ہو گیا

جس وقت علامہ تاش کبری زادہ نے حضور علیہ السلام کی یہ حدیث پاک کہ علماء دین کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی اور ان کا جسم سلامت رہتا ہے دیکھی تو شیطان نے انکے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ہمارے استاد بڑے جیّد عالم تھے۔ لہٰذا انکی قبر کھول کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان کا جسم کس حال میں ہے؟ یہ وسوسہ ان پر ایسا غالب ہُوا۔ کہ ایک رات میں جا کر قبر کھول ڈالی اور دیکھا کہ کفن بھی میلا نہ ہُوا تھا جب یہ منظر دیکھ چکے تو قبر سے آواز آئی۔

"کہ دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے"۔

اُسی وقت علامہ تاش کی دونوں آنکھیں بہہ گئیں"۔

(الملفوظ حِصّہ چہارم ص۲)

فوائد

(۱)۔۔۔ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر بلا چون و چرا ایمان لے آنا چاہیئے اور امتحان لینے کے درپے نہ ہونا چاہیئے۔

(۲)۔۔۔ عُلمائے اسلام (اہلسنت) کے اجسام مبُارکہ کو بھی مٹی نہیں کھاتی۔

(۳)۔۔۔ محبُوبانِ خُدا قبور میں زندہ ہیں اور انہیں دنیا والوں کے اعمال کا بھی علم ہے۔ یہاں تک کہ دل کے وسوسات و خطرات کا بھی۔

(۴)۔۔۔ تصرّف کی بھی انہیں اجازت ہے اسی لئے تو تاش کبری کو صاحب مزار نے فرمایا کہ "دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے" اس پر تاشں بھی اندھا ہو گیا۔

شریعت کی بے ادبی کی سزا

جب حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیلِ حدیث سے فارغ ہو کر مدینہ طیبّہ میں حُضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے بعد چند روز ایک رات خواب میں زیارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مُشرف ہوئے حکم ہوا اے عبدالحق تو اب ہندوستان میں جا کر علمِ حدیث کو جاری کر اور

لوگوں کو ہدایت کر مگر فقرائے ہند سے ملتے رہنا عرض کیا یا رسول اللہ آستانہ عالیہ چھوڑنے
کو دِل نہیں چاہتا ہے بغیر حضوری زندگی ناممکن ہے حکم ہوا تم رات کو مراقبہ میں ہماری
لو لگایا کرو ہمارے حضور میں حاضر ہوا کرو گے جب بیدار ہوئے ہندوستان روانہ ہوئے
جہاں کسی فقیر کو دیکھتے سُنتے اُس سے بموجب ارشاد عالی ملاقات کرتے ایک مقام پر ایک
فقیر کی ملاقات کو گئے دیکھا وہ شراب پیتا ہے جب اُس نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا لے
مولوی تو بھی پی لے آپ نے لاحول پڑھ کر فرمایا اس ناپاک چیز کو ایک تو تو خود پیتا ہے
اور دُوسرے مسلمانوں کو پلاتا ہے تب وہ فقیر کہنے لگا بچہ یہ نعمت ہے اگر نہیں
پیئے گا تو حضور کے دربار میں نہ جانے پاوے گا، آپ نے فرمایا اس کو کوئی مسلمان کیونکر
پیئے گا۔ یہ فرمایا اور ناراض ہو کر چلے گئے شب کو جو مراقب ہوئے دیکھا کہ وہی فقیر
آستانہ تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹھ لئے کھڑا ہے آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ جبتک
تو میرے ہاتھ سے شراب کا ایک پیالہ نہیں پیئے گا دربارِ حضور میں نہ جانے دوں گا اسی
طرح تین روز تک اُس بے شرع نے آپ کو پریشان رکھا اور دبار میں نہ جانے دیا۔
چوتھے روز مولوی صاحب نے پُکار کر عرض کیا یا رسول اللہ ایک فقیر حضور میں حاضر نہیں
ہونے دیتا تو فوراً حُضور نے حضار سے فرمایا دیکھو دروازہ پر عبدالحق ہے بلا لو چنانچہ
آپ حاضر کئے گئے اور حضرت نے پوچھا تم تین روز سے کہاں تھے آپ نے تمام قصّہ اُس
فقیر کا سُنایا حُضور نے فرمایا اس ملعون کو حاضر کرو جب وہ حاضر کیا گیا حُضور نے نہایت
غیظ و غضب میں فرمایا اُخْــرُجْ یَا کَلْبُ ، اے کتّے تو ہمارے دربار سے نکل جا
فوراً وہ دربار سے نِکالا گیا۔ اور شاہ صاحب نہایت خوش ہوئے صبح کو اس کے
مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ اس کے تمام مُرید حاضر ہیں اور اس کتے کا پتہ نہیں جب لوگوں
سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُن کا لوگوں کو بہت دیر سے انتظار ہے مگر وہ غیر موجود
ہے تب شاہ صاحب نے پوچھا تم نے اس کے حجرے سے کسی کو نکلتے دیکھا سب نے کہا کہ

ہاں اس کے حجرے سے ایک کُتا نکل کر گیا ہے۔ فرمایا: اب تم سب چلے جاؤ وہ شرابی تھا اُسے حُضور علیہ السلام نے ناراض ہو کر فرمایا: اُخْرُجْ یَا کَلْبُ، اے کُتے نکل جا اب وہ کُتا ہو کر نکل گیا ہے۔ اس کے مُریدوں نے شراب سے توبہ کی۔

(تذکرہ غوثیہ شاہ غوث علی) •

فوائد آجکل لوگوں نے بے عمل اور بد عمل پیروں کو ولی اللہ سمجھ رکھا ہے صرف اس بنا پر کہ یہ پیر کی اولاد ہے یا فلاں درگاہ کا سجادہ نشین ہے یہ غلط ہے اور قیامت میں ایسے پیر و مرید دونوں کو گرفت ہوگی کیونکہ پیر کامل ولی اللہ نہیں بن سکتا جب تک صفاتِ محمدی حاصل نہ ہوں اور وہ اتباع افعال و اقوال محمدی اور قدم بقدم چلنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ بغیر اتباع و اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ریاضت و طاعت باطل و بیکار ہے اور تمام طاعات کی اصل اور سب ریاضات کی جڑ طاعت و فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اور جب اسکو رفع کیا گیا تو وہی نتیجہ بالا نکل آیا کہ جس نے حُضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کی اگرچہ تمام عمر ریاضت و طاعت میں بسر کی ہو کہ تمام طاعات و ریاضات کا دار و مدار اتباعِ محمدی پر موقوف ہے۔ (تذکرہ)

(۲) ــــــ کبھی ریاضات و طاعات سے انسان ترقی کر جاتا ہے لیکن ولایت تب نصیب ہوتی ہے جب اتباع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو۔

(۳) ــــــ خلافِ شرع پیروں سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناراض ہوتے ہیں جیسا کہ اس خلاف شرع کو دربار سے کُتا کہہ کر نکال دیا۔

(۴) ــــــ استقامت ہزار کرامات سے بہتر ہے دیکھئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے شریعت پر استقامت دکھائی قربِ حضوری بھی ملا اور دشمن نے بھی سزا پائی۔

کنعان کا انجام مروی ہے کہ اس نے پہاڑ کی بلندی پر ایک اونچا قبہ بنایا جو اس قدر مضبوط تھا کہ اس میں ہوا کا گزر بھی مشکل تھا۔ پیشاب نے تنگ کیا تو اسی قبہ کے اندر پیشاب کر دیا۔ وہ پیشاب بجائے باہر نکلنے کے وہیں پر بڑھنے لگا۔ پیشاب اس قدر بڑھا کہ کنعان اپنے اسی پیشاب میں غرق ہو گیا اور دیگر کفار طوفان کی موج میں (روح البیان)

سامری کا انجام سامری (موسیٰ علیہ السلام کا بے ادب اور گستاخ تھا) کی سزا صاحب روح البیان یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

مروی ہے کہ سامری جس مرد یا عورت کو ہاتھ لگاتا تو وہ خود بھی اور جسے ہاتھ لگاتا وہ بھی دونوں بخار کا شکار ہو جاتے اسی لئے وہ لوگوں کے ہاتھ لگنے سے بچتا تھا اور لوگ اسی سے اور وہ زور زور سے چیختا پھرتا تھا۔ "لا مساس" لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا بولنا اٹھنا بیٹھنا اور بیع و شرا اور دیگر معاملات سے محروم ہو گیا۔ دور جنگلوں میں جانوروں وحشیوں میں زندگی بسر کرتا تھا۔

محبوبانِ خدا کے ادب و احترام میں نجات اس مضمون کو یہاں ختم کر کے مزید بیانات کتاب "بے ادب بے نصیب" کے مطالعہ کے لئے چھوڑ کر چند ادب و احترام کی باتیں عرض کر دوں۔ ممکن ہے کسی خوش نصیب کو فقیر کی باتیں پسند آجائیں اور وہ محبوبانِ خدا کے ادب و احترام کی دولت سے نوازا جائے تو اس کا بیڑا بھی پار اور میرا بھی۔

ــــــ ❊ ــــــ

ارشادِ خداوندی

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اے ایمان والو! (خبردار) اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے اونچا مت کرو۔ ورنہ تمہارے تمام نیک اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

(ف) صرف اونچی آواز پر ایسی سخت وعید کہ جس سے نجات کی امید بھی ختم۔ اسکی تفصیل فقیر کی کتاب "با ادب بانصیب" میں ہے۔

ارشادِ نبوی

ابنِ عساکر نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک بال ہاتھ میں پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو جنت اس پر حرام ہے۔

نبی کا شان اللہ جانے یا اصحابی

ایک صحابی تھے ثابت بن قیس جن کی قدرتی طور پر آواز اونچی تھی وہ ڈر کے مارے گھر میں بند ہو کر بیٹھ رہے مبادا دربارِ رسول میں کہیں آواز بلند نہ ہو جائے اور مسلمانوں کی جماعت سے نام ہی خارج ہو جائے حضور علیہ السلام نے اس صحابی کو بلوا کر اس کا ڈر دور کیا کہ اس صورت میں قدرتی مجبوری ہے کہ تمہاری آواز بلند ہے خدا تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اور بلا وجہ پکڑ نہیں کرتا۔

حدیث رسول کا ادب

محدث حافظ عبدالرحمٰن بن مہدی (متوفی سنہ ۱۹۸ھ) جب حدیث پڑھتے تو سننے والوں اور دیگر حاضرین مجلس کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ آیت شریف لَا تَرْفَعُوْا ...... کا مطلب یہ بھی ہے کہ حدیث شریف کی قرأت کے وقت سکوت اختیار کیا جائے جیسا کہ

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی حیات شریف میں آپ کے قول مُبارک کے سُننے وقت واجب تھا۔ حدیث کا ادب از صحابہ و تابعین اور علمائے محدّثین وفقہا رمفسرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تفصیلی واقعات فیقر کی کتاب " با ادب بانصیب " میں پڑھیئے۔

عقیدت کی جان حضرت سہیل تستری فرماتے ہیں جو شخص ہر حال میں حضور نبی کریم کو اپنا ولی اور مالک نہ جانئے اور اپنے نفس کو اپنی ہی ملک نہ سمجھے وہ سُنّت کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔

ام المؤمنین کا ادب حضور علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد کی بات ہے کہ جب کبھی مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ وغیرہ ٹھونکی جاتی تو اسکی آواز سُن کر حضرت عائشہ صدیقہ رض فوراً کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اذیّت نہ دو۔ (مواہب وغیرہ)

حضرت علی کا ادب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے گھر کے دونوں کواڑ مدینہ منوّرہ سے باہر مناصع کے مقام پر تیار کروائے۔ تاکہ ان پر کام کرنے سے اوزاروں کی آواز مسجدِ نبوی میں نہ جائے اور اس سے حضور کو اذیّت پہنچے (وفاالوفا)

علمائے ربّانی کا فرمان قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سفا شریف میں فرماتے ہیں۔ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے، ان کی تعظیم و تکریم کرنا، حرمین شریفین میں آپ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا اور آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دستِ مُبارک یا کسی اور عضو نے چھُوا، یا آپ کے نام مُبارک سے پُکاری جاتی ہوں، ان سب کا اکرام کرنا، حُضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہی کی تعظیم و تکریم میں شامل ہے۔ اور صحابہ کرام رض اس پر عمل کرتے رہے ہیں، چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

صحابہ کرام کی پیاری ادا حضرت بن مالک رض فرماتے ہیں، میں نے رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپؐ کے سر مبارک کے بال کاٹ رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گرداگرد حلقہ باندھے تمنا کر رہے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آجائے (رواہ مسلم)

وضوء کا پانی اور صحابہ کا عشق جب آپ وضو فرماتے تھے تو آپ کے صحابہ پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور تبرکاً اٹھا لیتے تھے۔ آپؐ کا پسینہ شیشی میں لے لیا جاتا تھا۔ حضرت انس بن مالک کی وصیت کے مطابق، وہ کافور و صندل جو مُردوں کو لگایا جاتا ہے اور جس میں حضور کا پسینہ ملا ہوا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جسم پر مَلا گیا (رواہ البخاری)

سیف اللہ خالد کا عقیدہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضورؐ کے موئے مبارک تھے۔ وہ ٹوپی کسی جنگ میں گم گئی تو انہوں نے مڑ کر سخت حملہ کیا اور خاصے جانی نقصان کے بعد دوبارہ وہ ٹوپی حاصل کر لی۔ ان کا یقین تھا کہ ان بالوں کی برکت سے انہیں جنگوں میں فتح حاصل ہوتی ہے۔ (فتوحاتِ واقدی)

فائدہ حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات اسلامیہ ضرب المثل ہیں ان کا عقیدہ تھا کہ یہ فتوحات میرا ذاتی کارنامہ نہیں بلکہ یہ تمام برکتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کی ہیں۔

شفائے امراض آنحضرت کا ادنی جبہ کسروانی جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی سنجاف تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت اسماء نے لے لیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر بغرضِ شفا بیماروں کو پلاتے ہیں (صحیح مسلم)

عقیدت ہو تو ایسی ہو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زبیر ایمان لائے تو انہوں نے ایک قصیدہ "بانت سعاد" پڑھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی

چادر میں ڈھانک دیا۔ حافظ ابنِ حجر نے بیان کیا ہے کہ اس چادر کو خلفاء عیدین میں پہنتے رہے۔

تیری بیٹھک پہ قربان

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ منبر منیف میں جو جگہ رسول اللہ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا اور پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر مل لیا۔ (شفا شریف، طبقات ابن سعد)

تیرا لحاف پیارا

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ایک صحابی کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا لحاف ہے، چنانچہ اُنہوں نے وہ منگوا بھیجا۔ جب آیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز اس سے اپنے چہرے کو ملنے لگے۔

(تاریخ صغیر للبخاری)

فائدہ

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو تمام مذاہب عزّت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ روافض بھی آپکے عدل و انصاف اور پابندیٔ شرع کے قائل ہیں وہابی، دیوبندی آپ کو مجدّد مانتے ہیں۔

چارپائی کی قیمت

ساگوان کے درخت سے ایک چارپائی بنوائی گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سویا کرتے تھے۔ جب آپ کی وفات شریف ہوئی تو آپ کو اسی چارپائی پر رکھا گیا۔ پھر بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو بھی وفات پانے پر اس پر رکھا گیا۔ بعد ازاں حضرت عمرؓ کے شہید ہونے پر اس پر رکھا گیا۔ بعد ازاں لوگ اپنے فوت ہونے والوں کو بطور تبرک اسی پر رکھا کرتے تھے۔ عہد بنو امیہ میں یہ چارپائی حضرت عائشہ صدیقہ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن اسحاقؒ نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔

(ف) یہ تھی اسلاف رحمہم اللہ کی عقیدت اب فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ عقیدہ صحابیوں والا چاہیئے یا وہابیوں والا۔ (اختیار بدست مختار)

پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا سیکرٹری حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ تیرا باپ کافر تھا اسی لئے تو میرے کام کا نہیں اس نے کہا کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ کافر نہ تھا (معاذ اللہ) آپ نے اسے نوکری سے علیحدہ کر دیا اور آرڈر جاری کر دیا کہ اسے کسی بھی محکمے میں ملازمت نہیں ملنی چاہیئے اس لئے کہ اس نے حضور علیہ السلام کی بے ادبی و گستاخی کی ہے۔

فائدہ

اس سے بے ادبی تو ہوئی مگر ارادہ نہ تھا اس کے باوجود عمر ثانی نے عذر قبول نہ کیا۔

منشی معزول

حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے سلیمان بن سعد نے (جو اس کا منشی تھا) کہا کہ حضرت کے والدین کافر تھے عمر بن عبد العزیز بہت غضبناک ہوئے اور اسے موقوف کر دیا۔ (ارشاد صـ۳)

فائدہ (۱)

بتایئے عمر بن عبد العزیز منشی پر غضبناک ہوئے تو نوکری سے علیحدہ کر دیا اگرچہ وہ بہت بڑے عہدہ پر فائز تھا۔ اگر کل قیامت میں اللہ نے گستاخان نبوت وولایت کو جمیع مراتب ایمانی سے فارغ کر کے جہنم میں بھیج دیا تو پھر کیا کرو گے۔ اسی لئے یہاں دنیا میں ہی اس مسئلہ کے متعلق سوچ بچار کر لیجئے اگر دماغ میں اثباتی دلائل نہیں سما سکتے تو کم از کم کف لسان کیجئے ورنہ زبان درازی سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۲: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف والدین بلکہ جمیع آباء تا آدم علیہ السلام اور جملہ امہات تا حوا اہل ایمان بلکہ انمیں بعض انبیا بعض اولیا ورنہ کم از کم مؤمن ضرور تھے۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "ابوین مصطفیٰ" میں پڑھئے۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ،
بہاولپور (پاکستان)

گستاخانِ صحابہؓ

مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

مقدمہ

آجکل لوگ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مشاجرات (اختلافات) کو اپنے اوپر قیاس کر کے اُن پر بدگمانی یا طعن وتشنیع کر کے اپنا انجام برباد کرتے ہیں۔ فقیر ان سطور میں انکے مُشاجرات کی حقیقت اور ان پر بدگمانی کے اسباب کا ازالہ کرنا چاہتا ہے ممکن ہے کسی خوش قسمت کو فقیر کی بات سمجھ آجائے تو اسکی شقاوت سعادت سے بدل جائے۔ ورنہ اسکی صحابہ کرام پر طعن وتشنیع یا بدگوئی نہ صحابہ کرام کے مراتب میں کمی کریگی اور نہ ان کا کچھ بگڑے گا۔ انجام برباد ہوگا تو اس کا جس نے انکو بُرا بھلا کہا یا اُن سے بدگمان ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم :-

آیت قرآن

وَاِن طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ ۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ٥

ترجمہ :- اگر اھل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو پھر بھی کوئی ان میں سے دُوسرے گروہ کے خلاف بغاوت کرے تو جس نے بغاوت کی ہو اس کے خلاف لڑتے رہو تا آنکہ وہ خُدا کے حُکم کے سامنے جُھک جائے۔ جب وہ جھک جائے تو انصاف کے ساتھ ان کے مابین صلح کرا دو۔ اللہ تعالیٰ بے لاگ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(ف) اسی آیت مُبارکہ کی روشنی میں مثلاً بی بی عائشہ اور حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جنگ ہوئی۔ اس وقت صحابہ کرام کے تین گروہ ہو گئے ۔ (۱) گروہ سیدنا علی رض کے ساتھ تھا، یہ حضرات ان سے خلافت کی بیعت کر چکے تھے اور انہیں مفترض الطاعۃ جانتے تھے۔

ان میں بنو ہاشم تھے سوائے سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ کے جنہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور بعض انصار مثلاً سیدنا قیس بن سعد سیدنا جابر بن عبد اللہ اور بعض مہاجر مثلاً سیدنا عمار و سیدنا مقداد وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان حضرات کے نزدیک سیدنا معاویہ باغی تھے اور ان سے قتال واجب تھا۔

(۲) ــــــ گروہ سیدنا معاویہ کا تھا ان میں سیدنا عمرو بن العاص اور ان کے فرزند سیدنا عبد اللہ تھے، نیز حضرت ابو الاعور ذکوانی حضرت عبد اللہ بن کریز حضرت عبد الرحمان بن سمرہ اور رافع بن خدیج انصاری (وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین) ان کے نزدیک سیدنا علیؓ کی خلافت غیر آئینی تھی۔ کیونکہ اسے قاتلانِ عثمان نے برپا کیا تھا اور وہی آپ کی حکومت کے کرتا دھرتا بنے ہوئے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ گروہ باغیوں کا تھا جنہوں نے اُمت کے متفق علیہ امام اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول ترین خلیفہ کے خلاف غدر کر کے آپ کو ظلماً شہید کیا اور اُمت میں فتنہ و فساد کا دروازہ کھُلا، لہٰذا اُن سے قتال واجب تھا اور امت کی خیر خواہی اسی میں تھی کہ ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔ پھر خلافت کا معاملہ طے ہو یہی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف تھا۔

(۳) ــــــ ان کے جنگی مقابلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جمِ غفیر تھا جو اس خانہ جنگی میں حصہ لینے پر کسی طرح تیار نہ ہوا۔ ان میں زیادہ تر حضرات سیدنا علیؓ کے زیرِ نگیں علاقے میں تھے، اُنہوں نے آپ سے خلافت کی بیعت نہیں کی تھی لیکن بالفعل حاکم آپ ہی کو تسلیم کرتے تھے۔ ان کا موقف تھا کہ خوش اسلوبی کے ساتھ اجماع کے ذریعہ اس بیعت کی تکمیل ہونی چاہیئے یہ سب حضرات اس پر بھی متفق تھے کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیا جانا چاہیئے، چنانچہ یہ سیدنا معاویہؓ کے موقف کی بھی تائید میں تھے۔ یہ چاہتے تھے کہ جنگ بند ہو اور وہ پُر امن ماحول میں جماعت ان مسائل کا خاطر خواہ فیصلہ کرے۔ گویا ان حضرات کے نزدیک دونوں بزرگوار حق پر تھے۔ دونوں کا موقف صحیح تھا لیکن تلوار اُٹھا

کر دونوں نے غلط طریقۂ کار اختیار کیا۔

جنگِ صفین میں سیّدنا معاویہؓ کی طرف سے قرآن مجید بُلند کیا گیا تو فریقین نے جنگ بند کر دی اور ثالثی نامہ ہو گیا۔ ثالثوں نے بھی وہی فیصلہ کیا جو غیر جانب دار طبقہ شروع سے کہتا چلا آ رہا تھا کہ صحابہ کرام کے عام اجتماع میں یہ مسئلہ طے کیا جائے۔ اس اجلاس میں کوئی غیر صحابی شریک نہ ہو۔ چنانچہ امام دار قطنیؒ نے ثالثوں کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ:

"معاملہ ان لوگوں کے سپرد کر دیا جائے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے" (العواصم من القواصم مؤلفہ امام ابوبکر بن العربیؒ ص ۱۷۸ طبع مصر)

خارجیوں کی شرارت

یہ اجتماع ابھی نہیں ہوا تھا کہ ایک خارجی نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کر دیا اور پھر عراقیوں نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کیا جنہوں نے بغیر کسی قسم کی جنگ کے سیّدنا معاویہ سے صلح کر کے بیعت کر لی (صحیح بخاری کتاب الصلح)

اس صلح نامے میں منجملہ دوسری شرطوں کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو مسلمان امیر المومنین علیؓ کی طرف سے لڑے تھے، ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کی جائے۔ چنانچہ ایسی کارروائی نہیں کی گئی اور سب مسلمان شیر و شکر ہو گئے مگر قاتلانِ عثمانؓ کو چن چن کر قتل کیا گیا اور اس پر کسی طرف سے احتجاج نہیں ہوا کیوں کہ یہ تمام صحابہ کی عین مرضی تھی۔

علی و معاویہ شیر و شکر

حضرت معاویہؓ کو امیر المومنین علیؓ کی خلافت پر کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ انہیں اعتراف تھا کہ اپنی شخصیت کی بناء پر انکی حیثیت اپنے پیش رو خلفاء ہی کی تھی لیکن قاتلانِ عثمانؓ کی معیت نے انکی وہ شخصیت نہ رہنے دی۔ وہ فرماتے ہیں جیسا کہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے لکھا ہے۔

اما بعد فلعمری لو بایعک	اپنی جان کی قسم ہے اگر جن لوگوں نے
القوم الذین بایعوک وانت	آپ سے بیعت کی ہے اُنھوں نے اس حال

برئ من دم عثمان كنت كابي بكر وعمر وعثمان رضى الله عنهم۔

میں یہ بیعت کی ہوتی کہ آپ پر خونِ عثمانؓ کا الزام نہ ہوتا تو آپ کی حیثیت وہی ہوتی جو ابو بکر و عمر و عثمان کی تھی، رضی اللہ عنہم

(ف) ان دونوں متحارب فریقوں کے مابین امیر المؤمنین سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر کے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ دونوں حق پر تھے اور انکی جنگیں اجتہادی غلطی کے سبب برپا ہوئیں۔ چنانچہ ابن تیمیہ نے لکھا کہ :

ومنهم من يقول كان الصواب ان لا يكون قتال وكان ترك القتال خيراً فليس فى الاقتتال صواب ولكن على كان اقرب الى الحق من معاوية والقتال قتال فتنة ليس بواجب ولا مستحب وكان ترك القتال خيراً الطائفين مع ان علياً كان اولى بالحق هذا قول احمد واكثر اهل الحديث اكثر ائمة الفقهاء وهو قول اكابر الصحابة والتابعين لهم باحسان وهو قول عمران بن حصين رضى الله عنه وكان ينهىٰ عن بيع السلاح ذلك القتال ويقول هو بيع السلاح فى الفتنة وهو قول

اور ان میں (یعنی علماءِ امت میں) وہ ہیں جو کہتے ہیں بہتر یہ تھا کہ جنگ نہ ہوا اور مناسب تھا کہ لڑائی سے باز رہتے کیوں کہ لڑائی میں کوئی بھلائی نہیں، لیکن معاویہؓ کے مقابلہ میں علیؓ حق کے زیادہ قریب تھے اور جو لڑائی ہوئی وہ فتنہ کی بات تھی جو نہ واجب ہے اور نہ مستحب بلکہ دونوں کے لئے بہتر تھا کہ جنگ نہ کریں اگرچہ حق علیؓ کے زیادہ قریب تھا، یہ ہے قول امام احمد کا اور اکثر محدثین اور اکثر ائمہ فقہاء کا۔ اور یہی قول ہے اکابرِ صحابہ کا اور یہی قول ہے سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا۔ وہ اس جنگ میں ہتھیاروں کی خرید و فروخت سے روکتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہ بیع فتنہ انگیز ہو گی اور یہی قول ہے اسامۃ بن زید کا محمد بن مسلمہ

اسامۃ بن زید و محمد بن مسلمۃ وابن عمر، وسعد بن ابی وقاص واکثر من بقی من السابقین الاولین من المهاجرین والانصار، رضی اللہ عنهم۔

کا ابن عمر کا اور سعد بن ابی وقاص کا اور اکثر ان حضرات کا جو قدیم مہاجرین و انصار میں سے اس وقت موجود تھے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

(منہاج البنوۃ ص ۲۱۹/۲۲۰ ج ۲)

دونوں گروہ برحق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس جم غفیر کا یہ موقف ہو نہیں سکتا تھا اگر وہ دونوں کو حق پر نہ سمجھتے اسی لئے انہوں نے ان کے مابین فریق بننے سے گریز کیا اور چاہا کہ جنگ کی بجائے باہم گفت وشُنید کے ذریعہ تصفیہ کریں۔ اگر انہوں نے ایک فریق کو حق پر اور دُوسرے کو باطل پر جانا ہوتا تو حسبِ فرمانِ الٰہی ان کا فرض تھا کہ باغی فرقے سے قتال کریں اس قتال سے احتراز ایسی کھلی ہوئی اور عملی دلیل ہے کہ ہر صاحبِ ایمان وانصاف اسے تسلیم کرے گا۔ کیوں کہ یہ موقف ہم عصر حضرات کا تھا جو ہر چیز کے عینی گواہ تھے۔ بعد کے جانب دار مؤرخ اور فتنہ پرداز راویوں کے مقابلے میں ہم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ان گواہوں کے مواقف ہی صحیح سمجھنے پر مجبور ہیں کہ مستحق خلافت حضرت علی تھے اور سیدنا معاویہ کا موقف بھی دُرست تھا۔

انتباہ مسعودی جیسے افتراء پرداز اور فتنہ انگیز مؤرخوں نے یہ فضاء قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ثالثوں کے فیصلے کے نتیجہ میں جب جنگ بند ہوگئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا دعویٰ کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیرنگیں علاقوں پر چھاپے مارنے شروع کر دیئے جس کے نتیجے میں یمن وحجاز وغیرہ علاقوں میں زبردستی انھوں نے اپنی بیعت لے لی۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ (مروج الذہب ج ۲ ص ۴۲۱)

ولم یکن بین علی ومعاویۃ من الحرب الا ما وصفنا بصفین

علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہوئی، سوائے صفین کے جس کا حال ہم

وکان معاویۃ فی بقیۃ ایام علی یبعث سوایا تغیر وکذلک علی کان یبعث من یمنع سرایا معاویۃ من اذیۃ الناس۔

بیان کر چکے۔ البتہ علیؓ کے باقی دنوں میں معاویہؓ اپنی فوجیں غارت گری کے لئے بھیجا کرتے تھے اور اسی طرح علیؓ بھی اپنی فوجیں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ معاویہؓ کے لشکریوں کے ہاتھوں لوگوں کو اذیت نہ پہنچے۔

لیکن نہ خود اس شخص نے اور نہ کسی دوسرے مؤرخ نے کوئی ایسا واقعہ لکھا جس سے دونوں کی فوجوں کا تصادم ثابت ہوتا ہو۔ سیدنا بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں غارت گری کے خیالی واقعات تو لکھے ہیں لیکن سیدنا علیؓ کی فوج سے تصادم کا ایک واقعہ بھی نہیں لکھا؛

صورتِ حال یہ تھی کہ سیدنا علیؓ کے زیرِ نگیں علاقوں میں نظم ونسق اطمینان بخش نہ تھا اور فتنہ پرداز لوگ طرح طرح کے فتنے اٹھاتے رہتے تھے۔ خود مسعودی سیدنا علی کا ایک قول لکھتا ہے۔ (مروج الذہب ج ۲ ص ۱۴۱۴)

وقد زعمت قریش ان ابن ابی طالب شجاع ولکن لا علم له بالحروب۔ تربت ایدیھم وھل فیھم اشد مراساً لھا منی لقد نھضت فیھا وما بلغت العشرین وھا انا ذا قد ذربت علی نیف وستین ولا لکن لا رای لمن لا یطاع (مروج الذہب ج ۲ ص ۴۱۴)

قریش کا گمان ہے کہ ابوطالب کا بیٹا بہادر تو ہے لیکن فنونِ جنگ سے واقف نہیں۔ خاک پڑے ان کے ہاتھوں پر ان میں کوئی ہے جو مجھ سے زیادہ اس کا ماہر ہو۔ میں نے تو لڑنا اس وقت شروع کیا جب میں بیس برس کا بھی نہ تھا اور اب میں ساٹھ برس کی لپیٹ میں ہوں، لیکن اسکی رائے کیا جسکی اطاعت نہ کی جائے۔

اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

عن زبیر بن الارقم قال خطبنا

زبیر بن ارقم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ایک

علی یوم الجمعۃ فقال نبئت ان بسراً قد طلع الیمن وانی واللہ لا حسب ان ھؤلاء سیظھرون علیکم، وما یظھرون علیکم الا بعصیانکم امامکم وطاعتھم امامھم وبخیانتکم وامانتھم و افسادکم فی ارضکم واصلاحھم

البدایہ والنہایہ ج۷ العواصم ص۱۸۳

جمعہ کو سیدنا علیؓ نے خطبے میں فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ بسرؓ اب یمن میں آگئے۔ اور میں بخدا یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ لوگ تم پر غالب آجائیں گے۔ اور یہ غالب محض اس لئے کہ تم اپنے امام کے بے فرمان ہو اور وہ اپنے امام کے مطیع ہیں، تم خیانت کرتے ہو اور وہ امانت دار ہیں تم اپنی زمین میں فساد کرتے ہو اور وہ اصلاح کرتے ہیں۔

یہ صورت حال تھی جس کے سبب یمن و حجاز وغیرہ علاقوں کے وفود سیدنا معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استدعا، کی کہ مصر کی طرح ان علاقوں کو بھی آپ اپنی نگرانی میں لے لیں چنانچہ بغیر کسی ادنیٰ فوجی تصادم کے یہ سب علاقے سیدنا معاویہ کے تحت چلے گئے اور بہت تھوڑا رقبہ سیدنا علیؓ کے پاس رہ گیا۔ لیکن یہ فتوحات نہیں تھیں بلکہ ثالثی نظام کے تحت طرفین کو یہ حق دیا گیا تھا کہ کامل امن و امان کے ساتھ طرفین کے آدمی ایک دوسرے کے علاقے میں آئیں جائیں اور دونوں فریق اپنے اپنے حق میں رائے عامہ درست کریں، چنانچہ دونوں کے نمائندے جاتے تھے، مگر نتیجہ سیدنا معاویہؓ کے حق میں نکلتا تھا۔ سیدنا بسرؓ دمشق سے یمن گئے وہاں سے مدینہ طیبہ آئے پھر مکہ معظمہ گئے اور پھر وہاں سے دمشق کو واپس ہو گئے۔ ان علاقوں کے باشندوں نے خوشدلی کے ساتھ آپ کی پذیرائی کی اور عالم اسلام کے امن عام میں قطعاً کوئی اختلال کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔

ازالۂ وہم

لوگوں نے یہ بالکل غلط اور خلافِ واقعہ خیال قائم کیا ہے کہ ان علاقوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس تصور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انتہائی بے حرمتی ہے جن حضرات نے ایک آئینی سقم کی بناء پر

سیّدنا علیؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ سیّدنا معاویہؓ سے کیونکر بیعت کر سکتے تھے اور نہ سیّدنا معاویہؓ اس درجہ سیاست سے نابلد تھے کہ ثالثی نامے کی خلاف ورزی کر کے اپنا موقف کمزور بنالیں۔ سیّدنا معاویہؓ کی کامیابی کا راز ہی یہ ہے کہ آپ نے کوئی تخریبی قدم نہیں اُٹھایا، اسی لئے رائے عامہ آپ کی طرف ڈھلتی چلی گئی۔

ایک افترا و بہتان کا ازالہ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے متعلق سیّدنا بُسر کی تعدی اور اھلِ مدینہ کی جبری بیعت کا بیان سبائیہ کے مفتریات سے ہے۔ سیّدنا علیؓ کی موجودگی میں نہ سیّدنا معاویہؓ نے خلافت کا دعویٰ کیا اور نہ کر سکتے تھے۔ انھوں نے ان علاقوں میں ہرگز اپنی خلافت کی بیعت نہیں لی اور نہ لے سکتے تھے اگر ایسا کرتے تو اس غیر جانب دار طبقے کی تمام ہمدردیاں کھودیتے جو ان کے مطالبے کو صحیح جاننے کے سبب ان سے قتال پر تیار نہیں ہوا اور اسی طبقے کی کوشش سے فریقین کے مابین جنگ بند ہوئی، معمولی عقل کی بات ہے کہ اگر استحقاق خلافت کا سوال ہوتا تو جمہور صحابہ کرام اور ان کے متبعین سیّدنا علیؓ کے مقابلے میں سیّدنا معاویہؓ کو ترجیح نہیں دے سکتے تھے، اور نہ اُنھوں نے دی۔ نزاع خلافت کے بارے میں نہیں تھا، نزاع تھا قصاص عثمانؓ کے بارے میں اور یہ قاتلانِ عثمانؓ تھے جن کے سبب سیّدنا علیؓ کی خلافت کی آئینی حیثیت زیرِ بحث آئی۔ اس وقت سیّدنا معاویہؓ کی خلافت کا کوئی سوال نہ تھا اور اگر ہوتا تو اُسے تسلیم کون کرتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جبر کے سامنے سر جُھکانے والے نہ تھے۔ وہ اس امت کے پیش رو تھے جو بے سروسامانی کے باوجود جبر کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

اس لئے ماننا پڑے گا اُن کے مشاجرات اور جھگڑے مبنی بر مصلحات تھے اگر کسی صحابی کے متعلق کوئی بات سمجھ نہ آئے تو خوارج و روافض اور مودودی کی طرح بدگمانی کے بجائے نیک مقصد پر محمول کریں ورنہ مارے جاؤ گے۔[1]

---

[1] اسے علیحدہ شائع کیا جائے تو اس کا نام مشاجرات الاصحاب کانت علی الحق والصواب عرف مشاجرات صحابہ ۱۲ مع اضافہ جو فقیر کے مسودہ جات میں ہے ۱۲۔ (اویسی)

شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے بُغض کا عذاب

ابن ابی الدنیا نے بسند عبدالملک بن عمیر اور ابی الخصیب بشیر سے روایت کیا ہے کہ میں مدائن میں ایک میت پر داخل ہوا اس کے پیٹ پر ایک کچی اینٹ دھری تھی۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک وہ کُودا اور اس کے پیٹ پر سے وہ اینٹ گر گئی۔ اور وہ ہائے ہائے اور ثبور ثبور پکارنے لگا۔ جب اس کے اصحاب نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ہٹ گئے تو میں اس کے نزدیک ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا اور تیرا کیا حال ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں شیوخ اہل کوفہ کی صحبت میں رہا ہوں۔ تو انہوں نے مجھ کو اپنی اس رائے میں داخل کر لیا تھا کہ میں حضرت ابی بکر الصدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو بُرا کہوں اور ان سے بیزار رہوں۔ تو میں نے کہا کہ تو اللہ سے بخشش چاہ اور پھر ایسا نہ کرنا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ اب مجھ کو نفع نہ دے گی۔ اور مجھ کو تو میرے داخل ہونے کی جگہ آگ بھی دکھا دی گئی ہے۔ پھر مجھ سے کہا گ ہے جا تھوڑی دیر کے لئے اپنے اصحاب کی طرف جا اور ان سے اس امر کو بیان کر کہ جو تُو نے دیکھا ہے پھر تو اپنی پہلی حالت کی طرف لَوٹ آ۔ اس پر لوگوں نے اس کام سے توبہ کی۔

فائدہ: بعض اوقات عبرت کے لئے ایسے عذاب دنیا میں دکھائے جاتے ہیں تاکہ اہلِ دنیا کو توبہ نصیب ہو۔ اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے والوں اور ایسے ہی تمام دشمنانِ صحابہ و اولیاء کا یہی حال ہے اور یہ فیصلہ اٹل ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام و اہلِ بیتِ عظام اور اولیاء کرام کے اَدب کی توفیق بخشے۔ آمین!

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

مروی ہے کہ ایک دن حضرت صدیق حضرت علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر مُسکرائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وجہ پُوچھی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ)

آپ کو مبارک ہو مجھ سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک علی المرتضیٰ کسی کو پل صراط سے گزرنے کی اجازت نہ دے گا تب تک وہ پل صراط سے گزر نہ سکے گا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور فرمایا اے خلیفۃ المسلمین آپ کو بھی مبارک ہو کیونکہ مجھے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تم اس شخص کو پل صراط کی راہداری ہرگز نہ دینا جس کے دل میں ابوبکر صدیق کی عداوت و بغض ہو۔ بلکہ اسے راہداری دینا جو ابوبکر سے محبت و عقیدت رکھتا ہو۔

(نزہۃ المجالس ص ۳۰۶)

فوائد

(۱) — خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم آپس میں شیر و شکر تھے۔ روافض غلط پروپیگنڈے کرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) وہ ایک دوسرے کے مخالف تھے۔

(۲) — حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت تب فائدہ دے گی جب حضرت کے دوستوں سے پیار ہو اگر ان کے دوستوں سے بغض و عناد ہو تو پھر حضرت علی المرتضیٰ بھی منہ نہیں لگائیں گے اور نہ ہی نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حق چار یار

ایک روز حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ دائیں جانب ابوبکر دوسری جانب عمر آگے علی پیچھے عثمان (رضی اللہ عنہم) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو۔ سن لو ہم جنت میں یونہی داخل ہونگے جو ہم میں ذرا سی تفریق ڈالے اس پر خدا کی مار ہو (نزہۃ المجالس ص ۳۶۲ ج ۲)

فوائد

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کی بخشش کی ہر وقت فکر رہتی تھی اسی لئے یہ منظر دکھا کر امت کو سمجھایا کہ اگر ہم میں کسی نے تفریق کا سوچا تو پھر سیدھا جہنم جائے گا۔

(۲) — عملی طور پر پنجتن پاک کا معنیٰ بھی سمجھا دیا۔ اگرچہ ہم دوسرے معنیٰ (حضور علیہ السلام، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم) کے

بھی قائل ہیں لیکن مذکورہ بالا معنیٰ بھی خوب ہے۔

صدیق کا دُشمن بندر

عارف باللہ شیخ ابن الزعب یمنی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے پہلے حج کرتے پھر زیارتِ روضۂ اقدس کے لئے حاضر ہوتے تھے حاضری کے وقت والہانہ اشعار و قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحبین حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی شان میں لکھ کر روضۂ اقدس کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حسبِ عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک رافضی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آج میری دعوت قبول کیجئے حضرت شیخ نے دعوت قبول فرمائی آپ کو اس کا حال معلوم نہ تھا کہ یہ رافضی اور شیخین رضی اللہ عنہما کی مدح سے ناراض ہے آپ حسبِ وعدہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے مکان میں داخل ہوتے ہی اس نے دو حبشی غلاموں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں اس ولی اللہ کو لپٹ گئے اور آپکی زبان مبارک کاٹ ڈالی اس کے بعد اس کمبخت رافضی نے کہا یہ زبان ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے جاؤ جن کی تم مدح کرتے ہو وہ اسے جوڑ دیں گے۔

شیخ موصوف کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں لئے روضۂ رسول کی طرف دوڑے اور مواجہۂ رسول (جالی مبارک) کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا واقعہ ذکر کیا اور روئے جب رات ہوئی تو خواب میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپکے ساتھ صاحبین رضی اللہ عنہما بھی اس واقعہ سے غمگین تھے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ کے ہاتھ میں کٹی ہوئی زبان اپنے دستِ مبارک میں لی اور شیخ کو قریب کر کے زبان انکے منہ میں اپنی جگہ پر رکھدی۔

یہ خواب دیکھ کر شیخ بیدار ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ زبان بالکل صحیح وسالم اپنی جگہ پر لگی ہوئی ہے، یہ معجزہ پا کر واپس گھر چلے گئے۔ سال آئندہ پھر حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر

ہوئے اور حسبِ عادت قصیدہ مدحیہ روضۂ رسُول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے پڑھ کر فارغ ہوئے تو پھر ایک شخص نے دعوت کے لئے درخواست کی شیخ نے پھر توکلا علی اللہ قبول فرمائی اور اس دعوتی کے ساتھ تشریف لے گئے مکان میں داخل ہوئے تو وہی پہلے دیکھا ہوُا مکان معلوم ہوا خدا تعالیٰ کے بھروسے پر داخل ہوئے۔ اس شخص نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ بِٹھایا اور پرتکلّف کھانے پیش کئے پھر یہ شخص شیخ کو ایک کوٹھڑی میں لے گیا۔ وہاں دیکھا ایک بندر بیٹھا ہوا ہے۔ اس شیخ نے شیخ سے کہا آپ کو معلوم ہے یہ بندر کون ہے فرمایا نہیں۔ اس شخص نے عرض کی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے آپکی زبان کاٹ لی تھی حق تعالیٰ نے اس کو بندر کی صورت میں مسخ کر دیا ہے۔ یہ میرا باپ ہے اور میں اس کا بیٹا ہوں۔ (نشر المحاسن للیامی)

فوائد

(۱) یہ واقعہ بعید از قیاس نہیں کیونکہ حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور آپکی اُمت کے اولیاء کی کرامات تا قیامت جاری رہیں گی۔

(۲) ——— بارگاہِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نذرانۂ عقیدت بصورتِ اشعار و قصائد پیش کرنا اسلاف صالحین کا طریقہ و عقیدہ ہے کہ آپ ہماری ہر فریاد و استغاثہ سُنتے ہیں۔

(۳) ——— دشمنانِ صحابہ جیسے پہلے انکی مدح سُننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ اب بھی وہی کیفیت ہے۔

(۴) ——— اسلاف رحمہم اللہ کا عقیدہ تھا کہ حُضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے اذن و عطاء سے ہمارے مشکلکشا ہیں تبھی تو حضرت قتادہ صحابی کی طرح یہ ولی اللہ کٹی ہوئی زبان لے کر بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچے اور بامراد ہوئے الحمد للہ ہم اہل سُنت اسی عقیدہ پر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت اور قیامت میں بامراد ہوں گے۔

(۵) ——— دشمنان شیخین رضی اللہ عنہما کی شکل مسخ (بندر، خنزیر) میں تبدیل ہونا لازمی ہے کبھی دنیا میں ظاہر کی جاتی ہے اور قبر میں پہنچنے پر لازم اور ضرور۔

ابوبکر و عمر کا دشمن خنزیر

امام مستغفری نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں کرامات شیخین کے ضمن میں واقعہ بیان کیا ہے کہ تین آدمی یمن کے سفر پر روانہ ہوئے تیسرا شخص کوفی تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بڑی باتیں منسوب کرتا تھا ساتھیوں نے اُسے بہت نصیحت کی مگر وہ نہ مانا جب ہم یمن کے قریب پہنچے تو ایک پڑاؤ پر آرام کی خاطر سو پڑے۔ جب کوچ کا وقت آیا تو ہم نے وضو کیا اور کوفی کو بھی بیدار کیا۔ بیدار ہونے کے بعد کوفی نے کہا کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ میرے سرہانے کھڑے ہوکر آپ نے فرمایا۔ اے فاسق! خدا تجھے خوار کرے تیری صُورت مسخ ہو جائے۔ ہم نے اُسے وضو کی تاکید کی۔ جب وضو کیا تو واقعی اس کے پاؤں بدلنے شروع ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ بالکل مسخ ہو کر بندر بن گیا۔ ہم نے اُسے اُونٹ کے پالان پر باندھ کر ساتھ لے لیا۔ جب ایک جنگل سے ہمارا گزر ہوا تو اُس نے رسی کو توڑ اکر دُوسرے بندروں کو دیکھ کر ساتھ ہولیا۔ ہم دل میں ڈرے کہ یہ جس وقت آدمی تھا تو ہمیں تنگ کرتا تھا اب بندر بن چکا ہے (شاید ہمارے ساتھ کیا کرے) ممکن ہے ہمیں زیادہ ستائے لیکن وہ ہمارے قریب آکر ہمیں دیکھتا رہا اور آنکھوں میں آنسو بہاتا رہا۔

(۲) ——— فتوحات مکیہ میں کراماتِ شیخین کے ذیل میں ذکر ہے کہ اولیاء کا ایک گروہ ہے ——— جنہیں رجبی کہا جاتا ہے یہ کل چالیس آدمی ہوتے ہیں بغیر کسی کمی بیشی کے انکی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ رجب کے مہینہ کے پہلے دن ایک گونہ ثقل محسوس ہوتا ہے کہ گویا تمام آسمان اور زمین ان پر لاد دی گئی ہے۔ ان کو رجب کے مہینہ میں کشف تام ہوتا ہے اور مغیبات پر اطلاع ہوتی ہے۔ صاحب فتوحات فرماتے ہیں میں نے اس گروہ کے ایک فرد کو دیکھا کہ اُسے شیخین سے اچھا عقیدہ نہ رکھنے والا خنزیر کی صُورت میں نظر آیا کرتا تھا۔

فائدہ | بذریعہ کشف معلوم ہوجانا اولیاء اللہ کے لئے عام ہے جیسے سیدنا فاروقِ اعظم

رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے ۔

کشفِ فاروق

ایک دفعہ ایک فوجی دستہ جو شام کو جا رہا تھا حضرت فاروق اعظم کے سامنے آیا۔ اور کچھ آدمی سلامی کے لئے بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ جب یہ گروہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے پھر ان سے منہ پھیر لیا۔ تیسری دفعہ پھر ایسا ہی ہوا۔ بالآخر پتہ چلا کہ اس گروہ میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے ۔

فائدہ

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے کشف سے ثابت ہؤا کہ انکو آپس میں کتنا گہرا تعلق تھا کہ ایک دُوسرے کے دُشمن کو اپنا دُشمن سمجھتے تھے۔

شیخین رضی اللہ عنہما کا دُشمن مُنافق

ایک روز حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد نبوی شریف میں رونق افروز تھے کہ ایک شخص لنگڑاتا ہوا حاضر ہوا جس کی پنڈلیوں سے خُون بہ رہا تھا آپ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہوا کہا فلاں محلّے کی فلاں گلی کی کُتیا نے کاٹا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص پنڈلی سے خُون بہاتا حاضر ہوا اور اس نے بھی مذکورہ بالا کُتیا کی شکایت کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا چلو اسے دیکھیں وہ باؤلی تو نہیں جونہی حُضور سرورِ کونین شہ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہاں پہنچے تو کُتیا نے آپکو دیکھتے ہی قدموں پہ لوٹنا شروع کر دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ ان دونوں کو کیوں کاٹا تو وہ بزبان فصیح بولی کہ یہ دونوں مُنافق ہیں، اور یہ دونوں آپکے یارِ غار صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو گالی دے رہے تھے مجھے غُصّہ آیا تو میں نے انہیں کاٹا۔ آپ نے ان دونوں سے پوچھا تو اُنہوں نے اعترافِ جُرم کر کے توبہ کی ۔ (جامع المعجزات صـ ۱۹)

فائدہ

(۱) —— حُضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یارانِ صُحبت کی پہچان جانوروں کو بھی ہے لیکن افسوس کہ انسان باشعور ہو کر لاشعور بن گیا۔

(۲) —— یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غیرت جانوروں کو ہے کہ یارانِ رسُول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکوہ سننا گوارا نہ ہوا لیکن افسوس کہ آجکل کا مسلمان کسی بدبخت سے یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح گالی سن کر بھی غیرت نہیں کرتا۔

دشمن شیخین کو نبوی و علوی سزا

حرمین شریفین کا حج مبارک ادا کرنے کے لئے ایک حاجی صاحب تشریف لے گئے اور اُن حاجی صاحب کے شیعہ دوست نے کہا کہ روضہ رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب آپ جائیں تو میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ حاضر ہونے کو تو جی چاہتا ہے لیکن دو دشمن آپ کے ساتھ ہیں اس لئے نہیں حاضر ہو رہا ہے حاجی صاحب نے جب دربارِ رسالت پر حاضری دی تو ویسے ہی عرض گزاری۔ حاجی صاحب پر اُس وقت غنودگی کا عالم طاری ہوا، اور خواب میں دیکھا کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہار صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ دیکھا یہ آپکے نام لینے والا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اجازت چاہ کر اُٹھے، تلوار ہاتھ میں لی اور اُس بستی میں پہنچ کر اُس کا سر قلم کر کے بستی کے نواح میں جاکر دفن کر دیا۔ حاجی صاحب واپس آئے معلوم ہوا کہ عین اُسی رات کو اس شخص کا قتل واقع ہوا تھا لیکن قاتل کا سراغ اور سر نہیں مل رہا تھا حاجی صاحب نے فرمایا کہ بُرے کو بدلہ ملتا ہے۔

فوائد

(۱) ــــــ ایسی بلند بارگاہ تک یہ جرأت کرنا کہ یہ بات نہ ہو تو میں یوں کر دوں یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا موجب اور سبب بنتا ہے۔

(۲) ــــــ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر امتی کے عقائد و اعمال کا علم ہے۔

(۳) ــــــ آپکے محبوبوں کو بھی ہر امتی کا علم ہے کہ وہ کہاں اور کیا کرتے ہیں اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انکے معتقد کی شکایت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار سے دشمنانِ شیخین رضی اللہ عنہما کا سر قلم کر دیا۔

(۴) ــــــ عالمِ برزخ والوں کو تصرف حاصل ہے کہ وہ دنیا والوں کے ہر نیک اور بُرے

کو جزا و سزا دیں۔

(۵)—— دشمنانِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انجام برباد ہوتا ہے۔

ہاتھ سُوکھ گیا

حضرت امام محمد سیرین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا دیکھا ایک شخص بیت اللہ میں یہ کہتا ہوا طواف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے: اللّٰھم اغفرلی وما اظن ان تغفرلی۔ (اے اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے لیکن میرا گمان ہے کہ تو مجھے نہیں بخشے گا)

میں نے اس سے کہا یہ تو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا کہ میں نے دل میں عہد کر رکھا تھا کہ اگر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے منہ پر طمانچہ مار سکا تو ضرور ماروں گا پھر جب وہ شہید ہو گئے اور انکا جنازہ انکے گھر میں رکھا تھا میں وہاں پہنچ کر موقعہ پا کر آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر اور زور سے تھپڑ مارا، جس پر میرا دایاں ہاتھ سُوکھ گیا۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اس کا دایاں ہاتھ دیکھا وہ اس طرح سُوکھا ہوا تھا جیسے ایک سُوکھی لکڑی ہو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۹۱ والتاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ص)

فوائد

(۱)—— محبوبانِ خدا کے گستاخوں کو بسا اوقات سزا دنیا میں ملجاتی ہے ورنہ آخرت میں تو ضرور۔

(۲)—— بعض مجرموں کو اپنے جرائم کی سزا محسوس ہوتی ہے لیکن توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی، بعض کو توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ لیکن گستاخی اور بے اَدبی ایسا جُرم ہے کہ اسکی توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو دنیا میں قبول نہیں ہوتی جیسے ثعلبہ کا حال ہوا۔

(۳)—— انسان ہر وقت خُدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے بالخصوص کسی بندۂ خدا کے بارے میں گستاخی و بے اَدبی نہ ہونے پائے۔

قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بے ادب کا انجام

(۱)—— ابنِ کثیر نے لکھا کہ: جن ظالموں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ

کو شہید کیا۔ اللہ نے اس کو اس دنیا میں گستاخی و بے ادبی کا مزہ چکھا دیا اور قاتلوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا، جو مجنون اور پاگل ہو کر نہ مرا ہو یا جس کو قتل نہ کیا گیا ہو۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۸۹ ج ۷)

(۲) ـــــ سیدنا امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ : عامتھم جنوا ؛ (ان میں سے اکثر پاگل ہو گئے) اور قدرت کے منتظم ہاتھوں نے اسی دنیا میں ان سے انتقام لے کر چھوڑا۔

نامعلوم شخص سے مارا گیا

مالک الاشتر جو ابن سبا کا دست راست اور شہادت عثمان و غزوہ صفین میں بھی مسلمانوں میں مخالفت کی خلیج وسیع کرنے کا سرانجام دے چکا، پھر سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے خلاف پراپیگنڈہ کیا یہ بدبخت ۳۸ھ میں کسی نامعلوم کے ہاتھوں مارا گیا۔ (اصابہ ص ۲۸۳ ج ۳)

فائدہ

بہت سے جرائم کی سزا غیبی طور پر ہوتی ہے بالخصوص محبوبانِ خدا کے گستاخوں کو اسی لئے مشہور ہے، خدا تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے، لیکن جب گستاخی کے باوجود سزا نہ ملے تو سمجھو اس کا خاتمہ خراب ہوگا یا پھر آخرت میں سخت سے سخت عذاب میں مبتلا ہو گا۔

پروردۂ عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش آگ میں زندہ جلا دی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا مخالف اور دشمن محمد بن ابی حذیفہ تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اگرچہ اس کے باپ کی شہادت کے بعد اسے پالا تھا اور اس پر بڑے بڑے احسانات کئے آخر وہ بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا جیل میں ڈالا گیا اور بعد میں وہاں سے بھاگ نکلا۔ ایک شخص عبداللہ بن عمر ظلام نے اس کا تعاقب کیا اور پکڑ کر اسکی گردن مار دی۔

عبداللہ ابن سبا کا انجامِ بد

عبداللہ ابن سبا (یہودی جو ظاہراً مسلمان تھا)

کو کون نہیں جانتا۔ فتنہ اور رخنہ اندازی کا بانی یہی بدبخت تھا اس شوم قسمت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے توبہ کرنے کا فرمایا لیکن اس نے توبہ سے انکار کر دیا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں زندہ جلا دیا (رجال کشی صنے)

سڑی لاش کو سڑی لاش گدھے کیساتھ جلایا گیا

محمد ابن بکر جس نے آپکے گھر میں گھس کر آپ کی داڑھی پکڑی اور آپ کے خلاف فضا مکدر کیا کرتا تھا۔ جنگ صفین کے بعد سیدنا امیر معاویہ کے ہاتھوں شکست فاش کھا کر گرفتار ہوا اور معاویہ بن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا پھر اسکی لاش کو گدھے کی سڑی ہوئی لاش میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ ص۲۱۴ ج۱)

ازالۂ وہم

علامہ خیر الدین زرکلی رحمہ اللہ محمد ابن ابی بکر کی نعش کے جلائے جانے کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

لم یحرق و دفنت جبثة مع راسه فی مسجد ه یعرف بمسجد زمام خارج مدینة الفسطاط قال ابن سعید وقد زرت قبره فی الفسطاط (والاعلام ص۸۹ ج۶)

محمد بن ابی بکر کو جلایا نہیں گیا بلکہ اسکے جسم کو سر سمیت ایک مسجد (جس کو مسجد زمام کہتے ہیں اور وہ فسطاط شہر سے باہر ہے) کے پاس دفن کر دیا گیا چنانچہ ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اسکی قبر کو فسطاط میں دیکھا ہے۔

تاریخی زبردست غلطی

محمد بن ابوبکر کو خواہ مخواہ بدنام کیا جاتا ہے حالانکہ گستاخ عثمان اور آدمی تھا باغیوں میں محمد بن ابی بکر ضرور تھا لیکن اس نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملامت سُنی تو واپس چلا گیا اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی اب اس کا نام بھی اسمیں شامل ہو گیا۔

صرف شہرتِ پدری کی وجہ سے انہیں اچھالا گیا ورنہ وہ اس شرارت سے محفوظ تھے، پھر مؤرخین نے جسے بھی محمّد نام دشمن عثمان پایا اسے محمد بن ابی بکر کے نام سے درج کر دیا۔ اور جس محمّد نام والے کو جس طرح کی سزا یا عذاب ہوا وہ محمد بن ابی بکر کی طرف منسوب کیا گیا (مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب" ـــــ (رد الزندیق عن مطاعن الصدیق)" ـــــ میں دیکھئے ہم نے چونکہ من حیث الواقعہ لکھا ہے اسی لئے ضروری نہیں کہ وہ "محمّد بن ابی بکر" ہی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ادب سے لُنجہ ہاتھ سیدھا ہو گیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھنے والے ایک حبشی غلام نے چوری کی۔ اسکو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے۔ اس نے اقبال جُرم کر لیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر اس کی ملاقات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکوا، سے ہوئی۔ ابن الکوا، نے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ تو اس نے کہا: "امیر المومنین، سردار المسلمین، دامادِ رسُول، شوہرِ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے" ـــــ سلمان نے کہا۔ انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور تو انکی تعریف کر رہا ہے۔ حبشی غلام نے جواب دیا۔ میں انکی تعریف کیوں نہ کروں حالانکہ اُنہوں نے تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور تو انکی تعریف کیوں نہ کروں حالانکہ انہوں نے میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے اور مجھے دوزخ سے بچا لیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی نے یہ سُنا تو حضرت علی سے عرض کر دیا۔ آپ نے اس حبشی کو بُلایا اور اس کا ہاتھ اس کے پہونچے پر رکھ کر رومال سے ڈھانپ لیا اور دعا فرمائی، آسمان سے ندا آئی چادر کو ہاتھ سے اُٹھا لو چادر اُٹھائی گئی تو خدا کے فضل اور آپ کی برکت سے اس کا ہاتھ اچھا ہو گیا (تفسیر کبیر، جمال الاولیاء، ص ۶۷ جامع کرامات الاولیاء علّامہ انبھانی قدس سرہٗ۔

دشمنِ علی رضی اللہ عنہ

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدبخت

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
نے بارگاہِ الہٰی میں التجا کی۔ الہٰی یہ تیرے ایک عظیم المرتبت ولی کا گستاخ ہے اسے اس
کی فوراً سزا ملنی چاہئیے، چنانچہ فوراً اسکی سواری بدکی اور پتھروں پر سر کے بل گر گیا، گرتے
ہی اس کا بھیجا پھٹ گیا اور وہ بڑی طرح سے ہلاک ہوا۔

فوائد حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے اسی لئے انکی دعا کا
قبول ہونا لازم تھا۔

(۲) —— سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دشمن اور بے ادب اور گستاخ کیسا ہی
نیک کیوں نہ ہو وہ جہنم میں جائے گا۔

(۳) —— روافض کا مشہور عقیدہ کہ صحابہ کرام بالخصوص اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم
حضرت علی اور جملہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے دشمن تھے، سراسر غلط ہے جس کی سزا وہ
پا رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(۴) —— سنی حضرات آگاہ رہیں کہ جب بھی شیعہ کہتے ہیں کہ دشمنوں پر لعنت
تو (معاذ اللہ) اصحاب ثلاثہ مراد لیکر لعنت بھیجتے ہیں جب وہ ایسا کلمہ منہ سے نکالیں انکا
گلا گھونٹ دیں۔

حضرت علی رض کا دشمن پاگل

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ نے لکھا کہ ایک دن
آپ نے برسرِ منبر فرمایا:

انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نیز فرمایا نبی رحمت کا وارث میں ہوں، سیدۃ النساء العالمین کا خاوند میں ہوں۔ ولیوں
کا سردار میں ہوں اولیاء کا خاتم میں ہوں۔

میرے علاوہ جو بھی اس بات کا دعویٰ کرے خدا تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا کرے
ایک شخص کہنے لگا اس سے خوش کون ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو انا عبد اللہ

واخو رسول اللہ کہتا ہے۔ وہ شخص ابھی اپنی جگہ سے بھی نہ اُٹھا تھا کہ اس کے دماغ میں اِس جنون و دیوانگی واقع ہو گئی چنانچہ لوگ اسے پکڑ کر مسجد سے باہر لے گئے بعد ازاں جب اس کے رشتہ داروں سے پوچھا گیا کہ اسے اس سے پہلے کبھی ایسا عارضہ لاحق ہوا یا نہیں اُنھوں نے کہا نہیں ہر گز نہیں (شواہد النبوۃ)

فوائد

(۱)—— وصی رسول اللہ شیعہ کی اصطلاح ہے یہاں مراد نہیں۔
(۲) اور اخ (بھائی) وہابی۔ دیوبندی کی اصطلاح ہے وہ یہاں مراد نہیں (۳)—— دشمنانِ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ عموماً مجنون اور پاگل ہوتے ہیں مثلاً خوارج کو دیکھ لو یا آجکل وہابیوں، مودودیوں۔ دیوبندیوں کو۔

حضرت علی کا دُشمن برص میں مبتلا

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضرینِ مجلس کو قسم دی کہ جس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد من کُنت مولاہ فعلیٌ مولاہ: (جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں) سُنا ہو وہ گواہی دے اسوقت انصار سے بارہ افراد موجود تھے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی تھی گواہی نہ دی حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، تم گواہی کیوں نہیں دیتے تم نے بھی تو حضور علیہ السلام سے یہ سُن رکھا ہے ایک بولا میں نے سنا ہے لیکن بھُول گیا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے پروردگار اگر یہ شخص جھُوٹ بولتا ہے تو اس کے چہرہ پر برص کے نشان ظاہر کر دے جسے عمامہ بھی نہ ڈھانپ سکے۔

حضرت زید بن ارقم رض فرماتے ہیں۔ میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا میں نے بھی یہ حدیث سن رکھی تھی لیکن اسکی گواہی نہ دی اور بات چھپائے رکھی۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے بصارت سے محروم کر دیا۔ کہتے ہیں وہ گواہی نہ دینے پر اظہارِ شرمندگی کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف سے شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ خلافت کا مسئلہ عقیدہ سے متعلق ہے اس کے لئے نص قطعی چاہیئے لیکن شیعہ کو جب اس کا ثبوت قرآن مجید سے نہ ملا تو اسے محرف و مبدل کہہ دیا مجبور ہو کر مانتے ہیں کہ مسئلہ امامت صراحۃً قرآن میں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرزو تھی کہ کسی طرح یہ مسئلہ قرآن میں نازل ہو جائے اسی وجہ سے تبلیغ ولایت کے حکم کو بار بار ذکر کرتے تھے۔

مذہب شیعہ کا علامہ قزوینی صافی شرح کافی کتاب الحجۃ باب نص اللہ میں لکھتا ہے

ومیل رسول آں بود کہ شاید کہ تصریح وتفسیر ولایت در قرآن شود و اکتفا بہ سُنّت نہ بود۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو تھی کہ شاید تصریح وتشریح ولایت علی قرآن میں ہو جائے فقط حدیث پر موقوف نہ رہے۔

اور شیعہ غریبوں کو سُنّت سے بھی جس روایت سے استدلال کرنا پڑا وہ بھی قابلِ حُجت نہیں کیونکہ روایت مذکورہ خبرِ واحد ہے اور اس کے متعلق ہم اہلِ سُنّت کیطرف سے متعدد جوابات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) —— پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ شیعہ حضرات مسئلہ امامت کو عین ایمان ٹھہراتے ہیں اور نجات اُسی پر موقوف سمجھتے ہیں اور بغیر امامت اصطلاحی کے اعتقاد فضیلت علیؓ کو نجات کے لئے کافی نہیں سمجھتے۔ پس ایسا ضروری مسئلہ بغیر دلیل قطعی کے ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث مناقب علیؓ میں مقبول ہے اس لئے کہ جس چیز کی فضیلت کسی دلیل یقینی سے معلوم ہو جائے اس کے مناقب میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہو جاتی ہے۔

لیکن جب اس حدیث سے ایسا ضروری مسئلہ ثابت کرنا مقصود ہو تو ضرور ہے کہ اس حدیث کے مرتبہ صحت پر غور کیا جائے۔

محدثین اہلِ سُنّت کا اس حدیث کے ثبوت میں اختلاف ہے۔ اکثر کا قول ہے کہ یہ

حدیث ضعیف ہے

ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں لکھا ہے:

اما قوله من كنت مولاه فعلى مولاه فليس فی الصحاح لكن هو مما رواه العلماء و تنازع الناس فی صحته۔

رسولؐ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ صحیح حدیثوں میں شامل نہیں۔ لیکن وہ اس قسم کی حدیثوں میں سے ہے کہ علماء نے اس کی روایت کی ہے اور لوگوں نے اسکی صحت میں اختلاف کیا ہے۔

فنقل عن البخاری وابراهيم الحربی وطائفة من اهل العلم بالحديث انهم طعنوا فيه و ضعفوه۔

چنانچہ بخاری اور ابراہیم حربی اور علمائے حدیث کے ایک گروہ سے یہ منقول ہے کہ انھوں نے اس حدیث میں طعن کیا ہے اور اس کو ضعیف بتایا ہے

قال ابو محمد بن حزم واما من كنت مولاه فعلى مولاه فلا يصح من طريق الثقات اصلا

ابو محمدؒ بن حزم کا قول ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ نہیں ثابت ہوئی سند ثقات سے ہرگز۔

علامہ اصفہانی نے مطالع الانظار میں لکھا ہے:

واما قوله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه فهو من باب الاحاد وقد طعن فيه ابن ابی داؤد وابو حاتم الرازی وغيرهما من ائمة الحديث

اور لیکن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا من کنت مولاہ فعلی مولاہ قسم اخبار احاد سے ہے۔ اور بے شک اس حدیث میں طعن کیا ہے ابن ابی داؤد اور ابو حاتم رازی اور ان دونوں کے سوا اور ائمہ حدیث نے۔

علامہ اسحٰق ہروی نے سہام ثاقبہ میں لکھا ہے:

وقد قدح فی صحۃ الحدیث کثیر من ائمۃ الحدیث کابی داؤد و الواقدی وابن خزیمۃ وغیرھم

اور بے شک طعن کیا ہے اس حدیث کی صحت میں بہت سے ائمہ حدیث نے جیسے کہ ابو داؤد اور واقدی اور ابن خزیمہ وغیرہ نے۔

ابنِ حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے:

الطاعنون فی صحتہ جماعۃ من ائمۃ الحدیث وعدولہ المرجوع الیھم فیہ کابی داؤد السجستانی وابی حاتم الرازی۔

طعن کرنے والے اس حدیث کی صحت میں فنِ حدیث کے ایسے ائمہ اور معتبر لوگوں کی جماعت ہے جن کی طرف حدیث میں رجوع کیا جاتا ہے جیسے ابو داؤد السجستانی اور ابی حاتم الرازی۔

اگر فقط اصحاب صحاح ستہ کو دیکھا جائے تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سُنن ابو داؤد اور سُنن نسائی میں اس حدیث کا ذکر نہیں فقط سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث بہ تغییر الفاظ مذکور ہے۔

ابنِ ماجہ نے اس حدیث کی حالت سے سکوت کیا ہے۔ ترمذی نے حسن غریب کہا حسن کے لفظ سے صحت کی نفی ہو گئی اور لفظ غریب ایک قسم کی جرح ہے۔ بہر حال ترمذی اور ابنِ ماجہ کے مقابلہ میں بخاری اور ابو داؤد ضعیف کہنے والے ہیں۔

سوائے اصحاب صحاح ستہ کے جو اور محدثین ہیں ان میں بھی اسی طرح اختلاف ہے چنانچہ عبارات منقولہ سابق سے ظاہر ہو گیا کہ بخاری اور ابو داؤد کے سوا ابراہیم حربی اور ابن حزم اور ابن ابی داؤد اور ابو حاتم رازی اور واقدی اور ابن خزیمہ اور ابن تیمیہ اور ان کے سوا ایک جماعت ائمہ محدثین کی اس کو ضعیف کہنے والی ہے۔

پس جس حدیث کی صحت میں ایسا اختلاف ہو اس سے ایسا مسئلہ کیوں کر ثابت ہو

سکتا ہے جو عین ایمان ہو اور جس پر نجات موقوف ہو۔ البتہ اس حدیث کی بہت سے محدثین نے تخریج کی ہے اور اپنی کتابوں میں اسکو ذکر کیا ہے جن کے نام عبقات میں لکھے ہوئے ہیں۔ اسکی وجہ فقط یہی ہے کہ مناقب میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے اور جن لوگوں نے فقط تخریج پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے صحیح یا حسن ہونے کی بھی تصریح کی ہے ان کے مقابلے میں ضعیف کہنے والوں کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے۔

جب اس حدیث کی صحت میں ایسا اختلاف ثابت ہوگیا تو آئندہ اور جواب کی ہم کو ضرورت نہ تھی مگر ہم اس بحث سے قطع نظر کر کے اس حدیث کے معنی میں بھی غور کرتے ہیں۔ لفظ مولی کے بہت سے معنیٰ ہیں منجملہ اس کے بھائی اور دوست اور مددگار اور ہم سوگند کو بھی مولی کہتے ہیں۔ ہم سوگند کے معنی یہ ہیں کہ دو شخص آپس میں دوستی اور مددگاری کا معاہدہ کر لیں تو وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے مولے کہلاتے ہیں ان معانی میں سے ہر معنی اس حدیث میں بہت اچھی طرح بن سکتے ہیں اور ان سب معانی کو محبوبیت کے معانی لازم ہیں پس ظاہر معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میں جس کا پیارا ہوں علی رض بھی اسکا پیارا ہے اور اس کے بعد جو رسول ص نے فرمایا کہ اے اللہ محبت کر اس سے جو علی سے محبت کرے اور دشمنی کر اس سے جو علی رض سے دشمنی کرے یہ بہت ظاہر قرینہ اس بات کا ہے کہ اس حدیث میں حضرت علی رض کی محبت کا حکم ہے اور یہ ہمارا عین مدعا ہے اس سے شیعوں کا مطلب کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا اور جب اس حدیث کے یہ معنے بہت اچھی طرح بن سکتے ہیں اور ہمارے مقصود کے مطابق ہیں تو اب کیا وجہ کہ بے دلیل ہم کوئی دوسرے معنی اختیار کریں اور جب تک حضرات شیعہ کسی دلیل سے اس معنیٰ کو باطل نہ کریں تب تک ہم کو اور بحث کی ضرورت نہیں اور اب کوئی حجت شیعوں کی باقی نہ رہی۔

حضرت سعد کی گستاخ اور بے ادب اندھی ہوگئی

حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ پر اروی بنت

اویس نے مروان کی کچہری میں مقدمہ دائر کیا کہا کہ آپ نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو ناجائز طور بالشت بھر کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لیتا ہے تو قیامت میں اس ٹکڑا زمین کے برابر سات طبقات زمین کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔ آپ نے اس دائر کردہ مقدمہ کے مطابق اپنی زمین اروی بنت اویس کے لئے چھوڑ دی اور دعا مانگی:

”اللھم ان کانت کاذبۃ فاعم بصرھا واجعل قبرھا فی بئرھا“

اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھی اور اسکی قبر اس کے کنوئیں میں بنا دے چند دنوں کے بعد اروی بنت اُویس اندھی ہو گئی پھر سیلاب سے اسکی زمین کے حدود بھی ظاہر ہو گئے جب اندھی ہو گئی تو دیواروں کو پکڑ کر چلتی اور کہتی مجھ پر سعد کی بد دُعا کا اثر ہے ایسے ہی ایک دن چل رہی تھی کہ اپنے کنوئیں میں گر کر مر گئی۔ (رواہ مسلم)

فائدہ وہابی لوگوں میں خبط دہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی ہر نبی (علیہم السلام) کے لئے ضروری نہیں کہ انکی دعا، قبول ہو۔ بیوقوفوں کو یہ یاد نہیں رہتا کہ وہ خود مستجاب الدعا، تو ہیں ہی لیکن جس کے لئے چاہیں مستجاب الدعوات بنا دیں اگر انہیں اعتبار نہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حالات پڑھ لیں۔ اس کا واضح ثبوت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود بلکہ جسے چاہیں باذنہ تعالیٰ مستجاب الدعوات بنا دیں۔ (ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون)

زبان ہاتھ کٹ گئے

حضرت قبیصہ بن جابر نے بیان کیا کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی۔ اے میرے اللہ! اس کی زبان اور ہاتھ سے مجھے محفوظ فرما۔ چنانچہ جنگ قادسیہ کے دن اسے ایسا تیر لگا کہ اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ پھر مرتے دم تک وہ زبان سے ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔

فائدہ یہ ہوتا ہے محبوبانِ خدا کی گستاخی کا انجام کہ ایک ہجو (گالی دینا) سے زندگی بھر بے زبان اور لنجہ ہونا پڑا اور آخرت کی سزا ہوا۔

کوفہ کو دعاء بددعائ حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی خدایا نہ کوئی حاکم کوفیوں سے خوش رہے اور نہ یہ کسی حاکم سے خوش رہیں۔
(تاریخ الامم والملوک صفحہ ۱۶۰ ج ۳)

فائدہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعاء کا نتیجہ ہے کہ پھر نہ اھلِ کوفہ کسی حاکم سے خوش رہے نہ کوئی حاکم اھلِ کوفہ سے۔

مزار کا بے ادب ایک شخص حضرت عمرو بن عاص کی قبر کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ قبرستان میں آیا اور وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا پایا اور اس سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قبر کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے قبر کیطرف پاؤں سے اشارہ کیا۔ اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ مصائب میں مبتلا ہو گیا۔

فائدہ یہ ہے مزار کی گستاخ کی سزا۔ لیکن اسکی سزا کیا ہو گی جس نے صحابہ کرام اور اھلِ بیت عظام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور اولیائے عظام کی قبور کو پامال کیا اور عذر یہ کہ حضور علیہ السلام نے تسویۃ القبور کا حکم فرمایا تھا۔

گستاخِ صحابہ کو قبر نے بھی قبول نہ کیا ایک شیعہ ابن ھیلان نامی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا اور سبّ بکتا تھا۔ ایک روز وہ کسی دیوار کو توڑ رہا تھا کہ اچانک وہی دیوار اسپر گری اور مر گیا اسے مدینہ منورہ میں جنۃ البقیع میں دفنایا گیا لیکن دوسرے دن قبر کھودی گئی تو وہ اپنی قبر میں نہ پایا گیا اور نہ ہی اسکی قبر کا نشان رہا۔ بلکہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اسکی قبر کو کھود کر لاشے باہر نکالا گیا ہے لیکن قبر کی ہیئت کذائیہ اپنے حال پر باقی تھی کہ جس سے کھود کر لے جانے کا نشان بھی نہیں ملتا تھا۔ اسے علاقہ کے بہت سے لوگوں نے دیکھا اور قاضی جمال الدین بھی تشریف لائے۔

اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا بلکہ دُور دُور سے لوگ چل کر اس منظر کو دیکھنے کے لئے حاضر ہوئے یہاں تک کہ وہ واقعہ بہت دُور تک پھیل گیا اور ایک عرصہ تک اُس کا چرچا رہا۔

(روح البیان پ)

فائدہ:۔ عام قبور (اہلِ ایمان) کی تعظیم ضروری ہے۔

گستاخانِ اہلِ بیتؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے نزدیک ازواج مطہرات بھی اہلِ بیت ہیں اور اہلِ بیت یعنے آل النبی و ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہم پر واجب ہے کیونکہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے ضمن میں آپ کے اہلِ بیت جو کہ جگر گوشہ ہیں اور ازواجِ مطہرات جو اُمہات المومنین ہیں کی تعظیم و توقیر اور اُن کا ادب و احترام بھی لازم اور ضروری ہے ۔ ان حضرات قدس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترغیب دی ہے اور جس پر سلف صالحین عمل پیرا رہے ہیں چونکہ حق تعالیٰ عز اسمہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ماسوا ہر چیز سے زیادہ برگزیدہ فرمایا ہے اور بہت بڑے فضائل سے آپ کو مخصوص فرمایا ہے تو آپ کی برکت سے یہ فضیلت ہر اس شخص کو شامل ہے جو نسب ونسبت وصحبت قریب، قریب یا بعید سے آپ کے ساتھ منتسب ہے، حقیقت میں ہر اُس شخص سے محبت لازمی ہے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھتا ہے ۔ چنانچہ اہلِ بیت اطہار سے محبت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبّت رکھنے کی بناء پر ہے جس طرح کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ہے یہی حال ان سے بُغض وعداوت رکھنے میں ہے (العیاذ باللہ) ——— قاعدہ ہے کہ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ ہر اُس چیز سے محبت رکھتا ہے جو محبوب سے نسبت و علاقہ رکھے اور ہر اُس شئے سے دُشمنی وبیزاری ہوتی ہے جو محبوب سے بیگانہ یا اس کا مخالف ہو ۔

نقشہ اہلِ بیتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والد ماجد حضرت عبد اللہ بن حضرت عبد المطلب

والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنتِ وہب

ازواجِ مطہرات

نمبر شمار	اسم گرامی	نام قبیلہ
۱	اُم المومنین سیدہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد	.
۲	اُم المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت سیدنا امام صدیق اکبرؓ	بنو تمیم
۳	〃 〃 〃 حفصہؓ 〃 〃 عمر فاروقِ اعظم شہیدؓ	بنو عدی
۴	〃 〃 〃 ام حبیبہؓ 〃 〃 ابوسفیانؓ	بنو امیہ
۵	〃 〃 〃 ماریہ قبطیہؓ	
۶	〃 〃 〃 سودہؓ بنت زمعہ	بنو لوئ
۷	〃 〃 〃 زینبؓ بنت خزیمہ	بنو ہلال
۸	〃 〃 〃 ام سلمہؓ بنت ابی امیہ سہیل	بنو مخزومہ
۹	〃 〃 〃 زینب بنتؓ جحش	بنو اسد
۱۰	〃 〃 〃 جویرہؓ بنت حارث	بنو المصطلق
۱۱	〃 〃 〃 میمونہؓ بنت حارث	ہنو ہوزان
۱۲	〃 〃 〃 صفیہؓ بنت حی بن اخطب	ہارونیہ
۱۳	〃 〃 〃 ریحانہؓ بنت زید	قطریہ

اولاد رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم

صاحبزادگان

نمبر شمار	اسمِ گرامی	کیفیّت
۱	قاسم رضؓ	بچپن میں وفات پائی
۲	عبد اللہ رضؓ	″ ″ ″ ″
۳	طاہر (طیبؓ)	″ ″ ″ ″
۴	ابراہیم	″ ″ ″ ″

صاحبزادیاں

نمبر شمار	اسمِ گرامی	کیفیّت	قبیلہ
۱	سیّدہ زینبؓ	زوجہ سیّدنا حضرت ابو العاص شہید جنگِ یمامہ ذوالنورؓ	اموی
۲	″ رقیہؓ	″ امام شہید مظلوم سیّدنا حضرت امام عثمان ذوالنورینؓ	اموی
۳	″ فاطمہؓ	″ سیّدنا حضرت امام حیدر شہیدِ ذوالنورؓ	ہاشمی
۴	″ ام کلثوم	″ امام شہیدِ مظلوم سیّدنا حضرت امام عثمان ذوالنورینؓ	اموی

بناتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادیں

نواسے

نمبر شمار	اسمِ گرامی
۱	حضرت علی رضؓ شہیدِ جنگِ یرموک بن سیّدنا ابوالعاص شہید ذوالنور رضؓ
۲	حضرت عبداللہ بن امام شہیدِ مظلوم سیّدنا امام عثمان ذوالنورین رضؓ
۳	سیّدنا امام حسن رضؓ شانِ اتحاد و اخلاص بن سیّدنا امام علی حیدر شہید ذوالنور رضؓ
۴	سیدنا حسین رضؓ شہیدِ کربلا بن سیّدنا امام علی حیدر شہید ذوالنور رضؓ

نواسیاں

نمبر شمار	اسمِ گرامی
۱	سیّدہ امامہ رضؓ بنت سیّدنا ابوالعاص شہید ذوالنور سیدنا امام علی حیدر شہید ذوالنور رضؓ
۲	سیّدہ ام کلثوم رضؓ بنت سیّدنا امام علی حیدر شہید ذوالنور رضؓ زوجہ سیّدنا امام عمر فاروقِ اعظم شہید رضؓ
۳	سیّدہ زینب رضؓ بنت امام علی حیدر شہید ذوالنور رضؓ زوجہ سیّدنا عبداللہ بن سیّدنا جعفر شہید رضؓ
۴	سیّدہ رقیہ رضؓ بنت سیّدنا امام علی حیدر شہید ذوالنور رضؓ ، بچپن میں وفات پائی ۔

سرپرست سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حضرت عبدالمطلب (آنحضرت کے دادا) نے ۸ سال تک پرورش کی۔

(۲) —— حضرت زبیر (آنحضرت کے تایا) نے ۲۲ سال کی عمر تک کفالت و سرپرستی کی۔ ان کی سرپرستی میں جنگِ فجار میں آنحضرت ؐ نے بعمر ۱۷ سال شرکت کی (۳) —— جناب ابوطالب نے ۲۵ سال کی عمر تک یعنی ۳ سال تک (انصاب الاشراف بلاذری ج اوّل ص ۸۵ مطبوعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اعلانِ نبوّت کے بعد

—— مُسلم ——

۱ - اسد اللہ و شیرِ خدا سیّد الشہدا سیّدنا حضرت امیر حمزہ رضؓ شہید غزوہ احد

۲ - ابوالفضل سیّدنا عباس رضؓ، خلافتِ عباسیہ ۱۲۳ھ - ۶۵۶ھ ۵۳۳ برس قائم رہی۔

—— غیرمسلم —— -

۳ - عبدمناف، یعنی —— (ابوطالب) ——————

۴ - عبدالعزیٰ، یعنی —— (ابولہب) —— کافر

فضائلِ اہلِ بیتِ عظّام

(۱) ــــــ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ یَدْخُلْ ــــ شفَاعَتِیْ وَلَمْ تَنَلْہُ مُوَدَّتِیْ (رواہ الترمذی)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عربوں سے بُغض رکھا میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اس کو میری مؤدت میسّر نہ ہوگی۔

(ف) اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرب کا خواہ کوئی بھی باشندہ ہو اس کا رتبہ روحانی اعتبار سے بہت بُلند ہے اور اس سے خیانت کرنے والا حضور کی شفاعت اور مودّت سے محروم ہے لہٰذا وہ اہلِ بیت جنہیں بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قُرب اور نزدیکی میّسر ہے ان کے مراتب، وخصائل کی بُلندی کا کیا کہنا، پس اہلِ بیت عظّام کے مناقب کا اندازہ حدیث مذکور کی روشنی میں کرنا چنداں مُشکل نہیں۔

(۲) ــــــ حضور پُرنور سیّدنا یوم النشور احمد مجتبیٰ، محمّد مُصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، "میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے۔ ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۱۔ کتاب اللہ ۲۔ آل۔"

(۳) ــــــ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ دُعا رُکی رہتی ہے جب تک کہ مجھ پر اور میرے اہلِ بیت پر درود نہ پڑھا جائے (رواہ الدیلمی مشکوٰۃ)

(۴) ــــــ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ نے آیت وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا[۱] کی تفسیر میں فرمایا کہ ہم ہی حَبْلُ اللہ ہیں۔

---

[۱] اللہ کی رسی مضبوط پکڑو، متفرّق نہ ہو جاؤ۔

(۵) ـــــــــ "دیلمی" سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام "فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے ساتھ محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے نجات عطا فرمائی۔

(۶) ـــــــــ امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس نے اِن سے محبت رکھی اور ان کے والد اور والدہ سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(ف) کتنی خوش قسمتی ہے کہ محبانِ اہلِ بیت کی کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بہشتی ہونے کی بشارت دی ہے۔

اہلِ بیت شیعہ کی طرح صِرف سادات کو سمجھنا گمراہی ہے سادات کرام کے ساتھ دیگر ان افراد کو اہلِ بیت میں شامل رکھنا ضروری ہے جنکی فہرست فقیر نے نقشہ میں عرض کر دی ہے اور جو انمیں سے مرتد ہو جائے وہ اہلِ بیت سے خارج ہو جاتا ہے

اہلِ بیت سے

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

یہ حقیقت ہے کہ محبوب کا محبوب بھی پیارا ہوتا ہے اور محبوب کے محبوب سے محبوب ہی کی محبت کی خاطر اور زیادہ محبت کی جاتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آل اور اپنی اولاد سے جس قدر محبت تھی وہ ظاہر ہے اگر حضور کی خدمت میں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ آجاتی تھیں تو جوشِ محبت میں حضور بے تابانہ کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کے ہاتھ کو بہ شفقت پدری بوسہ دیتے اور اپنے پاس بٹھاتے۔ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے عقدِ ثانی کا ارادہ کیا، آنحضرت کو اس کا علم ہوا تو بیقرار ہو گئے، منبر

پر اسی وقت ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، جو اسے اذیت پہنچائے گا۔ وہ گویا مجھے اذیت پہنچائے گا۔ حضرات حسنین سے آپکو والہانہ محبت اور شفقت حد درجہ کی تھی، روزانہ انہیں دیکھنے جاتے، دوش مبارک پر لئے پھرتے، منہ چومتے اور انہیں جنت کے شگفتہ پھول کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ ان کے رونے کی ہلکی سی آواز آپکو بے چین کر دیتی، سجدہ میں یہ بچے پشت انور پر سوار ہو جاتے اور آپ سجدہ میں انکی خاطر تاخیر فرما دیتے بعض اوقات منبر پر رونق افروز ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہوتے کہ سامنے دونوں بچے لڑکھڑاتے نظر آتے تو خطبہ چھوڑ کر منبر سے نیچے اُتر آتے اور انہیں اپنے پاس بٹھا لیتے —— غرض اہلِ بیت سے آپ کی پدرانہ شفقتیں عشق کے انتہائی درجہ تک پہنچی ہوئی تھیں یہ تو زندگی کے واقعات ہیں دیکھنے والوں نے واقعہ کربلا کے روز عالم رؤیا میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشانی میں میدان کربلا سے شہداء کا خون صاف کرتے پھرتے تھے اور چہرہ مبارک سے حزن وملال کے آثار نمایاں تھے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بُغض رکھنے والوں کی سخت سزا مقرر فرمائی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی —— چنانچہ قاتلینِ امام رضی اللہ عنہ میں سے کوئی زندگی کے لُطف نہ اُٹھا سکا ایک ایک کر کے سب کا نشان مٹ گیا۔ ان کے انتقام میں منتقم حقیقی نے کم وبیش ڈیڑھ لاکھ بدبختوں کا خون پانی کی طرح بہایا۔ کوئی شقی پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرا کوئی کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ کسی کو قولنج کا مرض ہوا۔ الغرض خالق کائنات نے ان کی زندگیوں کو یکے بعد دیگرے صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کر دیا۔ ان سب کے لئے دنیا بھی دوزخ کا نمونہ بن گئی ایمان کھو بیٹھے، اموال لُٹ گئے، گھر منہدم ہو گئے، جائدادیں اور حکومتیں ختم ہو گئیں۔ آنکھوں کے سامنے جوان جوان بیٹے ذبح کئے گئے، نہ تاجدار رہے نہ سرداران کی تمام شان وشوکت خاک میں مل گئی، بالآخر انہیں قبروں میں بھی چین نہ مل سکا۔ نسلیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ختم کی گئیں۔

لاشیں قبروں سے نکال کر سر دار لٹکائی گئیں۔ جیسا کہ ان کی گواہی اسلامی تاریخ دے رہی ہے۔

آلِ رسول کی محبّت اور عقیدت کے احکام

جو خُدا اور رسول کے اتنے محبوب ہیں ان کی محبّت اور احترام رکھنا ضروری ہے معمولی بات ہے کہ ہمارے سامنے جب کوئی ہمارے بزرگوں یا ہماری اولاد کی تعریف کرتا ہے تو ہمیں اس سے کتنی خوشی ہوتی ہے اس طرح اگر خُدا اور اس کے رسول کے محبُوب لوگوں کا احترام کیا جائے تو کیا یہ خوشنودئ خدا اور رضائے مصُطفےٰ کے حُصول کے مترادف نہ ہوگا اور جب یہی خوش ہیں تو پھر اس کے بعد مومن کو اور کس بات کی حاجت رہ جاتی ہے؟

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے واضح الفاظ میں فرمادیا تھا کہ جس نے حُسین سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے حسین سے دشمنی رکھی اُس نے مجُھ سے دشمنی رکھی یہی نہیں بلکہ موقعہ پر یہ بھی فرمایا "حُسین مجھ سے ہے اور میں حُسین سے ہوں۔ جو حُسین کو دوست رکھتا ہے۔ خُدا اُسے دوست رکھے گا پھر ایک دفعہ خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا: کہ جس نے مجُھ سے اور میری آل سے بُغض رکھا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن یہودی اُٹھائے گا" ـــــ کتنی سخت وعید ہے اس سے صاف واضح ہے ۔ آلِ رسول اور سادات کرام سے عناد اور اذیّت رسانی سلبِ ایمان کا باعث ہے اور ایسے شخص پر غضبِ خداوندی نازل ہوتا ہے ـــــ اور محبّت افزائش ایمان کا باعث بن جاتی ہے۔ ارشاد مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہے کہ: "میرے اھلِ بیت ہی کی وجہ سے لوگوں کے دِلوں میں ایمان داخل ہوتا ہے ہر چیز کی ایک بُنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بُنیاد حُبّ رسول اور حُبّ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ہے۔

نوٹ:۔ جب سے تحریکِ وہابیت نے زور پکڑا ہے تب سے ہر معظّم و مکرّم اور محترم

کے اعزاز و اکرام کا تصوّر ذہنوں سے اُترنے لگا ہے کیونکہ وہابیت تعظیم و تکریم محبوبانِ خُدا کو شرک سمجھتی ہے، حالانکہ محبُوبانِ خدا کی تعظیم و تکریم رُوحِ اسلام ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا :

وَمَنْ یُعَظِّمْ شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

اور آدابِ سادات بھی اسلام کے شعائر سے ہے۔

سادات کا اَدب

جب بھی کوئی کسی ـــــ سیّد کا اَدب کرتا ہے تو وہ اَدب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خوشنودی و رضامندی کا باعث بن جاتا ہے۔

(۱) ـــــ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : ـــ کچھ لوگ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ جن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسین اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، سب آلِ رسول اور خاندانِ رسول سے تھے، چنانچہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس خیمہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلِ بیت ہیں میں اس خیمہ کے مکینوں سے صُلح رکھنے والوں کے ساتھ صُلح کرنے والا اور ان سے جنگ کرنیوالوں کے ساتھ جنگ کرنیوالا ہوں جو نیک بخت ہو گا وہ انہیں دوست رکھے گا اور جو شقی و بدبخت ہو گا وہ انہیں دوست نہیں رکھے گا۔

(۲) ـــــ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا کرتے تھے : " جو میرے اہلِ بیت کی حفاظت کرے گا اس کے لئے میں نے خدائے قدیر سے مغفرت کا عہد لیا ہے اور وہ یقیناً بخشا جائے گا۔"

(۳) ـــــ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرَوی ہے کہ رسولِ کریم نے فرمایا کہ " تمہارے درمیان میرے اہلِ بیت ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل میں بابِ توبہ تھا کہ جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا۔"

(۴) ـــــ فرمایا کہ میرے اہلِ بیت کشتیٔ نوح کی طرح ہیں کہ جو اس پر سوار ہو

گیا بچ گیا اور جو اس سے الگ رہا غرق ہو کر ہلاک ہوا۔

فائدہ مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں آلِ رسول کی عظمت اور بزرگی کا اندازہ کیجئے اور ان بدبختوں کی حالت پر غور کیجئے جنہوں نے امام حسینؓ کو بڑی بیدردی کے ساتھ ذبح کیا اور خاندانِ رسول کے بچّہ بچّہ کو مُرغِ بسمل کا نمونہ بنانے میں سعی بیدریغ سے کام لیا۔

وراثتِ یزید آج بھی بعض ناسمجھ سادات کے حسب و نسب میں اشتباہ کا اظہار کر کے انکی عیب جوئی کرتے رہتے ہیں اور یہ کہنا ان کا معمول بن گیا ہے کہ بعض سیّد شریعت مصطفوی سے ہٹ کر کام کرتے ہیں۔ ہمیں اس سے کیا تعلّق، کیا واسطہ، کوئی جھوٹ بولتا ہے، کوئی غلط گوئی سے کام لیتا ہے تو اس کا وبال خود اس کے سر ہے ہمیں اشتباہ اور طعنہ زنی سے کیا غرض؟ ہم جو عزّت کرتے ہیں وہ اس خون کی کرتے ہیں جو انکی رگوں میں دوڑ رہا ہے جو خود کو سیّد کہلائے حقیقت میں خواہ وہ سیّد ہو یا نہ ہو پھر بھی ہمارے نزدیک قابل احترام و ادب ہے کیونکہ ہمیں اپنی نیّت کا ثواب ہوگا۔ اسے اپنی بدعملی کی سزا ملے یا معاف ہوجائے۔ مسئلہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سادات کے لئے یوں ہو کہ اگر کسی سیّد میں کوئی غیر اسلامی بات دیکھتا ہے تو اسے احسن طریقے پر یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ نقص اسکی شخصیّت سے دُور ہوجائے اگر نرمی سے درخواست کی جائے اور وہ ایک بُرائی کو ترک کردے تو اس کا نتیجہ یقیناً مؤثر ہوگا۔

سیّد کی نکتہ چینی پر پیغمبری عتاب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مشہور ولی گزرے ہیں ایک روز عارفانہ شان سے مسجد سے جو نکلے تو ایک سیّد زادے نے بڑھ کر کہا اے ہندو زادے! میں فرزندِ رسول ہوں، دن بھر کی مشقّت کے بعد بمشکل روزی نصیب ہوتی ہے اور آپ ہندو زادے ہو کر امیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں فرمایا: تمہارے باپ آلِ رسول میں سے

تھے۔ میرا باپ گمراہ تھا۔ میں نے تمہارے باپ کی میراث حاصل کر کے یہ رُتبہ پایا اور تم میرے گمراہ باپ کی میراث حاصل کر کے خوار ہوئے کہ نہ پڑھا نہ لکھا اور نہ اپنے اخلاق و اطوار کی پاسداری کی۔ اسی شب کو خواب میں حضور پاک کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں تو نے ہمارے فرزند پر ایسی نکتہ چینی کر کے اچھا نہیں کیا اسی رات کو اس سیّد زادے نے بھی خواب میں دیکھا کہ حضور فرما رہے ہیں بیوقوف! اگر تو اچھے خصائل کا مالک ہوتا تو کیوں دوسروں کو شکوہ کرنے کا موقعہ دیتا۔ صبح اُٹھ کر حضرت عبداللہ اس سیّد زادے کی تلاش میں نکلے اور اس سے معافی مانگی ادھر اُس نے بھی توبہ کر لی اور پرہیز گار بن گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(ف) —— اس واقعہ کو مدِّنظر رکھ کر ہم سوچیں کہ ہم گنہگاروں کی حیثیت کیا ہے کہ بیشتر اوقات سیّدوں پر اعتراض کرنے سے نہیں چوکتے اور تلخ کلامی تک اُتر آتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تو بڑے مقبول بارگاہِ ایزدی تھے مسلمانوں کو ایسے معاملات میں خاص احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ اور سیّد زادے بھی سوچیں کہ وہ بدعملی کی وجہ سے دربارِ رسالت سے کتنا دُور ہیں؟

سیّد کے احترام سے جُنید پہلوان قُطب زمان بن گیا:

بادشاہ کا درباری ایک نہایت نامور اور ممتاز تنومند پہلوان تھا۔ ایک روز ایک نحیف الجثہ شخص نے اسے کشتی کا چیلنج کیا، بادشاہ نے کہا تو کیا مذاق کرتا ہے؟ اپنے جسم کو تو دیکھ وہ کہنے لگا۔ آپ کیا خیال فرما رہے ہیں میرے ایک داؤ کے حریف بھی آپ کے پہلوان نہ بن سکیں گے۔ پہلوان صاحب بھی جوش میں آگئے چونکہ مقابلہ حیرت انگیز تھا کیونکہ دونوں پہلوان متضاد قوت کے مالک تھے۔ اس لئے تماش بینوں کا جمِ غفیر جمع ہو گیا۔ دونوں پہلوان لنگوٹ کس کر جب دنگل میں اُترے تو لوگوں کی دلچسپی کمال کو پہنچ گئی۔ قوی ہیکل پہلوان جب حریف پر برق کی سُرعت کے ساتھ جھپٹا تو دوسرے نے آہستگی سے کان میں کہہ دیا کہ" میں فرزندِ رسُول ہوں"۔ یہ الفاظ سُنتے ہی درباری پہلوان کا سارا جوش

سر د پڑ گیا ۔ اور ایک منٹ میں چت ہو گیا (گر گیا) ـــــ فضا تالیوں سے گونج اٹھی ۔ قوی الجثہ پہلوان کو بڑی ذلت کا سامنا کرنا پڑا ۔ بڑے بڑے امراء اور درباری موجود تھے بادشاہ کو باور نہ ہوتا تھا کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے ؟ حقیقت حال دریافت کی ، پہلوان نے تمام واقعہ سنایا ، بادشاہ پر بھی رقت طاری ہو گئی اور اس کا عہدہ بڑھا دیا ۔ بولے کہ مجھے غیرت آئی کہ فرزند رسول کو میں پچھاڑ دوں ، میں نے عزت و ذلت کی کوئی پرواہ نہ کی اور بچھڑ گیا ۔ اسی شب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت ہی خوش ہیں اور فرما رہے ہیں تو نے ہمارے فرزند کی عزت کا پاس کیا ہم نے تیری مغفرت کے لئے دعا کی جو مقبول ہو گئی ، پھر دنیا نے دیکھا اور جس کو ہم سب تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت جنید تمام اولیاء کرام کے سرتاج بنائے گئے ۔ جنید آج سید الطائفہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ۔

امام شافعی اور احترام سید

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے سامنے ایک مکان کے اوپر بچے کھیل رہے تھے آپ کبھی بیٹھتے تھے کبھی اٹھتے تھے ، لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے ؟ فرمایا ایک صاحبزادے سید ان میں کھیل رہے ہیں جب وہ میرے سامنے آجاتے ہیں تو میں تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں ۔

فائدہ

سید بدمذہب (مرزائی ، وہابی ، شیعہ ، دیوبندی) ہو جائے یا کوئی اور ایسا مذہب اختیار کرے جس سے ارتداد لازم آئے تو وہ سیادت کی نسل و نسب سے منقطع ہو جاتا ہے ۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے فتاویٰ مبارکہ میں اس مسئلہ کو دلائل سے ثابت فرمایا ہے منجملہ ان دلائل کے ایک یہ بھی ہے کہ وراثت سے محروم ہے اور یہی اسکی وراثت اہل اسلام کو ملتی ہے مزید تحقیق فتاویٰ رضویہ شریف اور فقیر کی کتاب " بے ادب بے نصیب " میں ہے ۔

امام اہلِ سُنت شاہ احمد رضا اور آدابِ سادات

ذیل میں ہم اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے آداب سادات کے واقعات عرض کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ کبر سنی کے عالم میں آپ کے عقیدت مند آپ کو پالکی میں بٹھا کر کہیں لے جا رہے تھے۔ کہاروں نے پالکی اٹھائی ہوئی ہے، چند قدم آگے چلتے ہیں کہ پالکی سے آواز آئی کہ پالکی روک دو۔ پالکی رکھ دی گئی۔ حضرت اضطراب کے عالم میں پالکی سے باہر نکلے، کہاروں کو قریب بُلایا، بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ آپ لوگوں میں سے کوئی آلِ رسُول تو نہیں۔ آپ نے جدِّ اعلیٰ کا واسطہ دے کر فرمایا۔ سچ بتائیے۔ میرے ایمان کا ذوقِ لطیف تنِ جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ اچانک ان کہاروں میں سے ایک کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ پیشانی سے غیرت و پشیمانی کی لکیریں اُبھر آئیں۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جُھکائے دبی زبان میں کہا، حضور! میں اس چمن کا مُرجھایا ہوا پھول ہوں۔ جس کی خوشبو سے آپ کی مشامِ جاں معطّر ہے۔ رگوں کا خُون نہیں بدل سکتا۔ اس لئے آلِ رسُول ہونے سے اِنکار نہیں۔ اپنی برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے چند ماہ سے آپ کے شہر میں آیا ہوں۔ ذریعۂ معاش کوئی نہیں تھا، پالکی اُٹھانے والے لوگوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے۔ ہر روز ان کے ساتھ آکر بیٹھ جاتا ہوں۔ اور شام کو اپنی مزدوری لے کر بال بچّوں کا پیٹ پالتا ہوں۔ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالمِ اسلام کے مقتدر امام احمد رضا کی دستارِ فضیلت اس کے قدموں پر ہے۔ اور پُرنم آنکھوں سے التجا ہو رہی ہے۔ معزز شہزادے میری گستاخی معاف کر دو۔ لاعلمی میں خطا سرزد ہو گئی ہے۔ غضب ہو گیا کہ جن کے کفشِ پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ ان کے کندھے پر سواری کر لی قیامت کے دن اگر کہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھ لیا کہ اے رضا! کیا میرے فرزند کا دوشِ نازنین اس لئے تھا کہ تیری سواری کا بوجھ اُٹھائے۔ تو میں کیا جواب دوں گا؟

حاضرینِ عشق کی ناز بَرداریوں کا یہ رِقّت آمیز منظر دیکھ رہے ہیں، آخر ایک التجائے شوق پیش کی کہ شہزادے! اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اپنے کاندھے پہ اُٹھاؤں، ہزار انکار کے باوجود آخر سیّد زادے کو عشق جنون کی ضد ماننی پڑی۔ اہلِ سُنت کا جلیل القدر امام کہاروں میں شامل ہو کر اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز سنبھالے حبیب کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں میں نثار کر رہا ہے —— اللہ اکبر! یہ ایمان افروز منظر دیکھ کر یقیناً کدورتوں کا غبار چھٹ گیا ہوگا اور غفلتوں کی آنکھ کھُل گئی ہو گی۔

مسائلِ عاشورا۔

عموماً آج کل محبت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام حُبِّ اہلِ بیت پڑ گیا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے جیسا کہ تفصیل سے عرض کیا گیا ہے۔ ذیل میں عاشوراء کے متعلق مسائل عرض کئے جاتے ہیں تاکہ عوام بہت سے اغلاط سے محفوظ ہو جائیں۔

مسئلہ عاشورا کے دن نہانا، دوستوں، عزیزوں اور قرابت داروں کی ملاقات کے لئے جانا، طعام وغیرہ میں توسیع جائز ہے جبکہ بد مذاہب، شیعہ و خوارج سے تشبیہ مدِّنظر نہ ہو، جیسے نصاریٰ اور مجبوں کے عیدوں کے ایام میں اتفاقیہ طور پر یا کسی مصلحت کے تحت اچھا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ان سے تشابہ مطلوب نہ ہو۔

تنبیہ عاشورا یا محرم کی پہلی تاریخوں میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعات بالخصوص ایسے واقعات جو رونے رلانے والے ہوں اور ان سے شہدائے کربلا کے منافی بیانات ہوں، بیان نہ کئے جائیں تاکہ روافض سے تشبیہ نہ ہو۔ (اس مرض میں اہلسنّت بالخصوص مبتلا ہیں[۱]) البتہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ بیان کرنے کا ایک طریقہ جو قہستانی نے باب الکراہتہ میں بیان فرمایا کہ اگر ان دنوں میں حسین رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر اور انکی شہادت کے واقعات بیان کرنا ہیں تو ان کے ذکرِ شریف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

---

[۱] جیسے شیعہ اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کی بیبیوں کے نام لے کر انکی بے پردگی کا تذکرہ کرتے ہیں ہمارے بعض جاہل واعظین بھی ....

فضائل وکمالات اور ان کی شہادت کے واقعات بھی بیان کئے جائیں۔ (جیسے حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سوانح کربلا (کتاب) میں طریقہ لکھا ہے) تاکہ روافض سے تشابہ نہ ہو۔ [۱]

تنبیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ مواعظ ومقرر پر بالخصوص اور عوام پر بالعموم حرام ہے کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس کے جھگڑوں اور نزاعی باتوں کا ذکر کریں کیونکہ اسطرح سے ان سے سوئظنی اور ان پر طعن وتشنیع کا دروازہ کھلتا ہے جبکہ وہ دین کے بہت بڑے ستون تھے۔ اگر کسی وقت ان کے باہمی منازعات ومخاصمات کا ذکر چل نکلے تو ایسا پہلو اختیار کیا جائے کہ ان کے علو شان پر دلالت کرے یا کم از کم اسے خطائے اجتہادی (جیسے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے) پر محمول کیا جائے کیونکہ ان کے اختلافات مبنی بر دین و دیانت تھے نہ کہ برائے طلب دنیا اور ریاست وحکومت، جیسا کہ دین سے عشق رکھنے والے کو معلوم ہے۔

انتباہ اِن دنوں تعزیہ نکالنا، ماتم کرنا، سیاہ لباس پہننا سخت گناہ ہے بلکہ ماتم کے تماشہ پہ جانا شیعہ جیسے مراسم کرنا جرم عظیم ہے اِن دنوں قرآن مجید اور کلمہ وخیرات وصدقات شہدائے کربلا و دیگر نیک ارواح کو بخشتے ہیں ترقی درجات اور رزق میں صد برکات نصیب ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم اہلِ سنت ماتم کی بجائے خیرات و صدقات کی بہتات کرتے ہیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کا انجام قاتلِ حسین کا انجام بہت بُرا ہوا، اور وہ مرتے ہی اپنے ہم جنسوں سمیت جہنم میں چلا گیا ـــــ کسی شاعر نے کہا: ؎

---

[۱] دیوبندیوں کے قطب العالم رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں علی الاطلاق ان دنوں ذکر حسین کو ناجائز لکھا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۱۲

لا بد ان ترد القیامۃ فاطم
و قمیصھا بدم الحسین ملطخ
ویل لمن شفعاؤہ وخصماؤہ
والصور فی یوم القیٰمۃ ینفخ

ترجمہ: بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خون آلود قمیص قیامت میں لائیں گی۔ پھر اس وقت بُرا حال ہوگا ان کا جو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوئے، اس دن جبکہ قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔

حدیث شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنم میں ایک صندوق میں بند ہوگا اور اسے تمام دنیا کا نصف عذاب ہوگا۔

ابتداء واقعہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ انسان العیون میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے خط لکھے کہ آپ تشریف لائیے ہم آپ کی بیعت کرلیں گے۔ حضرت حسین نے کوفہ جانے کا قصد کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ نے روکا اور فرمایا: وہ لوگ بڑے غدّار ہیں، انہوں نے آپ کے والدِ گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور آپ کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ سے دھوکہ کرکے بہت رُسوا کیا۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک نہ مانی اور کوفے کو روانہ ہوئے۔ آپ کی روانگی پر حضرت ابن عباس اور دوسرے مسلمان بہت روئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی روانگی سے پہلے حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو جائزہ لینے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت امام مسلم کے پہنچتے ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی، بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ لوگوں نے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں پہنچے تو عبداللہ بن زیاد نے یزید کی طرف سے بیس ہزار جنگجو تیار کرلئے۔ ان میں اکثر وہ تھے جنہیں بڑے بڑے انعامات کا

وعدہ دیا گیا۔ ان بدبختوں کے دل سے آخرت کا خوف جاتا رہا۔ جب یزیدی لشکر نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گھیرا تو آپ نے انکی کثرت کو دیکھ کر فرمایا کہ تین شرطوں میں سے کسی ایک پر عمل کر دو:

۱۔ مجھے واپس حرمین شریفین جانے دو۔

۲۔ تمہارے ساتھ میرا جھگڑا نہیں مجھے کسی دوسرے علاقے میں جانے دو۔

۳۔ یزید کی ملاقات کا موقع دو تاکہ میں اس سے بات کر لوں۔

لیکن ان بدبختوں نے ایک نہ مانی اور آپ کو جنگ کرنے پر مجبور کر دیا اور کہا کہ ہم ابن زیاد کے حکم کے پابند ہیں۔ یا پھر آپ یزید کی بیعت کا اقرار کریں۔ لیکن آپ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اس پر جنگ ہوئی یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ آپکا سر تن سے جدا کر کے ابن زیاد کے ہاں لے گئے۔ یہ سانحہ عاشورا کے دن سنہ ۶۱ھ میں ہوا۔

ف: روضۃ الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ کی قبر مبارک کربلا (عراق) میں ہے۔ اور آپکا سر مبارک دمشق کی ایک مسجد میں ہے۔ (روح البیان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی اُمت میں خوب خونریزی ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہونے دو۔ اُنہوں نے میرے نواسے کو شہید کر ڈالا۔ انہیں میری نسبت کی بھی شرم وحیا نہ آئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کربلا

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایک روز جنگِ صفین کے موقع پر کربلا سے گزرے تو ایک لمحہ کے لئے یہاں ٹھہر کر پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ عرض کی گئی: اسے کربلا کہتے ہیں۔ کربلا کا نام سُن کر آپ خوب روئے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے اور

فرمایا : ابھی میرے ہاں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور بتایا کہ میرا لختِ جگر (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) فرات کے کنارے کربلا نامی دھرتی پہ شہید ہو گا، چنانچہ وہاں کی مٹی مجھے دی گئی۔ میں نے اسے سونگھا۔ اس لئے میری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔

کربلا کی مٹی اور علمِ غیبِ نبوی ﷺ

مروی ہے کہ مذکورہ بالا مٹی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شیشی میں رکھوا دی اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ مٹی اس دھرتی کی ہے جہاں میرا لختِ جگر حسین (رضی اللہ عنہ) شہید ہو گا۔ جب یہ مٹی اسی شیشی میں سرخ ہو جائے گی تو یقین کر لینا کہ میرا حسین (رضی اللہ عنہ) شہید ہو گیا۔ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ مٹی سرخ ہو گئی اور کسی سے غائبانہ آواز میں یہ اشعار سنے : ؎

ایھا القاتلون جھلا حسینا

ابشروا بالعذاب والتذلیل

قد لعنتم علیٰ لسان ابن داؤد

وموسےٰ وحامل الانجیل

ترجمہ : اے جہالت سے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والو! اٹھو تمہیں بڑا عذاب اور ذلت و خواری ہو گی ـــــ اس سے قبل تم پر ابن داؤد، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام نے لعنت کی۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : یہ اشعار سن کر میں زار زار رونے لگی۔

اعجوبہ

مروی ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان پر سرخی پھیل گئی۔ حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان پر شفق کے ساتھ سرخی پہلے ادوار میں نہیں ہوتی تھی۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شروع ہوئی۔

نکتہ : ابن الجوزی یہاں پر ایک بہترین نکتہ لکھتے ہیں وہ یہ کہ جب کسی کو سخت غصہ

آتا ہے تو سُرخی اس کے چہرے سے ٹپکتی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا۔ لیکن چونکہ وہ جسمانیت سے پاک اور منزّہ ہے اسی لئے اپنے غضب کی علامت آسمان سے ظاہر فرمائی تاکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت دنیا والوں کو معلوم ہو۔

اعجوبہ | شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے دن جس پتھر کو اُٹھایا جاتا وہی خون سے لبریز ہوتا۔

قاتلانِ حسین کے بدانجام کی تفصیل | ابوالشیخ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے میں شریک تھے یا معین و مددگار تھے ان میں سے ہر ایک فرداً فرداً گندی موت مرا۔ ایک بوڑھے نے یہ روایت سُنی تو کہا کہ میں بھی تو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا مجھے تو آج تک کچھ نہیں ہوا۔ یہ کہہ کر وہ اُٹھا تاکہ چراغ بجھانے، اچانک آگ نے بوڑھے پر حملہ کر دیا۔ ہائے آگ، ہائے آگ کہتا ہوا بھاگا لیکن آگ تو اس کے رگ و ریشے کو جلا رہی تھی۔ اس نے آگ سے بچنے کے لئے دریائے فرات میں چھلانگ لگا دی لیکن آگ نے اسے وہاں بھی نہ چھوڑا۔ آخر ہائے آگ ہائے آگ کہتا ہُوا مرا۔ ان میں سے بعض بدبختوں کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ بعض مارے گئے۔ بعض اندھے ہو گئے۔ بعض کی نوکریاں چھن گئیں وغیرہ۔

سبق | اہلِ بیت نبوی کے دشمنوں سے دُور رہنا لازمی ہے کیونکہ ان سے دوستی کرنا اہلِ بیت سے دشمنی کرنے کا دُوسرا نام ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اہلِ بیت کی عزّت و عظمت کو جگہ دے اللہ تعالیٰ انہیں عزّت و عظمت بخشے گا۔

حدیث شریف | حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین۳ باتوں کا خیال رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دین کی حفاظت فرمائے گا۔ اور جو انکی حفاظت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نہ اس کے دین کی حفاظت نہیں کریگا

وہ تین ؎ یہ ہیں ۔

۱۔ حرمت الاسلام

۲۔ حرمت نبی آخر الزماں

۳۔ حرمت اہل بیت (قرابت دار حضور علیہ السلام)

جو شخص میری عزت اور انصار و عرب کا احترام نہیں کرتا وہ ان باتوں میں سے ایک کے ساتھ ضرور متعلق ہے ۔

۱۔ منافق ہے ۔

۲۔ ولد الزنا ہے ۔

۳۔ حیض و نفاس یا ناپاکی کے دوران اس کا نطفہ ٹھہرا ہے

(رُوح البیان و صواعق محرقہ ابن حجر)

؎ در کار دیں زمردم بے دین مدد مخواہ
از ماہ منخسف مطلب نور صبحگاہ

ترجمہ :۔ دینی امور کی مدد بے دین سے نہ چاہو خسف کی راتوں میں چاند سے صبح کی روشنی مت چاہو ۔

گُستاخ ولد الزنا ہیں یا حرام زادے

مذکورہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ محبوبانِ خُدا کے گُستاخ یا ولد الزنا ہیں یا حرام زادے ، فقیر نے آزمایا ہے ۔ ناظرین بھی آزمائیں ایسے ہی جو نیک خاندان سے بدمذہب وہابی ، شیعہ ، دیوبندی ، مرزائی وغیرہ ہو جاتا ہے تو اس کے نطفے میں بگاڑ ہوتا ہے ۔ اگر زنا کا نطفہ نہ ہو گا تو اپنے باپ کا وہ نُطفہ ہو گا ۔ جو بحالت حیض و نفاس ماں کے پیٹ میں ٹھہرا ہے یا والدِ گرامی کی سُستی سے جماع کے بعد بلا غسل و بلا وضو ، دُوسرے جماع کے دوران ٹھہرا ہے (اسے ولد الحرام سے تعبیر کیا گیا ہے) اس دوران نُطفہ ٹھہرنے سے بچے میں بدمذہبی اور فسق و فجور اور ظلم و

جرائم پیشہ اور ام الصبیان کے حملوں کا امکان ہوتا ہے۔[1]

دشمنانِ اہلِ بیت کا انجام برباد

عبداللہ ابن حصین جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا پیاسا تھا۔ میدان جنگ میں آپ کو للکارتے ہوئے کہنے لگا۔ اے حسین! اب پانی تو تمہارے لئے آسمان کے جگر کی طرح نایاب ہو گیا ہے۔ اور قسم بخدا تو پانی کے ایک قطرے کے بغیر پیاسا مر جائے گا حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے اللہ! اسے پیاسا ہی مار دے۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا بارگاہ الٰہی میں مستجاب ہوئی کہ وہ بار بار پانی پیتا مگر پیاس نہ بجھتی بالآخر اسی حالت میں مر گیا۔

وزعہ تباہ

منقول ہے کہ ایک شخص جس کا نام وزعہ تھا بہت بدبخت و نامراد تھا اس نے حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مارا جو آپ کے تالو میں لگا جس وجہ سے آپ پانی نہ پی سکے۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ اے اللہ! اسے پیاس سخت سے مار۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ خبیث چیخ و پکار کرتا اور کہتا تھا کہ میرے پیٹ میں آگ بھڑک رہی ہے اور میری پیٹھ میں برف لگی ہوئی ہے۔ وہ اپنے سامنے برف اور پنکھے رکھتا اور پیچھے پیٹھ پر آگ کی بھرپور انگیٹھی رکھتا اور پکار کر کہتا مجھے پانی پلاؤ۔ اس کے سامنے ستو۔ پانی اور دودھ کا اتنا بڑا برتن لایا جاتا کہ اگر پانچ آدمی پیئے تو ان کے لئے کافی ہوتا وہ بدبخت اکیلا ہی پی جاتا اور پکار پکار کر کہتا کہ میں پیاس سے مر رہا ہوں۔ اسے اسی طرح پانی پلایا جاتا رہا۔ چنانچہ اس بدبخت کا پیٹ اونٹ کی طرح بڑھ گیا۔

---

[1] آج کل ہمارے بھائی شرع مطہرہ کے اصول سے غفلت برتنے کی وجہ سے اولاد کو جس طرح جن رہے ہیں وہ ظاہر و عیاں ہے۔ فقیر اویسی کیا عرض کرے۔ خدا تعالیٰ ہدایت دے۔ (آمین)

اور جب تک زندہ رہا اسی مرض میں مبتلا رہا۔

قاتلانِ امام عالی مقام کا انجام تباہ

ایک بوڑھا بدبخت جس نے حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شامل تھا اُسے پتہ چلا کہ جن لوگوں نے قتلِ حسین میں شمولیت کی ہے وہ اپنی موت سے پہلے ضرور مصائب میں گرفتار ہوں گے۔ وہ بوڑھا کہنے لگا کہ میں بھی کربلا میں موجود تھا مجھے تو آج تک کوئی تکلیف نہیں آئی۔ یہ کہہ کر دیا ٹھیک کرنے کے لئے اُٹھا آگ بھڑک کر اُسے لگ گئی۔ وہ زور زور سے چلّا رہا تھا۔ آگ، آگ اور مرتے دم تک ایسے ہی واویلا کرتا رہا۔

قاتلانِ امام کا ذبح ہونا

منقول ہے کہ ایک شخص جو دشمنانِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تھا بوقت شہادت حاضر تھا۔ اندھا ہو گیا۔ اس سے اندھا ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ اپنے بازوؤں سے قمیص پیچھے ہٹائی ہوئی ہے اور امام عالی مقام کے دس قاتل آپ کے سامنے ذبح ہوئے پڑے ہوئے ہیں۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے دیکھا تو مجھے لعنت کرتے ہوئے خفگی کا اظہار فرمایا کہ محض اس جرم پر کہ میں نے مخالفت نہ کرتے ہوئے بھی اس لشکر میں شامل ہو کر تعداد تو بڑھا دی تھی۔ پھر آپ نے خونِ حسین کا ایک سرے کی سلائی میری آنکھوں میں لگا دیا جب صبح بستر سے اُٹھا تو خود کو اندھا پایا۔

چہرے کا سیاہ ہو جانا

منقول ہے کہ ایک بدبخت شخص نے حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کے گلے سے باندھ دیا۔ کچھ دِنوں کے بعد اس بدبخت کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ اس سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ تو تو ایک خوبصورت نوجوان تھا یہ کیسے ہو گیا۔ بدبخت کہنے لگا کہ جب سے میں نے امام عالی مقام کا سر مبارک اُٹھایا تو

ہر رات دو آدمی آتے ہیں مجھے کندھے سے پکڑتے ہیں، پھر مجھے بھڑکتی ہوئی آگ کے پاس لے جاتے ہیں۔ مجھے اس میں دھکیلنا چاہتے ہیں مگر میں پیچھے ہٹتا ہوں۔ مجھے آگے کھینچتے ہیں۔ اب میری یہ حالت ہے کہ میرا چہرہ سیاہ ہوگیا پھر وہ بدبخت بری موت سے مرا۔

ازالۂ وہم

فقیر نے اہل بیت کے باب میں صرف اور صرف یعنے اکثر حسین رضی اللہ عنہم کا بیان کیا ہے اس لئے کہ ہمارے دور میں امام حسین وآلِ حسین اور سادات کرام کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے اور انکی تحقیر وتذلیل میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے اور یزید کی محبت وعقیدت پر اسی طرح دلائل قائم کئے جاتے ہیں جیسے ہم آلِ حسین اور سادات کرام کی محبت وعقیدت کے لئے دلائل وبراہین قائم کرتے ہیں، اسی طرح سے آلِ نبی واولادِ علی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے اگرچہ دراصل کمی سادات کرام کی بھی ہے کہ وہ کردار واعمال میں اتنا گھٹیا پڑ گئے ہیں کہ کردار میں ہر گھٹیا سے گھٹیا انسان سادات خود کو بہتر سمجھتا ہے اور علم سے اتنا دور ہو گئے ہیں کہ گویا یہ ان کا ترکہ نہیں، اور بدکردار اور بدمذہبوں کی نظروں خود کو بہت گرا دیا ہے، کاش! سادات کرام اہلِ علم وعمل ہوتے تو آج رافضیوں خارجیوں کے سامنے ہم خدام شرمسار نہ ہوتے۔

اہلِ بیت کے ادب والوں کو انعام

ذیل میں ہم چند حکایات عرض کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اہلِ بیت کی عزت کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا انعام نصیب ہوتا ہے ـــــــــ

ایک سیدہ خاتون کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک کا معمول تھا کہ وہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جبکہ میرا حج کا سال تھا، میں

پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادہ سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے ہیں، پہنچا تاکہ اونٹ خریدوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ گڑھے پر ایک مری ہوئی بطخ پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی اس کے پر نوچ رہی ہے میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کر رہی ہے۔ وہ کہنے لگی جس کام سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں اسکی تحقیق کی کیا ضرورت ہے مجھے اس کے کہنے سے کچھ فکر ہوا تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا وہ کہنے لگی، تمہارے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا۔ میں سیدانی ہوں میرے چار لڑکیاں ہیں ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں چکھا، ایسی حالت میں مردار حلال ہے۔ یہ بطخ لے جا کر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی۔ ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلا، اس نے پھیلائی، میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں اسکی گود میں ڈال دیں۔ وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ میں وہ اشرفیاں ڈال کر اپنے گھر چلا آیا اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب حجاج فراغت کے بعد واپس آئے تو میں ان سے ملا۔ جس سے میں ملتا اور یہ کہتا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہارا حج قبول کرے وہی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول کرے۔ اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہاں ہاں فلاں جگہ تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں بڑی حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے ایک رات کو حضور صلی اللہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبد اللہ! تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے، اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرنا یا نہ کرنا۔

[(فضائل حج) —— زکریا کاندھلوی — اور
رسالہ "ہفت روزہ "خدام الدین"، لاہور]

فائدہ :۔ یہ واقعہ اسلاف رحمہم اللہ کی کُتب میں بھی موجود ہے، لیکن ہم نے مخالفین کی کتاب اور رسالہ سے نقل کیا تاکہ سَند رہے خدّام الدین نے حکایت نقل کرنے کے بعد لکھا کہ اس واقعہ میں ہمارے اور آپ کے لئے کئی پہلو ایسے ہیں۔ جو سبق حاصل کرنے کے ہیں۔ مُصیبت زَدہ لوگوں کی مَدد کرنا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کو کتنا پَسند ہے۔ اور یہ عمل دینی اعتبار سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی کتنا بُلند اور اجر و ثواب کا باعث ہے لیکن ہمارے اندر جہاں اور بہت سی خرابیاں ہیں وہاں ہم نے دُوسروں کی مَدد کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔

۳۔ تبصرہ اُویسی غفرلہٗ نہ صرف مذکورہ فائدہ حاصل ہُوا بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سادات کی تعظیم و تکریم پر کتنا بڑا انعام نصیب میں ملا کہ ہر سال حضرت عبد اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ ہمیشہ حج پڑھتا رہے گا۔

۴۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سادات کی تعظیم و تکریم پر خوش ہو کر دعائیں دیتے ہیں اور آپکی الحمد للہ ہر دعا مُستجاب ہے۔

۵۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر امتی کے حال سے باخبر ہیں آپ پر کسی کا حال مخفی نہیں خواہ وہ عمل اتنا پوشیدہ ہو کہ سوائے اس کے اور کسی کو معلوم نہ ہو اسی لئے ہم کہتے ہیں ؎

فریاد جو اُمتی کرے حالِ زار میں
نہیں ممکن کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

۶۔ اسی معنیٰ پر حُضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم علمِ غیب کلّی کا عالم اور حاضر و ناظر اور عالمِ کائنات میں متصرّف باذن اللہ و عطاءٖ مانتے ہیں۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم اور ادب کا کعبہ معظمہ کے سامنے عجیب نظارہ!

جب ہشام بن عبد الملک اپنے والد کے دور میں حج پڑھنے گیا طواف کرتے ہوئے کوشش کی کہ حجرِ اسود کو بوسہ دے لیکن نہ دے سکا اس کے لئے کرسی بنائی گئی جس پر بیٹھ کر حُجاج کے ہجوم کو دیکھا اس کے ساتھ اعیان دولت و ارکان مملکت بھی تھے لیکن لوگوں نے کوئی پرواہ نہ کی اچانک سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ حسین و جمیل تھے آتے ہی طواف کرنے لگے۔ جونہی آپ حجرِ اسود کے قریب پہنچے تو لوگ آپ کے لئے خود بخود حجرِ اسود سے دُور کھڑے ہو گئے تاکہ آپ، آسانی سے حجرِ اسود کو بوسہ دے سکیں یہ منظر دیکھ کر ہشام نے شامیوں سے پوچھا یہ بزرگ، کون ہیں جنکی ہیئت سے لوگ حجرِ اسود کو چھوڑ کر ان کے لئے فارغ کر دیا اس نے عمداً کہہ دیا۔ نامعلوم یہ کون ہے اس خطرہ سے کہ اہل شام ان سے وابستہ نہ ہو جائیں۔ فرزدق شاعر نے کہا اجازت ہو تو میں ان کا تعارف کراؤں شامیوں نے کہا ضرور تعارف کرائے فرزدق نے بہت بڑا قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار تبرکاً حاضر ہیں ے

هذا ابن خير عباد الله كلهم هذا التقي النقي الطاهر العلم

هذا الذي تعرف البطحاء وطابه والبيت يعرفه والحل والحرم

ترجمہ: یہ انکی اولاد سے ہیں جو تمام مخلوق سے افضل ہیں یہ پرہیزگار اور ظاہراً باطناً پاک مشہور و معروف بزرگ ہیں یہ وہ ہیں جن کے قدوم میمنت لزوم کو بطحا، پاک اور مکّہ اور حل و حرم کا ذرّہ ذرّہ جانتا ہے۔

فرزدق کو قید از ہشام اور اہلِ بیت سے انعام

ہشام غصّہ سے بھر گیا اسی لئے فرزدق کو قید کرا دیا جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے بارہ ہزار درہم بطورِ عطیہ بھجوائے

لیکن فرزدق نے اِنکار کر دیا اور کہا کہ میں نے بلا کسی طمع ولالچ کے آپکی منقبت پڑھی تھی۔ آپ نے پھر دوبارہ بھیج کر فرمایا۔ تیری نیت کو اللہ جانتا ہے میں نے بھی اس ارادہ پر نہیں بھجوائے کہ تو نے ہمارا قصیدہ پڑھا بلکہ ویسے احسان ومروت کے طور حاضر ہے۔ ویسے تجھے اللہ بڑا اجر عطا فرمائے کہ تو نے بلا طمع ولالچ ہماری منقبت پڑھی۔ فرزدق کو جب آپکا والا نامہ پہنچا تو اس نے والا نامہ کو چوما اور عطیہ پاس رکھ لیا۔

عباس رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے کا ادب کرنا

شعبی سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسکے بعد انکی سواری کے لئے اونٹ لایا گیا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی نکیل پکڑی اس پر حضرت زید نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے میری رکاب چھوڑ دیجئے (کیونکہ مجھے آپکی قرابت رسول سے شرم آتی ہے) اور حضرت ابن عباس نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم عالموں کی قدر ومنزلت کریں پھر حضرت زید نے اُتر کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیتِ رسول کی تعظیم وتوقیر کریں (مدارج النبوۃ)

فوائد:۔ ۱۔۔۔۔ صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کے پیشِ نظر ادب کر رہے ہیں یہی ہمارا مطلب ہے کہ نسبت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب التعظیم ہے اور وہی حضرت زید نے کیا کہ اونٹنی سے اُتر کر ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

۲۔۔۔۔ بوسۂ معظمات سُنّتِ صحابہ ثابت ہوا

۳۔۔۔۔ اہلِ بیت کا اطلاق نہ صرف آلِ فاطمہ رضی اللہ عنہم کے لئے ہے بلکہ جملہ اقاربِ رسول مع ازواج رضی اللہ عنہم پر اِن کا اطلاق ہوتا ہے۔

۴ ـــــ اہلِ علم کی تعظیم وتکریم اہلِ بیت کا شیوہ ہے جو اہلِ بیت ہونے کا مدّعی ہو یا بہت بڑے مراتب دنیوی یا دینی کا حامل ہو کر اہلِ علم کی عزّت نہ کرے وہ متکبر ہے۔

ماں کا مارا

سبکو معلوم ہے کہ ماں باپ کا گستاخ کبھی نہیں بخشا جاتا جب تک (ماں باپ راضی نہ ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ بے ادب لوگ تو اسطرف توجہ نہیں دے رہے ہمارے عوام بھی انہی کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں حالانکہ واضح مسئلہ ہے ہمارے ماں باپ محبوبانِ خدا بالخصوص انبیاء صحابہ واہلِ بیت واولیاء کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اب ایک ماں کے گستاخ کا حال پڑھیئے۔ ابن حوشب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ :-

میں ایک بار ایک علاقہ سے گزرا، وہاں ایک قبرستان تھا عصر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک قبر شق ہو گئی اور اس میں سے آدمی نکلا اس کا سر گدھے کا تھا مگر جسم آدمی کا تھا وہ قبر سے نکل کر تین بار گدھے کی طرح چیخا اور پھر قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہو گئی میں نے اہلِ قبیلہ سے اس قبر والے کا حال پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ شرابی تھا جب اسکی ماں اسے نصیحت کرتی تو وہ کہتا کہ خواہ مخواہ تو گدھے کی طرح چیختی ہے۔ چنانچہ وہ عصر کے بعد مر گیا اور ہر روز عصر کے بعد اسکی قبر شق ہوتی ہے اور وہ تینؔ بار چیختا ہے۔

مقامِ غور

جب ماں کے گستاخ اور بے ادب کا یہ حال ہے تو بتایئے انبیاء بالخصوص امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام و اولیائے کرام کے بے ادب و گستاخ کا کیا حشر ہو گا؟ وما علینا الا البلاغ۔

گستاخانِ
اَولیاء و عُلماء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ہ

حضرت الامام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ نے تفسیر روح البیان میں لکھا کہ منکرین اولیاء
ہامان نمرود و فرعون اور جادوگروں کے نقش قدم پہ چل رہے ہیں۔

یہ لوگ اولیاء اللہ سے بدظن کرنے میں طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ
اللہ کے نور کو پھونک مار کر بجھا دیں ، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اسکے پیاروں کے
انوار تا قیامت چمکتے رہیں ۔ کسی نے اِس مضمون کی ترجمانی یوں کی ہے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلان ، ہرگز نمیرد

ترجمہ : اگرچہ زمانہ سارا مٹ جائے لیکن مقبولان خدا کا چراغ ہرگز نہ بجھے گا

مثنوی شریف میں ہے ؎

ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو ؛ شمع کے میرد بسوزد پوز او

ترجمہ :۔ جو بھی اللہ کی شمع بجھانے کے لئے اسپر پھونک مارتا ہے شمع نے کیا
بجھنا ہے اُلٹا اسکی ناک جل جائے گی ۔

ف :۔ سورج کو اللہ نے بلندی پر بنایا اب کسے طاقت ہے کہ وہ اسے نیچے گرا سکے ،
ایسے ہی مٹی کو اللہ نے سفلی بنایا ہے اب کون ہے جو اسے علوی بنا سکے ۔ مولانا جامی قدس سرہٗ
نے فرمایا ؎

پستست قدر سفلہ اگر خود کلاہ جاہ ، براوج سلطنت زند از گردش زمان
سفلیست خاک اگرچہ بر مقتضائے طبع ، ہمراہ گرد باد کشد سر بر آسمان

ترجمہ:- کمینہ نہایت ہی پست قدر ہے اگرچہ بظاہر کتنا ہی بلند قدر رہو۔ یہاں تک کہ اسے گردش زمان سلطنت کی بلندی پر بٹھا دے۔ مٹی اگرچہ بظاہر کم مرتبہ ہے لیکن اسے اسی تواضع پر ہوا اُڑا کر آسماں کی طرف لے جاتی ہے

اَولیاء کرام کے لئے عوام کو ہدایات

چونکہ اولیاء کرام کا فیضان تا قیامت جاری رہے گا اسی لئے ان کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ چند ہدایات ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ ہمعات میں لکھتے ہیں:

"ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ ومواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بر تعظیم آثار واولاد ومنتسبان ایشاں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ پابندی سے مشائخ کا عرس منانا انکی مزارات کی پابندی سے زیارت کرنا فاتحہ صدقہ اور انکے آثار اولاد اور نسبت رکھنے والوں سے مکمل توجہ کا برتاؤ کرنا ثواب ہے۔

علاوہ ازیں: اہلسنّت کے مراسم ومعمولات کا اثبات مخالفین اور ہمارے مقتدر پیشوا سے ثابت ہوئے۔ مثلاً ــــــــــ

۱۔ عرس ۲۔ زیارت قبور اولیاء کا التزام ۳۔ انکے صدقہ وخیرات مثلاً گیارہویں شریف وغیرہ کا اہتمام ۴۔ ان کے متعلقات مثلاً مزارت اور غلاف اور چوکھٹ وغیرہ کی تعظیم وتکریم ۵۔ انکی اولاد وخلفاء ودیگر منتبین کا احترام وغیرہ

مشائخ کی مساجد کی تعظیم وتکریم وتبریک

ہم اہلسنت اولیائے کرام کی مساجد ودیگر قدیم آثار سے پیار کرتے اور انکی زیارت کو جاتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی متوفی ۱۱۷۴ھ

فیوض الحرمین صؔ۲ میں لکھتے ہیں :

من اراد ان یحصل لہ ما للملاء السافل من الملائکۃ فلا سبیل الی ذلک الا اعتصام الطھارات والحلول بالمساجد القدیمۃ التی صلّی فیھا جماعات من الاولیاء :

ترجمہ : جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے وہ مقام حاصل ہو جائے جو فرشتوں کے نچلے طبقہ کا ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ پاکیزگی کو لازم پکڑے اور پرانی مساجد میں جائے جہاں بزرگانِ دین نے نمازیں ادا کی ہیں۔

فوائد

۱ــــ حدیث شریف میں صرف تین مساجد کو جانے کے سوا باقی مساجد کو سفر کر کے جانے کی نفی ہے لیکن شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی مساجد کی حاضری کو ملکی درجہ عطا فرما رہے ہیں۔ اب مخالفین جانیں اور شاہ صاحب۔

۲ــــ اولیائے کرام جہاں عبادات میں مشغول رہتے ہیں وہ مقامات مقدس متبرک ہوتے ہیں اور ان سے برکات تاقیامت حاصل کئے جاسکتے ہیں اسی لئے ہم محبوبانِ خدا کے مزارات کے علاوہ ان کی عبادت گاہوں کو بھی مقدس سمجھتے ہیں حضور معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کی اعتکاف گاہ حضور داتا اقدس سرہٗ کے ساتھ تاحال زیارت گاہ ہے اور اس سے بھی اھلِ ایمان فیوض و برکات پاتے ہیں۔

مشائخ و اولیاء کے تبرکات کا مرتبہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ :

ان الانسان اذا صار محبوباً فکان منظور اللحق وللملاء الاعلیٰ عروساجمیلا فکل مکان حل فیہ انعقدت و تعلقت بہ ھمم الملاء الاعلیٰ وانساق الیہ افواج الملائکۃ وامواج النور لا سیما اذا کانت رحمۃ

تعلقت بهذا المکان و العارف الکامل معرفة وحالؑ له همة یحل نظر الحق یتعلق باهله وماله وبیته ونسله ونسبه وقرابته و اصحابه یشمل المال والجاه وغیرہ ویصلحها فمن ثمه تمیزت مآثر الکمل من مآثر غیرهم

(فیوض الحرمین ص۴۹)

انسان جب مقامِ محبوبیت پر پہنچ جائے تو وہ حضرت حق میں منظور رہوتا ہے اور ملاءِ اعلیٰ کے لئے دلہن کی مانند ہوتا ہے پھر ہر وہ جگہ جس میں وہ اترے گا اس کے ساتھ ملاءِ اعلیٰ کی ہمتیں وابستہ ہونگی۔ فرشتوں کی فوجیں اور نور کی موجیں اسکی طرف متوجہ ہوں گی بالخصوص جب اس کی ہمت اس مکان سے متعلق ہوگی اور وہ عارف جو معرفت اور حال میں کامل ہوتا ہے اسکی ہمت میں حق تعالیٰ کی ایسی نظر ہوتی ہے جو اس کے اھل مال، گھر، نسل، نسب، قرابت، دوست، مال وجاہ وغیرہ سب ہی کا احاطہ کر لیتی ہے اور ان تمام چیزوں کی اصلاح کرتی ہے اس لئے کاملین کے آثار دوسروں کے آثار سے ممتاز ہوتے ہیں۔

فائدہ اسپر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں اھل فہم اور دانشمند کے لئے شاہ صاحب کے اتنے الفاظ کافی ہیں اور ضدی اور ہٹ دھرم کا نہ ماننا اس کی بدقسمتی کی علامت ہے۔

مشائخ اولیاء کی نشستگاہ کی تعظیم وتکریم اور تبرّک

امام احمد بن محمد مصری مالکی معاصر شیخ محقق دہلوی رحمہما اللہ نے کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں امام اجل خاتمۃ المجتہدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ کا ایک کلام نفیس تبرک بہ آثار امام شیخ الاسلام ابوزکریا نووی قدست اسرارہم ہیں، نقل فرمایا کہ :

وحکی جماعة من الشافعیه ان الشیخ العلامة

تقی الدین ابا الحسن علیا السبکی الشافعی لما تولّی تدریس
دار الحدیث بالاشرفیة بالشام بعد وفات الامام
النواوی ھذا من یفتخر به المسلمون خصوصاً الشافعیة
أنشد لنفسه و فی دار الحدیث لطیف معنی الی بسط
لھا اصبو و اٰوی لعلی ان امس وجھی مکانا مسّه
قدم النواوی واذا کان ھذا اٰثار من ذکر فما بالك
باٰثار من شرف الجمیع به :

شافعیہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ تقی الدین سبکی امام نواوی کی وفات کے بعد شام کے دار الحدیث میں درس حدیث کے لئے مقرر کئے گئے۔
بالخصوص شافعیہ یہاں تدریس کو ایک عظیم اعزاز سمجھتے تھے۔ اشعار کہتے کہ دار الحدیث میں ایک لطیف خصوصیت ہے اس کے بچھونوں کی طرف مائل ہوں شاید میری جبین ناز کو اس مقام پر لگنا نصیب ہو جہاں نووی کے قدم لگے ہوں۔ تو جب علماء کے آثار کا یہ حال ہے تو اس ذات کے آثار کا کیا حال ہو گا جن سے تمام کو شرف حاصل ہوا۔ (یعنی حضور علیہ السلام کے نعلین پاک کا نشان۔

فائدہ : تبرکات کے متعلق مزید فقیر کی کتاب "البرکات فی التبرکات" پڑھئے۔ یہی بنیادی مسائل ہیں جن میں ہمارا اور وہابیوں، دیوبندیوں کا اختلاف ہے وہ محبوبانِ خدا (صلی اللہ نبینا وعلیہم وسلم) کے تبرکات و آثار کے دشمن ہیں اور ہم انہیں جان سے عزیز تر سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ترکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام و دیگر محبوبان خدا کے تبرکات و آثار کی جان سے بھی زیادہ حفاظت کی لیکن نجدی نے تمام تبرکات و آثار سے جڑ سے اکھیڑ ڈالے۔ اسی سے ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دیوبندی وہابی نجدی کے چیلے ہیں اور ہم محبوبانِ خدا کے عُشاق !

اصحابِ کہف کی بے اَدبی سے موت

مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روم میں جنگ کے لئے تشریف لے گئے آپ کا اسی کہف سے گزر ہوا تو کہنے لگا کاش! ان حضرات سے حجّ ب اُٹھ جاتا تو ہم انکی زیارت کر لیتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم کون لگتے ہو ان کو دیکھنے والے تمہارے سے افضل و اعلیٰ ذات یعنے سرکار کائناتِ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انکے دیکھنے سے روکا گیا تھا۔

کما قال تعالیٰ لو اطلعتَ عَلَیْھِمْ لَوَلّیتَ مِنْھُمْ فِرَاراً

حضرت امیر معاویہ ان کے روکنے سے نہ رُکے اور کہا میں ان کے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں چنانچہ چند آدمی اس غار میں داخل کئے اور حکم دیا کہ انہیں دیکھ کر انکی کیفیت ہمیں بتلاؤ جب وہ اس غار میں داخل ہوئے تو ایسی زوردار ہوا چلی جس سے اندر داخل ہونے والے سب کے سب جل کر راکھ ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ ہوا نے انہیں جلانے کے بجائے غار سے باہر پھینک مارا۔

سوال :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غار میں داخل ہونے کی ممانعت کا حُکم کہاں سے لیا حالانکہ صریح ممانعت تو آیت میں نہیں ہے ؟

جواب :۔ آیت سے یہ معنی دِلالۃً ثابت ہوا وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایسی ہیبت رکھی ہے کہ دیکھنے والا انہیں پُورے طور نہیں دیکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے روکنے پر نہ رُکے کیونکہ صریح ممانعت تو تھی نہیں اور دلالۃً جو معنے ثابت ہوتا ہے اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ اطلاع کی ممانعت صرف ان کے اس زمانہ تک محدود تھی جب وہ تین سو سال کے بعد اُٹھے اور لوگ ان کے حالات سے آگاہ ہوئے اور پھر ان کے دوبارہ آرام فرمانے پر ان کے اُوپر مسجد بنائی۔ لیکن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے تاقیامت پہ محمول فرمایا (اور یہی قول مبنی بر صواب اور حق

ہے ——— (رُوح البیان پ ۱۵)

امام اعظم (رضی اللہ عنہ) کی بے اَدبی سے انجام بد

سیّد ابوبکر غزنوی اپنے والد مولانا داؤد غزنوی کی "سوانح حیات" کے ص۱۹۱ پر یہ واقعہ درج کرتے ہیں ۔

مفتی محمد حسن صاحب نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنوی کا ایک واقعہ سُنایا۔ واقعہ یوں ہے کہ امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی۔ اس محلہ کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی۔ وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی عبدالعلی نے کہا "ابوحنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ اُنہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور ان سے کہیں زیادہ مجھے یاد ہیں"۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سُنی تو ان کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہوگیا، اُنہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسہ سے نکال دو۔ وہ طالب علم مدرسہ سے نکال دیا گیا۔ تو مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا۔ "مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مُرتد ہوجائے گا۔"

مفتی محمد حسن صاحب راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل وخوار کرکے مسجد سے نکال دیا۔

ولی کی دُشمنی

اس واقعہ کے بعد کسی نے مولوی کے متعلق مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا۔ "حضرت آپ کو کیسے علم ہوگیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا۔" فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اسکی گستاخی کی اطلاع ملی تو اسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی۔

من عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنته بالحرب (حدیث قدسی)

جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں "۔ ـــــــ میری نظر میں امام ابو حنیفہ ولی اللہ تھے۔ جب اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لئے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے؟"

گستاخ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا انجام بر باد

امام اعظم کی شان گرامیٔ قدر میں گستاخی کرنے والے کا کیا حشر ہوا۔

کہ اس کو اس کی سب سے بڑی متاع دولتِ ایمان سے محروم کر دیا گیا۔ اور اہل محلہ نے اس کو ذلیل و خوار کر کے دھکے دے کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ بے ادب غیر مقلدین سے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ اس عبرت ناک واقعہ کو آویزۂ گوش بنائیں اور امامِ اعظم کی شان میں تقریر و تحریر کی گستاخانہ جسارتوں کے ارتکاب سے احتراز کریں۔ ورنہ اپنے عبرتناک انجام اور المناک حشر کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ مولانا سیالکوٹی کے الفاظ میں "اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران و نقصان ہے۔" (تاریخ اہلحدیث ص۲)

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اپنی مشہور تصنیف "تاریخ اہل حدیث" میں لکھتے ہیں:

"ہر چند میں سخت گناہ گار ہوں، لیکن ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبداللہ، عبید اللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور مولانا حافظ عبد المنان صاحب مرحوم محدّث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے کو پہنچ چکی ہے کہ بزرگانِ دین خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسن عقیدت نزولِ رحمت کا ذریعہ ہے۔ اس لئے بعض اوقات خداوند تعالیٰ اپنے فضلِ عظیم سے کوئی فیض ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے۔"

بَدظنی کی سزا

اس مقام پر اسکی صُورت یُوں ہے کہ جب میں نے ایک مسئلہ کے لئے کتب متعلقہ المارے سے نکالیں اور حضرت امام ابو حنیفہ سے متعلق تحقیقات کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دِل پر کچھ غبار آ گیا. جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سُورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے گھُپ اندھیرا چھا گیا. گویا "ظلمٰتٌ بعضُھا فوقَ بَعضٍ" کا نظارہ ہو گیا معاً اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے. اِس سے استغفار کر. میں نے کلماتِ استغفار دُہرانے شروع کئے. وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے. اور ان کی بجائے ایسا نُور چمکا کہ اُس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا. اسوقت سے میری حضرت امام صاحب سے حُسنِ عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو امام صاحب سے حُسنِ عقیدت نہیں کہا کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ عالمِ بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا. اِس میں مجھ سے جھگڑنا بے سُود ہے.

(ھٰذا واللہ ولی الھدایہ. تاریخ اہلِ حدیث ص۱۰۲)

درسِ عبرت

امام الائمہ، سراج الامت، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف بَدگمانی اور سوءظن کے جذبات پیدا ہونے سے کیا بھیانک نتیجہ ظاہر ہوا. مولانا میر سیالکوٹی کے قلب میں امام اعظم کے بارے میں بَدظنی کے خیالات پیدا ہوتے ہی بطورِ سزا ان کی آنکھوں کی بصارت سَلب کر لی جاتی ہے اور "ظُلُمٰتٌ بَعضُھَا فَوقَ بعض" کا منظر پیش کرتی ہے. اور جب وہ اس بَدگمانی سے تائب ہوتے ہیں. تو فوراً اندھیرے کافور ہو جاتے ہیں. امام اعظم کی شانِ اقدس میں گستاخی اور دریدہ دہنی کرنے والے حضرات ان اسباق کو پڑھ کر اصلاحِ احوال کی کوشش کریں اور اپنی بے قابو زبانوں کو لگام دیں.

انبیاء علیہم اولیاء کرام کا گستاخ حرام زادہ

قطع نظر غیر مقلدین (جو کہ انبیاء اولیاءؑ اولیاء کے دیوبندیوں سے زیادہ منہ پھٹ ہیں) کے اپنے اعتراف و اقرار کے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ بے ادب اور گستاخ ولدالزنا یا کم از کم ولدالحرام ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ کا ایک مشاہدہ ملاحظہ ہو۔

حرامزادے کی نشانی

منقول ہے کہ چند اطفال ایک جگہ گیند کھیل رہے تھے اتفاق سے گیند امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جماعت حاضرین میں جا گری مگر وہاں کوئی لڑکا بپاسِ ادب نہیں جا سکتا تھا ان میں سے ایک لڑکے نے کہا کہ میں لاتا ہوں چنانچہ وہ گستاخانہ چلا گیا اور گیند لے آیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے لڑکا حلال زادہ نہیں ہے، تلاش کیا تو امام صاحب کا فرمانا صحیح ثابت ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے کیسے جانا کہ یہ حلال زادہ نہیں، فرمایا کہ اگر حلال زادہ ہوتا تو اس کو حیا مانع ہوتی (اسکی تفصیل فقیر نے گستاخان اہلِ بیت کے باب میں تفصیل سے لکھدی ہے۔

امام اعظم اور ادب استاد

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بے ادب اور گستاخ کو حرام زادہ کہا اور خود ادب استاذ کے بارے میں فرمایا کہ جس دن سے حضرت حماد رحمہ اللہ نے انتقال کیا ہے جب سے ہر نماز کے بعد اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کے لئے مغفرت کہتا ہوں اور انکے گھر کی طرف میں نے کبھی اپنے پاؤں نہیں پھیلائے باوجودیکہ میرے اور انکے گھر درمیان سات کوچے واقع ہیں اور استغفار کرتا رہتا ہوں۔ اپنے جملہ اساتذہ و شاگردوں کے لئے (استاذ کے حقوق اور انکی تعظیم و تکریم کی تفصیل اور حکایات فقیر کی کتاب "العسل اللذید فی آداب التلمیذ" کا مطالعہ کیجئے۔

غلاف چور اندھا ہوگیا

چند دن کی بات ہے کہ ایک شخص نذیر احمد ولد

مولابخش ارائیں نے عباسیہ ملز رحیم یار خاں میں واقع آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سیّد دلبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک سے غلاف چُرا لیا اور فوراً ہی روانہ ہو پڑا، عین اُس وقت پتہ لگنے پر مجاور وغیرہ نے تعاقب کر کے کبیرا واہ کی پُل پر جا پکڑا، ملزم کھڑا تھا، مگر اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو چکی تھیں اس لئے چل نہیں سکتا تھا۔ دریافت پر ملزم نے خود ہی زبانی واقعہ سُنایا کہ جس وقت بد دیانتی سے میں نے غلاف چُرا لیا اور روانہ ہو پڑا۔ تو پل تک میری دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں ناچار کھڑا ہونا پڑا، قصور وار ہوں۔ اسی اثناء میں، ملز ملزمان وافسران اور دیگر سینکڑوں اشخاص نے واقعہ سنا اور دریافت کیا۔ بعد میں ملزم کو تھانہ سٹی رحیم یار خاں پیش کیا گیا۔ مقدمہ درج ہو کر ملزم طبّی معائنہ کے لئے ہسپتال بھیجا گیا۔ ڈاکٹر نے نتیجہ دیا۔ کہ ملزم کی آنکھوں کے دونوں انڈے صحیح موجود ہیں مگر بینائی بند ہے، اور یہ لا علاج ہے، دوبارہ ایم ایس نے بعد ملاحظہ یہی کچھ نتیجہ دیا جو ڈاکٹر نے دیا تھا، ملزم نے اپنا صحیح واقعہ سُنا دیا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ پھر ملزم کو چالان وعدالت کیا گیا تو وہاں جماعت اسلامی کے چند مولوی پہنچ گئے ، نذیر احمد ملزم سے اُلٹے سیدھے سوال پوچھنے شروع کر دیئے کہ تم کو پولیس نے زدوکوب کیا ہو گا۔ اور لوگوں نے مار پٹائی کی ہو گی۔ تب تمہاری بینائی بند ہو گئی ہے، ملزم نے بجواب کہا کہ اسے کسی شخص نے بھی انگل تک کا اشارہ نہیں کیا، نہ لوگوں نے مارا ہے نہ پولیس نے، میری آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں، مگر ارتکاب جرم کے فوراً بعد اندھی ہو گئیں۔ یہ صاحب مزار کی کرامت ہے۔ اسمیں کسی کا کوئی دخل نہیں۔ ہفت روزہ "الہام" بہاولپور، اپریل سنہ ۱۹۷۹ء

غلاف چوروں کا لطیفہ

پاکستان میں محکمہ اوقاف بنانے سے پہلے مزارات سے غلاف چوری زوروں پر تھی فقیر نے بچپن سے مزارات سے غلاف چوری کے خوب منظر دیکھے غلاف چور عموماً بارِیش وہابی دیوبندی ہوتے لیکن محکمہ اوقاف میں جب سے یہ لوگ بھرتی ہوئے تو مزارات کے مجاور بن بیٹھے اب

مزارات پر جا کر دیکھو تو یہ لوگ ایسے سنجیدہ نظر آئیں گے گویا پشتوں سے مجاور ہیں اور اب غلاف چوری بھی گھٹ گئی ہے کیونکہ چور اب مجاور بن گئے ہیں طرفہ یہ کہ فتویٰ بھی ہے کہ مزارات کی آمدنی خنزیر سے بھی زیادہ حرام ہے اب الحمدللہ مزارات کی آمدنی زیادہ تر یہی لوگ ہضم فرما رہے ہیں بلکہ اب تو انکی اولاد بھی مزارات کی آمدنی سے پیدا ہو رہی ہے کیونکہ اولاد جو ہر غذا سے ہی تو ہوتی ہے ۔

وزیر بے تدبیر کا انجام

صاحب روح البیان اپنی تفسیر کے گیارہویں پارہ میں لکھتے ہیں کہ :

ابراہیم وزیر نے سلطان محمد رابع کے دور میں میرے شیخ کامل قدس سرہٗ کو شہر بدر کر دیا اور آپ شہر سمنی میں چلے گئے اور اس سے قبل آپ قسطنطیہ میں مقیم تھے ، اس وزیر بے تدبیر کو چند روز کے بعد بادشاہ نے شہر بدر کر دیا ، اس کے بعد وہی وزیر بے تدبیر قتل کر دیا گیا ۔ اس کے مرنے کے بعد وزارتِ عظمٰے مصطفیٰ المعروف بابن کوپر یلی سلیمان کے دور کو منتقل ہو گئی اس بے تدبیر وزیر نے بھی کسی غرض فاسد کے تحت میرے شیخ کامل قدس سرہٗ کو جزیرہ قبرص کی طرف شہر بدر کر دیا ۔ اس وزیر کو بھی ایک سال کے اندر ہلاک کر دیا گیا اس سے تمام لوگوں کو عبرت ہوئی کہ اللہ والوں کی مخالفت و مخاصمت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ، حضرت صاحبِ روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے شیخ کی بہت فکر رہتی تھی ، جب وہ جزیرہ کی طرف شہر بدر کر دیئے گئے تو اسی اثناء میں مجھے ایک خط ملا جس میں لکھا تھا : ———

و لا تستعجل لھم کانھم یوم یرون مایوعدون

لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار بلاغ فھل یھلک الا القوم

الفاسقون :-

ترجمہ :- ان کے لئے عجلت نہ کیجیئے جب انہیں ان کے وعدہ کے مطابق سزا ملے گی تو

وہ خود کہیں گے کہ ہم گھڑی بھر ٹھہرے ہیں، یہ پیغام ربّانی پہنچ گیا اور صرف قوم فاسق ہی ہلاک ہو گی۔ اس کے بعد وہی ہوا کہ وزیر بے تدبیر مارا گیا، یہ بھی میرے شیخ کامل قدس سرہٗ کی ایک کرامت تھی۔

ولی اللہ کے گستاخ کو سزا

حضرت مخدوم شرف سمنانی رحمۃ اللہ اپنے ہمرائیوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے صوبہ بہار دریائے سون بھدر کے قریب ایک آبادی میں ٹھہرے شام کا وقت ہوا تو فقراء اور خود حضرت مخدوم رفع ضروریات کے لئے قافلہ سے باہر چلے گئے اور ایک شخص کو سامان کی نگرانی کے لئے قافلہ کی جگہ قیام پر چھوڑ دیا گیا اس علاقے کے رئیس کا لڑکا، اتفاقیہ طور پر وہاں آگیا اور اس درویش سے نہایت تذلیل آمیز گفتگو کرنے لگا اور آخر میں اُس نے ایک پتھر درویش کے سر پر مار دیا جس سے کافی خوُن بہہ گیا واپسی پر جب حضرت مخدوم کو اس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ جس جگہ دَرویش کا خوُن بہتا ہے وہاں خیر نہیں ہوتی ویرانہ ہو جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ جگہ خراب و ویران ہو گئی۔

فوائد

۱ ـــــ ولایت کی گستاخی سے تباہی و بربادی ہوتی ہے خواہ ولی اللہ بَددُعا دے یا نہ۔

۲ ـــــ اللہ والوں کو اولیاء کی عزت و عظمت کا علم ہوتا ہے۔

۳ ـــ دنیا دار اھلِ اللہ کے مقامات سے ہمیشہ بے خبر ہوتے ہیں۔

حجاج ظالم کے انجام کی کہانی

کون نہیں جانتا کہ: حجاج نے زمانۂ امن میں سوا لاکھ مُسلمانوں کو قتل کیا ـــــ اسکی موت پر حسن بصریؒ نے کہا ـــــ "مسلمانوں کا فرعون مرگیا" ـــــ اس کے متعلق مختصر تعارف ضروری ہے۔

حجاج کون

خلافت بنی اُمیہ کے حکام میں حجاج بن یوسف سے زیادہ کسی شخص

کو شہرت حاصل نہ ہوئی مگر یہ شہرت عدل و فیض رسانی کی نہیں تھی بلکہ قہر اور ظلم و زیادتی کے سلسلہ میں تھی، تاریخ میں حجاج کا قہر ضرب المثل ہے۔

یزید پلید کے بعد

قاتلِ حسینؑ یزید بن معاویہ کی موت کے بعد اموی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ یہ حجاج بن یوسف ہی تھا۔ جس نے اپنی بے پناہ تلوار اور بے روک سفاکی سے از سر نو سلطنت بنی اُمیہ کی گرتی ہوئی عمارت کو نئے سرے سے مستحکم کیا

ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ

خلفائے بنی اُمیہ کو سب سے بڑا خطرہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے تھا۔ جن کی حکومت اُموی حکومت کی حریف اور جس کا مرکز مکہ معظمہ میں تھا۔ اور جس کی سرحدیں شام تک پھیل چکی تھیں۔ لیکن حجاج بن یوسف نے اپنے جبر اور ظلم سے اس خطرہ کو ہمیشہ کے لئے دُور کر دیا اور اس ظالم حکمران نے مکہ کا محاصرہ کر لیا خانہ کعبہ پر منجنیقیں لگا کر بری طرح اس مقدس مقام پر سنگ باری کی، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو انتہائی سفاکی سے قتل کر کے اُن کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔

زبان دراز

حجاج کی تلوار جس قدر سفاک تھی اتنی ہی اس کی زبان تیز تھی چنانچہ اس نے عراق میں جو پہلا خطبہ دیا وہ عربی ادب میں مشہور ہے، اس خطبہ کے بعض جملے یہ تھے۔

میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظریں اٹھی ہوئی ہیں اور گردنیں اُونچی ہو رہی ہیں جس سے ظاہر ہے مغرور سروں کی فصل پک چکی ہے اور فصل کی کٹائی کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور میری نظریں وہ خون دیکھ رہی ہیں جو پگڑیوں اور داڑھیوں کے درمیان بہہ رہا ہے۔ حجاج نے جو کچھ اپنے خطبہ میں کہا تھا وہ کر دکھایا۔ عراق میں اس کے ہاتھوں اس بری طرح قتل ہوا کہ ہر جگہ لاشوں کے انبار دکھائی دیتے تھے۔

ظلم کی انتہا

بیان کیا جاتا ہے کہ لڑائیوں کے علاوہ حالتِ امن میں اس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل کئے تھے۔ بڑے بڑے علماء مثلاً

سعید بن جبیرؒ وغیرہ کی گردنیں اُس نے اُڑا دیں ۔ مدینہ میں بے شمار صحابہ اکرام کے ہاتھوں پر گرم گرم کرکے اس نے سیسے کی مہریں لگا دیں ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر جیسے صحابیوں کو اس نے قتل کیا ۔ موجودہ زمانے کی استعماری طاقتوں کی طرح اس کا بھی اصول یہ تھا ۔ کہ حکومت کے استحکام کے لئے ہر بات جائز ہے ۔ حکومتیں رحم و عدل سے نہیں بلکہ قہر و تعزیر سے مضبوط بنائی جاتی ہیں ۔

قہر خداوندی

اس عہد کے عارفین اور صلحاء حجاج کو خدا کا قہر اور عذاب خیال کرتے تھے ، حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے ۔ حجاج اللہ کا عذاب ہے اپنے بازوؤں کی طاقت سے اُسے دور کرنے کی کوشش نہ کرو ۔ یہی وجہ ہے کہ جوں ہی اس کی موت کی خبر سنی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز سجدے میں گر پڑے اور بے اختیار اُنکی زبان سے نکلا ۔ اس اُمّت کا فرعون مر گیا ۔

عذابِ خداوندی

یہ جابر اور ظالم انسان تمام عمر مخلوقِ خدا کے لئے عذاب بنا رہا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جب اس کا آخری وقت آیا تو خود اس پر کیا گزری ، جس موت کے گھاٹ وہ ہزاروں انسانوں کو اپنے ہاتھوں سے اتار چکا تھا جب اسی گھاٹ پہ اس کی باری آئی تو اس پہ کیا بیتی ۔

بیماری یا عذاب

عراق پر بیسؔ برس حکومت کرنے کے بعد ۵۴ سال کی عمر میں حجاج بیمار ہوا ۔ اسکی بیماری بھی بڑی عبرت انگیز ہے ، اس کے معدے میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے جو اُسے ہر وقت بے چین کئے رہتے تھے ۔ اور جسم میں اس قدر سردی دوڑ گئی تھی ۔ کہ آگ سے بھری ہوئی بہت سی انگیٹھیاں اُسکے بدن سے لگا کر رکھی جاتی تھیں ۔ مگر پھر بھی سردی میں کوئی کمی نہ ہوتی تھی ۔ اس کا جسم اگرچہ جھلس جاتا تھا ۔ مگر جسم کی برودت کم نہ ہوتی تھی ، گویا اس دنیا میں ہی اس کے معدہ میں بھی جہنم کے کیڑے پیدا ہو گئے تھے ، اور اس کے گرد بھی جہنم کی آگ روشن ہو گئی تھی غرضیکہ حجاج ناقابلِ برداشت

تکالیف میں مبتلا تھا۔

موت کے وقت

حجاج بن یوسف کو جب زندگی سے مایوسی ہوگئی تو اُس نے گھروالوں سے کہا کہ، مجھے بٹھادو اور لوگوں کو جمع کرو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جب لوگ جمع ہوگئے، تو اُس نے حسب عادت ایک بلیغ تقریر کی، موت اور اس کی سختیوں کا ذکر کیا، قبر اور اسکی تنہائی کا ذکر کیا، دنیا اور اس کی بے ثباتی پر تبصرہ کیا۔ آخرت اور اسکی ہولناکیوں کی تشریح کی، اپنے گناہوں اور ظلموں کا اعتراف کیا۔ پھر چند اشعار پڑھے، جن کا مطلب یہ تھا:

"میرے گناہ آسمان اور زمین کے برابر بھاری ہیں۔ مگر مجھے اپنے خالق سے اُمید ہے کہ وہ میرے ساتھ رعائیت کرے گا۔ لیکن اگر وہ عدل کر کے مجھ پر عذاب کا حکم دے تو یہ اس کی طرف سے ہرگز زیادتی نہ ہوگی"۔

پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ یہ موقع اس قدر درد انگیز تھا کہ مجلس میں سے کوئی بھی اپنے آنسو نہ روک سکا۔ اس نے اپنے کاتب سے خلیفہ ولید بن عبدالمالک کو خط لکھوایا:

"امابعد، میں تمہاری بکریاں چراتا تھا، ایک خیر خواہ گلّہ بان کی طرح اپنے آقا کے گلہ کی حفاظت کرتا تھا۔ اچانک شیر آیا۔ گلہ بان کو طمانچہ مارا اور چراگاہ برباد کردی۔ آج تیرے غلام پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں"۔

حسن بصری اور حجاج

حضرت حسن بصریؒ عیادت کو آئے تو حجاج نے اُن سے اپنی تکالیف کا ذکر اور شکوہ کیا تو اُنھوں نے کہا۔ میں تجھے منع نہیں کرتا تھا کہ نیکوکاروں کو نہ ستا مگر افسوس تو نے نہیں سُنا۔ اب اس کی سزا بھگت

حجاج کی خُفگی

حجاج نے خفا ہوکر کہا۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اس مُصیبت کو دُور کرنے کے لئے دُعا کرو، بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ خدا جلد میری رُوح قبض کرے، اب زیادہ عذاب کے بَرداشت کی مجھ میں طاقت نہیں اور یہ کہہ کر بے اختیار رونے لگا۔

ابومنذر کا وعظ

اسی اثنا میں ابومنذر یعلی مزاج پرسی کے لئے آئے اور پوچھا۔ حجاج موت کے سکرات اور سختیوں میں تیرا کیا حال ہے۔؟ حجاج نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ اے یعلی! کیا پوچھتے ہو، شدید مصیبت، سخت تکالیف اور ناقابلِ بیان الم اور درد میں مُبتلا ہوں۔ سفر دراز ہے اور توشہ میرے پاس نہیں ہے۔ آہ! میری ہلاکت، میری ہلاکت، اگر اس جبار اور قہار نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ یہ کہہ کہ اتنا رو یا کہ ہچکی بندھ گئی۔

انجام بَرباد

ابو منذر یعلی نے کہا، مجھے بہت کم اُمید ہے کہ تُجھ پر رحم کیا جائے گا اے حجاج! خدا اپنے انھی بندوں پر رحم فرماتا ہے، جو نیک دل اور نیک نفس ہوتے ہیں اور اسکی مخلوق سے بھلائی کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہامان اور فرعون کا ساتھی تھا، تیری سیرت بگڑی ہوئی تھی تو نے ملّت اسلامیہ ترک کر دی تھی اور راہِ حق سے ہٹ گیا تھا اور صالحین کے طور طریقہ سے دُور ہو گیا تھا۔ تو ہرگز رحم کا مُستحق نہیں، تو نے نیک انسانوں کو قتل کر کے اُن کی جماعت فنا کر ڈالی، تابعین کی جڑیں کاٹ کر اسلام کے گلشن کو اُجاڑ دیا۔ افسوس! تو نے خالق کی نافرمانی کی اور وجاہت کا غلام بنا رہا۔ تو نے خون کی ندیاں بہا دیں، لوگوں کی جانیں لیں اور آبروئیں برباد کیں، تو نے نہ دین ہی کو پہچانا اور نہ ہی دنیا کو، آج تیرے لئے نہ نجات ہے اور نہ داد و فریاد۔ کیونکہ تو آج کے دن سے ہمیشہ غافل رہا۔ تو جس اُمّت کے لئے ساری عمر مصیبت بنا رہا۔ خدا کو اس اُمّت پر رحم آگیا۔ اور اُمّت کو تجھ سے نجات مِل گئی

اب تیرا تاسف بیکار ہے۔

تقریر حجاج ابو منذر کی یہ سخت تقریر سُن کر مبہوت ہو گیا۔ اور بڑی دیر تک سناٹے کے عالم میں رہا، پھر اس نے ٹھنڈا سانس لیا، آنکھوں میں آنسو تھے اور آسمان پر نظر اٹھا کر کہا۔ الٰہی! مجھے بخش دے، کیونکہ لوگ کہتے ہیں تو مجھے نہیں بخشے گا۔ پھر اس نے سکرات موت کی انتہائی سختی کی وجہ سے آنکھیں بند کر لیں اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

فوائد یہ ہے دنیا کے ایک مشہور اور ظالم حکمران کا دردناک اور عبرت انگیز انجام!
۲۔ آجکل ایک گروہ اسے یزید کی طرح بہت بڑا پاکباز اور خادمِ اسلام ثابت کر رہا ہے۔

۳۔ ہاں اسکی خدماتِ قرآنیہ بھی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے چند نیک اعمال سے وہ پاکباز و خادمِ اسلام کہلانے کا حق دار ہو۔

بے ادب کی نسل منقطع حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ شیخ قوام الدین کا بیٹا تھا جسے انہوں نے تیغ نظر اور قہر سے مار ڈالا تھا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ آپ کا وہ بیٹا سرکاری نوکر تھا لیکن قوام الدین کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ فقیر کا بیٹا نوکر شاہی ہو ایک دن وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے جب حضرت شیخ قوام الدین کی جائے رہائش سے اُن کا گزر ہوا تو لوگوں نے کہا نیچے اُتر جاؤ اور باپ کا ادب کر دیکن انھوں نے غرورِ جوانی میں آ کر کچھ نہ سُنا جب والد ماجد کے قریب پہنچے تو والد کو سخت غصہ لگا اور فرمایا ابھی تمہاری گردن نہیں ٹوٹی، یہ کہتے ہی وہ گھوڑے سے گر گئے اور گردن ٹوٹ گئی اس طرح ان کا سلسلہ نسب منقطع ہو گیا لیکن سلسلہ طریقت باقی رہا جو سلسلہ میناسیہ کے نام سے موسوم ہے اور آج تک جاری ہے۔ (ملفوظات خواجہ غلام فریدؒ)

فوائد ۱۔۔۔ اسلاف کو نوکر شاہی سخت ناپسند تھی۔

۲ —— غرور و تکبّر نامراد مرض ہے ۔

۳ —— ماں باپ کے بے اَدب کا انجام بُرا ہے ۔

۴ —— اگرچہ بے اَدب کتنا ہی بُلند قدر ہو سزا پاتا ہے ۔

۵ —— اللہ والوں کے مُنہ سے جو بات نکلتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے ۔

ولی اللہ کا مارا ضلع کچہری گوجرانوالہ میں اکثر و بیشتر ایک اللہ لوک سائیں مجذوب کیف کی حالت میں دنیا و مافیہا سے بے خبر دِکھائی دیتا ہے۔ آج وہ تلا پہلوان کی دکان پر آیا اور اسے ایک بسکٹ کھانے کے لئے دیا جسے تلا پہلوان نے اپنی توہین سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا اور مجذوب کو گالیاں دینی شروع کر دیں جس پر مجذوب نے پیش گوئی کی کہ تیری زندگی صرف ڈیڑھ منٹ کی باقی ہے۔ تو گالیاں کیوں دے رہا ہے، یہ کہہ کر ابھی مجذوب چند قدم دُور گیا ہو گا کہ تلا پہلوان کی حرکت قلب بند ہو گئی اور اس نے موقع پر دَم توڑ دیا۔ ("نوائے وقت" لاہور ۹ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

فائدہ ہم چونکہ نشۂ دنیوی میں گرفتار ہیں اسی لئے کچھ محسوس نہیں ہوتا اللہ والے چونکہ روحانیت سے سرشار ہیں اسی لئے انکے لئے آخرت کے معاملات عیاں ہوتے ہیں، علاوہ ازیں اللہ والوں کو اللہ اپنے پردہ میں رکھتا ہے۔ اِسی لئے وہ ہمارے جیسوں سے مخفی رہتے ہیں۔ بالخصوص مجذوب صُورت لوگوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ محبوبانِ خُدا میں سے ایک ایسا واقعہ ہے جو اس دَور میں ظاہر ہوا، جہاں اللہ والوں کا انکار زوروں پر ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ کے مخالف کو کوڑے لگائے گئے کسی عارف کامل نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ کا نام لے کر فرما رہے ہیں :— "ھل فی امتک حبرٌ"

کیا آپ کی امت میں بھی کوئی غزالی جیسا مولوی ہے ۔ انہوں نے عرض کی نہیں کسی مغربی مولوی نے اس خواب کی کہانی سُن کر نہ صرف امام غزالی کی فضیلت کا انکار کیا بلکہ انکی کتاب " احیاء العلوم " کو جلا دیا ـــــ پھر اس مولوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی لیکن رسُول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے اس سے نہ صرف منہ پھیر لیا بلکہ فرمایا اس کے کپڑے (قمیص) اُتار کر کوڑے مارے جائیں جب وہ مولوی بیدار ہوًا تو کوڑے کے آثار اپنے جسم پر پائے اور مرتے دم تک اس کے جسم پر نشان پائے گئے ۔ وہ مولوی صاحب اپنی غلطی سے نہ صرف تائب ہوًا بلکہ احیاء العلوم شریف کو سونے کے پانی سے لکھوایا ۔ (شواہد الحق صد ۳۴۲)

فوائد

۱ ـــــ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے علماء سے خوش ہوتے ہیں ۔

۲ ـــــ عالمِ بالا عالمِ سفل آپکے لئے برابر ہے ۔

۳ ـــــ علماء کے دشمنوں سے آپ نہایت ناخوش ہیں ۔ بلکہ اسے دنیا میں سزا دیتے ہیں ورنہ آخرت میں تو سخت ۔

۴ ـــــ بے اَدبی پر تائب ہو تو سزا معاف نہیں ہوتی لیکن آئندہ رحمت سے اُمید ہوسکتی ہے ۔

سیّدنا جلال صابر رضی اللہ عنہ

حضرت علاؤالدین احمد صابر رضی اللہ عنہ سیّدنا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اوّل ہیں جن کا سِلسلہ صابریہ چشتیہ مشہور رہے آپکے گستاخوں اور بے ادبوں کی سزائیں اور بے نصیبیاں مشہور ہیں چند ایک فقیر اُویسی غفرلہٗ انکی سوانحمری مرتبہ جناب الٰہی بخش اجمیری مرحوم شائع کردہ دین محمد لاہور دَرج کرتا ہے ۔

بے ادب انگریز یورپین گستاخ کی موت

۱۸۵۷ء کے ہنگامۂ آزادی کے بعد امن وامان ہوگیا تھو

حاکم وقت ایک یورپین سیر و سیاحت کرتا ہوا جناب کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہؤا۔ حالانکہ حاضرین وقت نے اور خادم نے اصول زیارت سے آگاہ کر دیا کہ آپ جُوتا اور بوٹ اتار دیں پھر تشریف لادیں۔ مگر اُس نے کچھ پرَ داہ نہ کی اور اندر داخل آستانہ کے حِصّہ اوّل ہی میں قدم رکھا کہ اس کے پیٹ میں دَرد ہوا حتیٰ کہ اس قدر بیتاب ہؤا کہ ڈولی میں بیٹھ کر اپنے بنگلے (کیمپ رُڑکی) تک گیا۔ آخرش مرگیا۔

سعودیوں کا بُرا انجام

گزشتہ چند سالوں کی بات ہے کہ ملک فہد (سعودی بادشاہ) مدینہ طیبہ آیا جبکہ ابھی خالد ملک تخت نشین تھا اس کے فوجی افسر بُوٹوں سمیت بارگاہِ رُسول تک چلے گئے۔ واپس ریاض (دارالخلافہ) جاتے ہوئے ہوائی جہاز گرا تو وہی بے ادَب فوجی پاش پاش ہو گئے [۱]

انجینئر کو سزا

جب نہر کی تیاری کے لئے نِشان دہی کی گئی۔ تو نِشان دار بیل لگاتا کلیر تک آیا۔ موجودہ پُل کے سامنے سے نقار خانہ کے برابر کو نِشان لایا۔ حاضرین وقت نے کہا۔ یہاں سے فرق نِشان ختم کر دیں۔ مگر ایک نہ سنی۔ وہ انجینئر نِشان ڈال کر چلا گیا۔ جب شب کو خیمہ میں بغرض سونے گیا۔ تو خود بخود چوب خیمہ سے اُلٹا لٹک گیا۔ رات بھر لٹکا رہا۔ توبہ توبہ وغیرہ کی نیاز قبول کی تب نجات ہوئی۔ صبح کو نیاز دلائی۔ شب کو نقار خانہ پر روشنی کی دُوسرے روز نِشان موجودہ جگہ نہر کا دیا۔ جہاں اب نہر رواں ہے۔

(ف) بعض کرامات کے نِشانات تا دیر رہتے ہیں۔

سادھو کی برَبادی

ایک زمانہ سابقہ میں کوئی سادھو چلا آ رہا تھا۔ کہ اس نے مقام مزار مُبارک پر دُور سے دیکھا۔ کہ انوار کے برَکات کی بارش ہو رہی ہے۔ یہ فیضان دیکھ کر جَل گیا۔ اور ارادہ کیا کہ اگر مُسلمان کا مزار ہوگا۔ تو

---

[۱] مدینہ طیبہ میں تاحال یہ واقعہ بہت مشہور ہے ۱۲۔

اس مزار کو زمین کے برابر کر دوں گا، قریب مزار معلیٰ آکر جانب قدم مبارک کسی اوزار چمٹہ وغیرہ آہنی سے ایک سوراخ کیا، اور منہ ڈال کر دیکھا بس وہیں گردن پھنس گئی اور مرگیا۔
(ف) اولیاء کرام کی شان بے دینوں سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ پھر اسکی سزا بھی پاتے ہیں۔

بے ادب قید میں ایک برات راجہ رنجیت سنگھ لاہوری کی ہر دوار جانے کے لئے آئی، کلیر میں قرب درگاہ معلےٰ قیام کیا، اور خوب شور و غل گانے بجانے کا کر رہے تھے۔ خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چند ان کو منع فرمایا، مگر باز نہ آئے۔ حضرت مخدوم پاکؒ نے فرمایا کہ شمس یہ کیا ہے۔ خواجہ شمس الدین نے فرمایا، حضور برات ہے۔ آپ نے فرمایا منع کرو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا، بہت منع کیا نہیں ملنتے حکم ہوا قید کر دو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا، حضور انور کس طرح میں قید کر سکتا ہوں ایک سامنے پیالہ پڑا تھا، مخدوم صاحب نے فرمایا اس پیالہ کو الٹا کر دو۔ پیالہ الٹا کرتے ہی وہ راستہ بھول گئے۔ سب براتی ایک رات دن قید رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک مدت قید رہے۔ آخر ش حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کی خدمت میں گئے۔ ان سے عرض کیا، انہوں نے فرمایا وہاں جا کر معافی چاہو آخر صابر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر قصور کی معافی چاہی۔ آخر رحم آیا معاف فرمایا۔

فائدہ ایک ولی اللہ ناراض ہو جائے تو دوسرا ولی سفارش نہیں کرتا جب تک پہلا راضی نہ ہو ـــــــ

سیٹھ کو سزا چند سال پہلے کا واقعہ ہے کہ چند سیٹھ عیاش بمبئی کے آئے۔ ڈیرہ جما لیا رہنے لگے۔ طوائف کو بھی ہمراہ رکھتے۔ اس کو پشواز بھی گیارہ سو روپیہ کی بنا دی۔ رات دن عیاشی میں غرق رہتے، بندگان خدا نے ہدایت کی مگر نہ مانے، آخر خیمہ میں آگ لگی۔ عصر کے وقت باوجودیکہ اس وقت قریب قریب آگ نہ تھی، تمام مال و متاع جل کر راکھ ہو گیا، صرف جسم کے کپڑے رہ گئے، اور

کرایہ سے محتاج ہو گیا۔ اپنے کتے کی سزا کو پہنچا۔ اُس کا خیمہ باغ کی جانب تھا۔

فائدہ دنیا کا نشہ تکبر و غرور میں ڈالتا ہے عموماً اولیاء کرام کے دشمن اور بے اد گستاخ لوگ اسی دنیا کے نشہ میں آکر بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کا انجا برباد ہوتا ہے۔

گستاخ کا انجام برباد ایک شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ بیشک عرصہ ہوا رحلت فرما گئے ہیں۔ پھر اُس شخص نے کہا کہ آپکی والدہ ماجدہ زندہ ہیں؟ آپنے فرمایا، ہاں زندہ ہیں۔ پھر اُس نے کہا، میں نے سُنا ہے کہ آپکی والدہ بڑی خوبصورت اور حسینہ ہیں۔ اس لئے میں اُن سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں کہ آپ اُن کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ آپنے یہ اہانت سُن کر صبر کیا اور اُس کو جواب دیا تو یہ دیا کہ وہ خود عاقلہ بالغہ ہیں انہیں اپنے نکاح کا اختیار ہے میں اُنکو مجبور نہیں کر سکتا ہاں البتہ پوچھ سکتا ہوں اُس مرد نے کہا بہت اچھا دریافت کیجئے خدا کی شان آپ پوچھنے جا رہے تھے کہ پیچھے مُڑ کر جو دیکھا تو اُس گستاخ کی گردن دھڑ سے علیحدہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے دوست برگزیدہ کی خاطر غیرت آئی۔ اُسی وقت اُس بدبخت کا سر تن سے جُدا ہو گیا۔

بابزرگان مشو بحلم دلیر ٭ سپر آفتاب تیغ زن است[ا]

فائدہ صبر کا انجام اور پھل میٹھا ہے اور محبوبان خُدا کے گستاخوں کی سزا بہت سخت ہے۔

حکایت فقیر ایک فقیر کا ذکر ہے کہ جس کو ۶، ۷ سال کا عرصہ ہوا ہے، ایک سال بموقعہ عرس شریف ایک فقیری لباس سے آراستہ تھا۔ شب کو آستانہ عالیہ کے صحن میں جہاں مستورات

[ا] بزرگوں کے حلم سے ان پر دلیر نہ ہو کیونکہ آسمانی آفتاب خوب تلوار مارتا ہے۔

تھیں۔ ان میں چند نوجوان لڑکیاں تھیں۔ وہ بھی ان ہی کے درمیان لیٹ گیا جس کے اُوپر دل آیا تھا تمام رات اُس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی نہ خود سویا نہ اس کو سونے دیا۔ آخر لڑکیاں تنگ ہو کر ۴ بجے صبح کو باہر آ گئیں۔ اتفاقاً میرے پیر صاحب قبلہ باہر کے حوض پر رونق افروز تھے۔ بیری کیطرف جا رہے تھے۔ ان لڑکیوں کے پیچھے پیچھے فقیر بھی آیا۔ وہ لڑکیاں حضور کو دیکھ کر حضور کے پاس آ گئیں۔ اور کہنے لگیں، میاں اس نامراد نے تمام رات ہم کو چھیڑا، نہ آپ سویا نہ ہم کو سونے دیا۔ حضور نے درگاہ کی جانب منہ کر کے عرض کیا، کہ مخدوم کے آستانہ کی اب یہ حالت۔ رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر آستانہ عالیہ میں شہرت ہو گئی۔ اور سجادہ نشین صاحب تک خبر پہنچی حکم ہوا پکڑ کر لاؤ یہی خبر جماعت فقرا کو ہوئی انہوں نے اپنا پیادہ بھیجا کہ جہاں ملے پکڑ کر لاؤ وہ جماعت فقرا، کا ملزم ہے یہاں جماعت میں لاؤ۔ اتفاقاً وہ جنگل کی طرف جاتا تھا۔ ایک دُوسرے شخص سے بگڑ گیا۔ اس شاہ صاحب نے اس کو اندھا وغیرہ کہا۔ اس غریب شخص نے معافی وغیرہ چاہی، مگر شاہ صاحب اور تیز ہوئے۔ آخر حشر یہ ہوا، کہ لٹھ پڑنے لگے شاہ صاحب پر اِدھر سے جماعت فقرا کے آدمی پکڑ کر جماعت میں لے جا کر پیش کیا۔ وہاں سزا قرار پائی کہ کپڑا وغیرہ اتار کر سب بال مُونڈوا کر آگ لگا دی جائے۔ ایسے ہی کیا گیا۔ احقر کو اس حال سے پھر اسکی شکل نظر نہ آئی۔ (صابر کلیر)

(ف) بُرے کاموں کی فوراً سزا ملتی ہے۔

ولی اللہ کی بے ادبی کرنے سے بربادی

تقسیم ملک سے قبل کراچی میں مسٹر پی۔ سی ڈائریکٹر محکمہ تعلیم تھے وہ کئی ایک مُفید کُتب کے مُصنّف ہیں۔ ذیل کا واقعہ ان کی کتاب (DEW · AND -MjLDDEW) سے ماخوذ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کے واقعات محب ملک و ملت جناب احسان قریشی صابری صاحب پرنسپل گورنمنٹ

کالج سیالکوٹ کے اپنے مُشاہدے سے کہیں، آپ کا یہ مضمون یکم مئی ۱۹۶۴ء روزنامہ "کوہستان" لاہور کے ملّی ایڈیشن کی زینت بنا۔ ہم نے "انوار الصوفیہ (قصور) سے نقل کیا ہے
وکٹوریہ روڈ کراچی پر آج سے ربع صدی قبل ایک فقیر کا مزار تھا جو وہاں صدیوں سے آباد تھا۔ کہتے ہیں یہ فقیر کراچی کے منگو پیر کا چھوٹا بھائی تھا جو کہ بابا فرید شکر گنج کے خلیفہ مشہور رہیں ۱۹۲۵ء میں مذکورہ علاقے کا ایک قطعہ اراضی کراچی کے ایک مشہور پارسی تاجر سہراب جی، رستم جی نے خریدا۔ اس زمانے میں وہاں ایک درویش مزار کا مجاور تھا۔ اس درویش کو سہراب جی، رستم جی نے حکم دیا کہ وہ چلا جائے کیونکہ انہیں کوٹھی بنوانی تھی۔ وہ مزار کو بھی سطح زمین کے برابر کرنا چاہتے تھے۔ فقیر نے بہت منّت وسماجت کی کہ مزار کو نہ چھیڑا جائے اور باقی اراضی کو کوٹھی کے لئے مختص کر لیا جائے لیکن سہراب جی نے درویش کی اس استدعا کو ٹھکرا دیا۔ مسٹر رن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ درویش نے سہراب جی کو بددعا دی اور بددعا دینے کے بعد حرکتِ قلب بند ہو جانے سے اِنتقال کر گیا۔ کوٹھی کی تعمیر شروع ہو گئی۔ تعمیر کے سلسلہ میں بُنیادیں کھودتے وقت دُو سانپ زمین سے نکلے۔ جنہوں نے ایک مزدور کو ڈس کو ھلاک کر دیا۔ دُوسرا مزدور ہانپتا کانپتا کسی طرح بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر دُوسرے دن لکڑی کے پشتہ سے دُوسری منزل سے گر گیا۔ سخت زخمی ہوا، اور ہسپتال جا کر مر گیا۔ ابھی کوٹھی آدھی بنی تھی کہ چوکیدار کا لڑکا چونے کی بھٹی میں کھیلتا کھیلتا جا گرا اور گرم گرم چونے میں فوراً بھسم ہو گیا۔ اس وقت تک بھی کسی کو خیال نہ آیا کہ فقیر کی بددعا اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ تمام لوگ اس وہم میں تھے کہ ان لوگوں کا آخری وقت آپہنچا اور موت واقع ہو گئی۔ جب کوٹھی تعمیر ہو گئی تو چوکیدار بھی ایک دن حادثہ کا شکار ہو گیا۔ کوٹھی کا سب سے اُوپر کا حصّہ تا حال سمنیٹ سے تعمیر نہیں ہوا تھا ایک معمار نے بعارضہ بُخار چھٹی لی ہوئی تھی۔ معاً ایک اینٹ گری اور چوکیدار کے عین سر پر لگی، وہ غریب وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ جب کوٹھی میں سہراب جی، رستم جی منتقل ہو گئے تو

دڑو ماہ بعد انہوں نے اپنے بھتیجے کو کوٹھی کے چھجہ پر کھیلتے اور نیچے گرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آٹھ سال کا بچّہ تھا اور اس پارسی خاندان کا پہلا فرد تھا جو اس کوٹھی میں موت کا شکار ہوا۔ اِس حادثہ کے بعد سہراب جی اکثر مغموم رہنے لگے اور دس روز بعد ان کی حرکتِ قلب بھی بند ہو گئی۔ اب اس کوٹھی کا واحد مالک ان کا اکلوتا بیٹا دوراب جی تھا جو خود بھی چالیس سال کے لگ بھگ تھا۔ اسے پھوڑا نکلا چھ ماہ عِلاج ہوا۔ آخر سِول ہسپتال میں آپریشن تک نوبت آئی۔ آپریشن کامیاب نہ ہو سکا دوراب جی ہسپتال ہی میں انتقال کر گیا۔ اس کا لڑکا ہرمزجی کالج کا طالب علم تھا۔ ان حادثات نے اس کی حالت غیر کر دی۔ آخر اس نے بھی کسی لڑکی سے محبت میں ناکام ہو کر پوٹاشیم سائیا نائڈ سے خودکشی کر لی۔ اس پارسی خاندان کی آخری نشانی ایک خاتون مِس رود دابہ رہ گئی تھی۔ وہ اس کوٹھی میں کبھی رہائش پذیر نہیں ہوئی تھی۔ اس نے یہ کوٹھی ایک انگریز جوڑے مسٹر اور مسز ایلڈ کو کرایہ پر دے دی۔ ڈیڑھ ماہ بعد مسٹر ایلڈ پر دیوانگی طاری ہو گئی۔ انہوں نے اپنی اھلیہ پر کسی معاملہ میں شُبہ کیا اس کا گلہ کاٹ کر بعد میں اپنے گلے پر ریزر چلا لیا اور دونوں ختم ہو گئے۔

(بحوالہ کتاب مذکور صفحہ ۲۲ تا ۱۰۱)

یہ واقعات ۱۹۳۰ئہ کے قریب ہیں اور مسٹر پی۔ سی ان کے چشم دید ہیں۔ ان واقعات کے بعد کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس کوٹھی کو کرایہ پر لے یا خریدے۔ ایک سال تک کوٹھی خالی رہی۔ فسٹ نارفوک رجمنٹ کے چار سپاہی (جن میں ایک کارپورل تھا) ایک علیحدہ بنگلہ کے خواہشمند تھے۔ انہیں سمجھایا گیا، کہ اس بنگلہ پر ایک فقیر کی بد دعا کا اثر ہے اور اسکی رُوح اِدھر اُدھر منڈلاتی رہتی ہے اور انتقام کے دَر پے ہے لیکن وہ کم سن کم سنس تھے انہیں گزشتہ واقعات بھی یکے بعد دیگرے بتائے گئے لیکن انہوں نے دوبارہ ان توہمات کا مذاق اُڑایا۔ ان کے زور دینے پر یہ کوٹھی انہیں کرایہ پر دے دی گئی۔ ان میں سے جو کارپورل تھا اُس نے دوسری رات ہی خواب میں ایک فقیر کو دیکھا۔ فقیر ایک قبرستان میں کھڑا تھا۔

چار تازہ قبریں اس کے پاس تھیں اور وہ چلّا چلّا کر کہہ رہا تھا۔

"مٹی، ہوا، آگ اور پانی ، مٹی، ہوا، آگ اور پانی "

یہ الفاظ فقیر نے کوئی دس بارہ بار دُہرائے اور غائب ہو گیا۔ کارل پول نے علی الصبح خواب اپنے ساتھیوں کو سُنایا۔ انہوں نے ہنس کر ٹال دیا۔ ایک سال بعد وہی کارپورل جس نے خواب دیکھا تھا، بلڈنگ کے ایک گڑھے میں مُردہ پایا گیا۔ اسکی موت کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ خیال ہے کہ اسے سانپ نے ڈس لیا یا اسکی حرکت قلب بند ہوگئی۔ اس طرح مٹی نے اپنا پہلا شکار ختم کر دیا۔ دُوسرا سپاہی انگلستان میں تین ماہ کی چُھٹی پر گیا۔ وہاں اس نے لندن کے فلائنگ کلب میں ایک ماہ تک ہوائی ٹریننگ صرف شوقیہ لی۔ آخری روز وہ ایک ہوائی حادثہ میں بمعہ دُو ساتھیوں کے ہلاک ہو گیا۔ اس طرح ہوا کا وار ختم ہوًا۔

تیسرا سپاہی آگ کا شکار اس طرح بنا کہ موسم سرما میں اسکی لالٹین سے اس کے کمبل کو آگ لگ گئی اور بُری طرح جُھلس گیا۔ سی ایم ایچ ہسپتال کراچی میں دُو ماہ زیرِ علاج رہا مگر جانبر نہ ہو سکا۔ اب صرف ایک سپاہی رہ گیا تھا۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اسکی باری ہے اور وہ پانی کے حادثہ ہی سے مرے گا۔ اُس نے فوراً یہ کوٹھی خالی کر دی اور اپنے فوجی کوارٹروں میں جا بسا وہاں وہ بڑی احتیاط کرتا۔ سمندر۔ دریا۔ نہر میں کبھی نہ نہاتا بلکہ جان کے خوف سے کئی کئی روز نہ نہاتا اور کنوئیں سے بیس گز دور ہی رہتا مگر فقیر کی بد دعا سے بچ نہ سکا اور پانی کے حادثہ ہی کا شکار رہؤا۔ موسم گرما میں وہ ایک دن سوڈا واٹر کی برف میں لگی ہوئی بوتل کھول رہا تھا کہ بوتل پہلے ہی پھٹ گئی۔ کئی ٹکڑے مُنہ پر لگے اور اس نے جان دے دی۔ اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آخر کار اس منحوس کوٹھی کی مالکہ رودابہ نے اس کوٹھی کو مسمار کرایا۔ چند مُسلمانوں سے پُوچھ گچھ کر کے ایک قبر اس جگہ تعمیر کرا دی۔ جہاں اس کے مورث اعلیٰ سہراب جی۔ رستم جی نے کئی سال پہلے مزار کو مسمار کرایا تھا۔ اب پھر یہ میدان تھا در صاحبِ جلال بُزرگ کی قبر اسی طرح بن چکی تھی جیسے پہلے تھی۔

۱۹۴۷ء میں مملکتِ خداداد پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور کراچی کی آبادی روز بروز بڑھنے لگی۔ اس جگہ سے متعلق پرانی داستانیں سن کر کسی شخص کا حوصلہ نہ ہوا کہ عمارت بنوائے پلاٹ ویسے کا ویسا غیر آباد رہا۔ ۱۹۵۴-۵۵ء میں اس پلاٹ کو امریکن قونصل نے خرید لیا۔ تاکہ امریکہ کا نیا قونصل خانہ تعمیر کیا جائے۔ مسٹر راچرڈ فوٹرا جو امریکی ماہر تعمیر کے انچارج آفیسر مقرر ہوئے۔ انہیں بہتیرے لوگوں نے پرانی باتیں اور سابقہ واقعات سنائے لیکن انہوں نے مذاق اڑاتے ہوئے یہ بات سفیر تک پہنچا دی۔ امریکی سفیر نے اپنے عملہ کو ۱۰ اگست ۱۹۵۷ء کو حکم دیا کہ :-

۱۔ پیر کی قبر کو اسی طرح رہنے دیا۔ اسے مت چھیڑا جائے۔ قونصل خانہ باقی جگہ تعمیر کیا جائے۔ اور قبر پلاٹ میں آ جائے۔ قبر کا انتہائی احترام کیا جائے۔

۲۔ بنیادیں رکھنے سے پہلے مسلمان مولوی اور عیسائی پادری دونوں بلائے جائیں۔ دونوں اپنی اپنی مقدس کتب کی تلاوت کریں اور اس پیر کے لئے دعا مانگیں۔

۳۔ بنیادیں کھودنے سے پہلے میجر جنرل سکندر مرزا سابق صدر پاکستان نے بنیاد رکھیں۔ اس کے لئے ان کے مشورے سے تاریخ مقرر کی جائے (سابق صدر سکندر مرزا نے بعد میں اس کے لئے ۹/۹/۵۷ تاریخ مقرر کی) ۹ ستمبر ۱۹۵۷ء کو میجر جنرل سکندر مرزا نے ایک خاص تقریب میں (جس میں دو مسلمان عالم اور دو عیسائی پادری بھی مدعو تھے) اس کا سنگِ بنیاد رکھا۔ یہاں نہ صرف قرآنی آیات کا ورد کیا گیا بلکہ اس کے بعد بائیبل بھی پڑھی گئی۔ ایک سال کے بعد امریکی قونصل خانہ کی عمارت بڑے ٹھاٹھ سے تیار ہوئی جو تمام ایرکنڈیشنڈ تھی لیکن اس کے باوجود ایک معمار سخت زخمی ہوا۔ ایک مزدور نے غلطی سے بجلی کا تار چھو لیا اور فوراً مر گیا۔

میجر جنرل سکندر مرزا سابق صدرِ پاکستان کو جلا وطن کر دیا گیا اور انکی جگہ انقلابی حکومت قائم ہوئی۔ ۱۹۶۹ء میں کسمپرسی کے عالم میں سکندر مرزا راہی ملک عدم ہوا۔

ان کی موت پر نہ تو مملکتِ اسلامیہ پاکستان کا پرچم سرنگوں کیا گیا اور نہ ہی سرکاری طور پر چھٹی ہوئی۔ وطن سے دُور جلاوطنی میں ہی انتقال ہوا اور پسِ مرگ جسدِ خاکی کو ارضِ پاکستان میں لایا گیا اور اب کوئی بھُولے سے بھی یاد نہیں کرتا جسے کسی وقت پاکستان ایسی عظیم مملکت کی صدارت کا منصبِ اعلیٰ حاصل تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سلطان المشائخ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کی عطاء اللہ شاہ بخاری (دیوبندی) دین کے امیر شریعت کو بددعا

مولانا غلام محمد (مدظلہ) نے لکھا کہ:

جناب حافظ محمد عبداللہ صاحب ساکن محلہ قصاباں سیالکوٹ قریب ریلوے اسٹیشن متصل مارکیٹ گوشت نے بندہ سے خود بیان کیا کہ تحریک خلافت کے ایام میں ایک جلسہ بمقام ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات منعقد ہوا۔ میں خود اس میں موجود تھا، تو دیوبندی دین کے امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ خواجگانِ چشت اہلِ بہشت مرشدنا ومولانا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ ناپاک کلمات کہے۔

"میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا غلام تھا۔ مگر چنانچہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ملے اور تحریکِ خلافت میں نہ مِلنا کُفر ہے۔ اس لئے میں نے بعیت توڑ ڈالی ہے۔"

چنانچہ حضرت قبلہ عالم کو اس ناپاک جرأت کا علم ہوا تو آپ کو ازحد صدمہ و رنج ہوا فرمایا کہ اس کا خاتمہ خراب ہو گا۔ (دیوبندی مذہب)

گھر کی گواہی عطاء اللہ بخاری کے سوانح نگار مثلاً جانباز مرزا اور شورش کشمیری وغیرہما بخاری کے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے مرید ہونے کے مصدق ہیں اور ساتھ یہ بھی انہیں اقرار ہے کہ بخاری صاحب کے رائے پوری عبدالقادر دیوبندی

دُوسرے پیر ومُرشد ہیں یعنی حضور گولڑوی سرکار قدس سرہٗ کی بیعت فسخ کر کے رائے پوری کامرید ہوا ممکن ہے اسی دوران اس سے کوئی گستاخی اور بے اَدبی ہوئی ہو جس سے حضرت گولڑوی قدس سرہٗ ناراض ہو کر بد دُعا دی ہو جس کا نتیجہ مرنے کے وقت ظاہر ہوا جس کی شہادت جانباز مرزا لکھتا ہے۔

"انہوں (ڈاکٹر) نے آکر امیر شریعت کی حالت دیکھی کہ چہرے کی رنگت سیاہ پڑ چکی ہے اور پاؤں پر ورم آگیا ہے" (حیات امیر شریعت ص ۴۵۲)

یاد رہے یہ آخری لمحات کے حالات ہیں جسے بخاری کے اپنے معتقد جانباز مرزا نے لکھے ہیں۔

زبان بند اسی کتاب کے ص ۴۴۸ میں لکھا کہ ۶ مارچ ۱۹۶۱ء کو فالج کا تیسرا شدید حملہ ہوا جس کا اثر زبان اور گلے پر پڑا ......

اس حملے سے امیر شریعت کی زبان گفتگو سے عاری ہو گئی۔ گلا بند ہو چکا تھا۔

انتباہ موت کا انجام کا پتہ دیتا ہے اور بخاری کے یہ لمحات کیا بتا رہے ہیں۔ اس پر تبصرہ ہم کریں تو ......

ہاں فقیر اپنے استاذ مکرم حضرت علامہ سردار احمد لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا نقشہ پیش کرتا ہے جس سے ناظرین کو تبصرہ کرنے میں آسانی ہو۔

محدث پاکستان مولانا سردار احمد لائلپوری قدس سرہٗ عاشق رسول، سیدی سندی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ مبارکہ جب لائلپور اسٹیشن سے جامعہ رضویہ لایا جارہا تھا، جنازہ مبارکہ جب کچہری بازار کے سرے پر پہنچا تو انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی جو کہ عقیدت مندوں نے سر کی آنکھوں سے دیکھی بلکہ دیکھنے والوں نے اپنے ساتھ چلنے والوں کو بھی دکھائی اور اس نور کی بارش کو دیکھ کر کئی غلط عقیدہ والے

تائب ہوئے۔ یاد رہے کہ اس نوری بارش کو جو کہ محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ کے جنازہ پر ہو رہی تھی دیکھنے والے احباب اب بھی موجود ہے اور یہ کرامت اُس وقت مقامی شائع ہوئی تھی۔ جن میں سے ایک روزنامہ "سعادت" لائلپور مورخہ ۳ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء بھی ہے۔

سیاہ پاؤں سے مرا

سیّدنا سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰے عنہٗ پاؤں مبارک پھیلا کر لیٹے ہوئے تھے اور ایک مُرید پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا اور حضرت خواجہ بسطامی قدس سرہٗ کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر آگے گزر گیا۔

یہ دیکھ کر اُس مُرید نے کہا۔ "تجھے معلوم نہیں کہ یہ خواجہ بایزید بسطامی لیٹے ہوئے ہیں اور تو اُوپر پاؤں رکھ کر گزر گیا ہے"۔ یہ سُن کر اُس بدبخت نے کہا۔ "بایزید بسطامی ہیں تو پھر کیا ہوا؟" یہ کہہ کر چلتا بنا لیکن اِس بے اَدبی کا وبال اِس پر یُوں نازل ہوا کہ جب اُس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس کے دونوں پاؤں سیاہ ہو گئے اور اسی پر بس نہیں بلکہ آج تک اس بدبخت کی نسل میں بھی یہ چیز آ رہی ہے کہ جب اُس کی اَولاد میں سے کسی کا آخری وقت آتا ہے تو اس کے پاؤں سیاہ ہو جاتے ہیں۔ (رونق المجالس)

چہرہ قبلہ سے پھر گیا

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سرکار اجمیری قدس سرہٗ نے فرمایا ایک آدمی تھا وہ جب کبھی بُزرگانِ دین کو دیکھتا اُن سے منہ پھیر لیتا اور براہِ حسد اُن کو دیکھنا پسند نہ کرتا۔

جب وہ مر گیا اور اس کو لوگوں نے قبر میں اُتارا اور اُس کا مُنہ قبلہ رُخ کیا تو فوراً ہی اُس کا مُنہ پھیر کر دُوسری طرف ہو گیا اور بارہا ایسا ہوا، لوگ بڑے ہی حیران ہوئے۔

اچانک ہاتف سے آواز آئی۔ "اے لوگو! کیوں تکلیف اُٹھاتے ہو۔ اِسکو

یوں ہی رہنے دو۔ کیونکہ یہ دُنیا میں میرے پیاروں سے مُنہ پھیر لیا کرتا تھا اور جو شخص میرے دوستوں سے مُنہ پھیرے اُس سے میری رحمت منہ پھیر لیتی ہے اور ایسا شخص راندہ درگاہ ہو جاتا ہے اور کل قیامت کے دن ایسے کو گدھے کی صُورت میں اُٹھائیں گے۔"

(دلیل العارفین صـ۲۳)

اولیاء کے بے اَدب کا خاتمہ خراب

سنجار میں ایک شخص تھا جو کہ اُولیائے کرام پر بلا وجہ طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔ جب وہ شخص بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو اُسوقت وہ شخص ہر قسم کی باتیں کر سکتا تھا مگر کلمۂ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا۔ بار ہا لوگوں نے اُسے کلمہ سُنایا لیکن کسی طرح کلمہ نہیں پڑھ سکا۔

لوگ پریشان ہوئے اور دَوڑ کر حضرت شیخ سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بُلا لائے۔ آپ آئے اور .... سرکار غوثیت مآب قدس سرہٗ العزیز تشریف لا کر اُس شخص کے پاس بیٹھے اور مراقبہ کیا۔ پھر جب آپ نے سَر مُبارک اُٹھایا تو اُس شخص نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کئی بار پڑھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے ولی یعنی سولا سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر طعن کیا کرتا تھا اِس وجہ سے اِس کی زبان کو کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا گیا تھا۔ میں نے جب یہ معلوم کیا تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اِس کی سفارش کی۔

مجھ سے فرمایا گیا۔ "اے پیارے! ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ یہ میرے جن ولیوں کی شان میں بے اَدبی کیا کرتا تھا وہ بھی راضی ہو جائیں۔" یہ ارشاد سُن کر میں مقامِ حضرتِ الشریفہ میں داخل ہوا اور حضرت معروف کرخی، حضرت سقطی، حضرت جُنید بغدادی، حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے میں نے اِس شخص کی طرف سے معافی چاہی اور انہوں نے معاف کر دیا۔

پھر اُس شخص نے بیان کیا کہ جب میں کلمۂ شہادت پڑھنا چاہتا تو ایک سیاہ چیز میری زبان پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی کہ میں تیری بدزبانی ہوں پھر اِس کے بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا اور اُس نے اُس بلا کو رفع کر دیا اور اُس نور نے کہا "میں اللہ تعالےٰ کے ولیوں کی رضامندی ہوں۔" پھر اُس شخص نے کہا۔ "مجھے اِس وقت آسمان و زمین کے درمیان نُورانی گھوڑے نظر آرہے ہیں جن کے سوار بھی نورانی ہیں اور یہ سب سوار ہیبت زدہ ہو کر سرنگوں ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ ؕ

پھر آخر دم تک وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا[1]

باادب بانصیب

گستاخوں کے مقابلہ کے باادب کے حالات پڑھئے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ کے ولیوں کا ادب و احترام کرنے کا انجام کتنا بہترین ہوتا ہے۔؟

ا ــــــ ایک شخص جو کہ بدکردار اور فاسق و فاجر تھا۔ ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ پاؤں دھونے گیا اتفاق سے حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ، دریا پر وضو کر رہے تھے وہ شخص جب ہاتھ پاؤں دھونے کے لئے بیٹھا تو اتفاقاً وہ ایسی جگہ بیٹھ گیا جو حضرت امام مالک کے اُوپر تھی اور حضرت امام مالک نیچے بہاؤ کی طرف بیٹھے وضو کر رہے تھے۔

اُس شخص کو خیال آیا یہ بڑی بے اَدبی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول امام وقت وضو کر رہا ہو اور میرے جیسا ایک نالائق انسان اُن سے اُوپر بیٹھ کر ہاتھ پاؤں دھوئے۔ یہ خیال آتے ہی وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

[1] قلائد الجواہر ص ۲۷۷

نیچے بہاؤ کی طرف آبیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا۔ جب وہ شخص مر گیا تو ایک بزرگ کو خیال آیا۔ کہ فلاں آدمی بڑا ہی فاسق و فاجر تھا دیکھیں تو سہی کہ اُس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اُنھوں نے اُسکی قبر پر جاکر مراقبہ کیا اور اس سے پُوچھا" بتا! تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔؟"

اُس نے کہا۔" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری بخشش صرف ایک گھڑی امام مالک کے ساتھ ادب کرنے کی وجہ سے معافی ہوگئی۔ ——— (ذکرِ خیر صٓ۲۳)

۲۔ شیخ الاسلام حضرت فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ایک دفعہ ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و گنہگار تھا۔ وہ ملتان شریف میں فوت ہوا۔ بعد وفات کسی نے اُسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟"

اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔"

پھر اس سے پوچھا بخشش کا کیا سبب بنا؟ اُس نے بتایا۔" ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالحق ——— زکریا ملتانی رضی اللہ عنہٗ جارہے تھے تو میں نے آپ کے دستِ مُبارک کو محبت سے بوسہ دیا اور اسی دست بوسی کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا ہے۔"

(خلاصۃ العارفین صٓ۲۰)

امیر خسروؒ اور پیر کا جُوتا

ایک روز ایک غریب عیالدار شخص نے حضرت محبوب پاکؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور میں غریب عیالدار ہوں، میری لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے از راہِ کرم کچھ مرحمت فرمایا جاوے۔ تین چار روز سے کوئی نذر و نیاز نہیں آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے پاس کچھ موجود نہیں ہے۔ ہماری نعلین لے جاؤ تمہارے کام آئے گی۔ وہ شخص حضور محبوب پاک کی نعلین اُٹھا کر ملتان کی جانب روانہ ہوگیا۔ امیر خسروؒ شہزادہ سلطان کے مصاحبوں میں سے تھے۔ وہ بھی ملتان سے دہلی تشریف لا رہے تھے۔ اتفاقاً راستہ میں

اس شخص سے ملاقات ہو گئی پوچھا کہاں سے آرہے ہو تو اس شخص نے جواب دیا "دھلی سے" دھلی کا نام سن کر آپ نے حضرت محبوب الٰہی کی خیریت معلوم کی۔ اس شخص نے اپنی سرگزشت سناتے ہوئے امیر خسرو رح کو بتایا کہ حضرت محبوب الٰہی نے مجھے اپنی نعلین عطا کی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "یہ نعلین بیچو گے؟" وہ شخص چونکہ حاجتمند تھا۔ فوراً بول اٹھا "آپ شوق سے خرید سکتے ہیں" امیر خسرو نے پانچ لاکھ روپے جو آپ کے سلطان نے بطورِ انعام دیئے تھے نکال کر فقیر کے سامنے رکھ دیئے اور حضرت کی کفش مبارک اپنے سر پر رکھ لیں۔ اسی حالت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا۔ حضور محبوب پاک نے فرمایا:

"اے ترک ارزاں خریدی" ترجمہ: اے ترک تو نے اسے سستا خریدا ہے۔

شیخ کا جوتا

منقول ہے کہ ایک روز حضرت مولانا وجیہ الدین (حضرت محبوب الٰہی کے خاص مرید خلیفہ) حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر تھے واپس جانے لگے تو معلوم ہوا کہ ان کی جوتیاں کوئی چور لے گیا ہے۔ حضرت محبوب پاک کو اس واقع کی اطلاع ہوئی حکم دیا کہ ہماری جوتیاں مولانا وجیہہ الدین کو دے دو۔ خدام نعلین مبارک ان کے پاس لائے، مولانا نے ان کو بوسہ دے کر اپنے عمامہ میں باندھ لیا اور ننگے پاؤں گھر کی طرف چل دیئے راستہ میں کسی شخص نے آپ سے کہا تم بھی بڑے عجیب آدمی ہو، حضرت نے تم کو جوتیاں اس واسطے دی تھیں کہ تم ننگے پاؤں گھر نہ جاؤ اور تم نے ان کو سر پر باندھ لیا۔ مولانا نے جواب دیا۔ میرے مخدوم کی جوتیاں میرے سر پر رہنی چاہئیں، میری مجال نہیں ہے کہ میں ان پر پاؤں رکھوں۔

تادمِ زیست شیخ کے گھر کی طرف پیٹھ نہ کی

مولانا برہان الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے تادمِ زیست اپنے شیخ نظام الدین اولیاء دھلوی رحمہ اللہ کے گاؤں غیاث پور کی طرف پیٹھ نہیں کی اور جو عقیدت و محبت اور احترام مولانا برہان الدین کو اپنے پیر کے ساتھ وہ حضرت نظام الدین

رحمہ اللہ تعالیٰ اور یارانِ طریقت کو میسّر نہ تھا۔ گویا وہ اس مسئلہ میں اپنے تمام پیر بھائیوں کے مقتدا اور پیشوا تھے۔

اویسی کی آخری اپیل

یہ تھا وہ ادب و احترام جو آج دنیا سے رُخصت ہو گیا اس کے بجائے بے اَدبی و گستاخی نے لے لی ہے جسے دین سمجھا جا رہا ہے اور اَدب کو شرک و بدعت یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب و احترام کو شرک و بدعت کے فتویٰ جاری کئے جا رہے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ اَدب
بے اَدب محروم ماند از فضل ربّ

ترجمہ: خدا تعالیٰ سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں (کیونکہ) بے ادب فضلِ رب سے محروم رہتا ہے۔

فقط،

الفقیر القادری ابو الصالح محمّد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاول پور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۸۴

گستاخوں کا بُرا انجام

(حصہ دوم)

از قلم :
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت علامہ مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی بہاولپور

—— ملنے کا پتہ : ——
مکتبہ اُویسیہ رضویہ ، بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

بعض بے ادب لوگ اپنی جہالت سے انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہمسری کا دعوٰے کرتے ہیں۔ ایسے نادانوں کے لئے مولانائے روم اپنی مثنوی میں کیا اچھا وعظ فرماتے ہیں۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔۔۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد! ۔۔۔ کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد!

اشقیاء را دیدۂ بینا نہ بود ۔۔۔ نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں نمود

ہمسری با انبیاء برداشتند! ۔۔۔ اولیاء را ہمچو خود پنداشتند!

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر ۔۔۔ ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور!!

ایں ندانستند ایشاں از عما! ۔۔۔ ہست فرقے درمیاں بے منتہا!!

یعنی بزرگوں کے افعال کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ اگرچہ ظاہر میں دونوں فعل یکساں ہیں جس طرح شیر و شیر لکھنے میں یکساں ہیں۔ اکثر لوگ اسی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کے حالات سے کم واقف ہوتے ہیں شقی لوگوں کو دیدۂ بینا میسر نہ ہوئی۔ اچھے اور بُرے اُن کی نظر میں یکساں نظر آتے تھے۔ اسو جہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام سے ہمسری کا دعوٰے کیا۔ اولیائے کرام کو اپنی مثل سمجھا۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم بھی بشر ہیں۔ یہ انبیاء بھی بشر ہیں ہم اور یہ دونوں خواب و خورش کے مقید ہیں۔ یہ ان کو کورئ دل سے نظر نہ آیا کہ دونوں کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔

اس کے بعد مولانا صاحب اس پر چند مثالیں بیان فرماتے ہیں۔ ؎

ہر دو یک گل خوردہ زنبور و نحل ۔۔۔ لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب ۔۔۔ زیں یکے سرگیں شد و زاں مشکِ ناب

ہر دو نے خوردند از یک آبخور ۔۔۔ آں یکے خالی و آں پُر از شکر!

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں ۔۔۔ فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں!

مثالِ اوّل۔ دونوں قسم کے زنبور ایک ہی قسم کے پھول چوستے ہیں۔ یعنی جس طرح کے پھول ایک کی غذا ہیں۔ وُہی دوسرے کی۔ مگر ایک کے صرف نیش پیدا ہوتا ہے۔ اور دوسرے سے

شہد پیدا ہوتا ہے۔

دوسری مثال۔ دونوں قسم کے آہو یہی گھاس اور پانی کھاتے اور پیتے ہیں۔ ایک سے صرف مینگین پیدا ہوتا ہے۔ اور دوسرے سے مشک خالص حاصل ہوتا ہے۔

تیسری مثال۔ دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ مگر ایک تو خالی یعنی نہ کل اور دوسرا شکر سے پُر ہوتا ہے یعنی نیشکر۔ اسی طرح لاکھوں نظائر دیکھ لو۔ اور ساں میں بہت سا فرق ملاحظہ کر لو۔ خلاصہ یہ کہ دو چیزوں کے کسی ایک امر میں شریک ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ باقی تمام پہلوؤں سے بھی یکساں ہیں۔ ؎

ایں خورد گردد پلیدی زو جُدا	واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا!
ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد	واں خورد زائد ہمہ عشقِ اَحد!

یعنی اس طرح سمجھ لو۔ کہ اشقیا اور اتقیا میں بہت سا فرق ہے۔ ایک طعام کھاتا ہے تو اُس سے پلیدی و بخل و حسد پیدا ہوتا ہے۔ اور دوسرا کھاتا ہے۔ تو اُس سے تمام تر نورِ خدا یعنی عشق الٰہی پیدا ہوتا ہے۔

ایں زمین پاک واں شور است و بد	ایں فرشتہ پاک واں دیو است و دَد
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آب تلخ و آبِ شیریں را صفا است
جز کہ صاحب ذوق نشناسد شراب	اوشناسد آبِ خوش از شورہ آب
جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعوم	شہد را نا خوردہ کے داند زموم!

اس میں شقی اور سعید کے فرق کا بیان ہے۔ کہ ایک تو مثل پاکیزہ زمین کے ہے۔ یعنی سعید اور دوسرا مثل زمین شور کے ہے یعنی شقی۔ اور اسی طرح ایک مانند فرشتہ کے ہے یعنی سعید اور دوسرا مثل شیطان و درندہ کے ہے۔ یعنی شقی۔ اس تفاوت کے ساتھ بھی اگر ظاہراً دونو میں مشابہت ہو۔ تو ممکن ہے دیکھو آبِ شور اور آبِ شیریں میں کتنا فرق ہے۔ مگر ظاہراً صفائی کی صفت دونوں میں ہے۔ اس فرق معنوی کو ہر شخص نہیں سمجھتا۔ مثلاً پینے کی چیزوں کو وُہی پہچانیگا۔ جس کی قوتِ ذائقہ درست ہو۔ اُسی کو تمیز ہو گی۔ کہ یہ شیریں پانی ہے اور یہ شور۔ اسی طرح مزوں کے تفاوت کو وہی پہچانیگا جس کی قوتِ ذائقہ صحیح ہو۔ اسی طرح شہد اور موم کے مزے کے فرق کو بے کھائے کب سمجھ سکتا ہے۔ حاصل یہ کہ اسی طرح جب تک ذوق باطنی صحیح نہ ہو۔ نیک و بد میں (جبکہ وہ ظاہر میں متشابہ ہوں) امتیاز نہیں ہو سکتا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۝ اما بعد

مقدمہ

اگرچہ ہمارے دور میں انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام و اہلبیت عظام علیہم الرضوان اور اولیاء و علماء علیہم الرحمت و الغفران کی گستاخی و بے ادبی کو معمولی غلطی سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض فرقوں نے تو اس کو کوئی اہمیت نہیں دی حالانکہ بے ادبی و گستاخی عذاب الٰہی کا دوسرا نام ہے

؎ بے ادب خود را نہ تنہا ۔ داشت بد

فقیر اس رسالہ میں مختصراً گستاخوں کا انجام واضح کرتا ہے پھر اختیار بدست مختار ۔

قرآن مجید

ہم سب کو قرآن مجید کے ارشادِ گرامی سے بڑھ کر اور کوئی حکم نہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے ۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ تو نہ پائیگا اُنہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی چاہے وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں ۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی اور اُنہیں باغوں میں لے جائیگا ۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ، ہمیشہ رہیں گے اُن میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ۔ یہی لوگ اللہ والے ہیں ۔ ـــــ اللہ والے ہی مراد کو پہنچے ۔

تفسیر :- اِس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ جل شانہٗ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں گستاخی کرے مسلمان اُس سے دوستی نکریگا۔ جس کا صریح مفاد ہُوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مُسلمان نہوگا۔

نیز آیت میں ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی عزیز سب کو گِنایا یعنی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظّم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو، ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اُس سے محبت نہیں رکھ سکتے اس کی وقعت نہیں مان سکتے۔ ورنہ مُسلمان نہ رہوگے۔

مولٰی تعالٰی کا اتنا فرمانا ہی مُسلمان کے لئے کافی تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بُلاتا ہے اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ اور رسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا، کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

فوائد :-

۱:۔ اللہ تعالٰی تمہارے دِلوں میں ایمان نقش کردیگا جس میں اِنشاء اللہ تعالٰی حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔

۲:۔ اللہ تعالٰی رُوح القدس سے تمہاری مدد فرمائیگا۔

۳:۔ تمہیں ہمیشگی کی جنّت میں لیجائیگا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔

۴:۔ تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے یعنی خدا والے ہوجاؤ گے۔

۵:۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ اُمید وخیال وگمان سے کروڑوں درجے زیادہ۔

۶:۔ سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

۷:۔ یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی۔

بندے کے لئے اِس سے زیادہ اور کیا نعمت ہو کہ اُس کا رب اُس سے راضی ہو، مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا کہ اگر کروڑ جانیں آدمی رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کردے کہ وہ اللہ کو مفت پائے کریں پھر زید وعمر سے علاقۂ تعظیم ومحبت یک لخت ختم کردینا کتنی بڑی بات ہے جس پر اللہ تعالٰے ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرمارہا ہے۔ اور اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ جیسا کہ اُس کے نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے۔ کہ جو پست ہمت نعمتوں کے لالچ میں نہ آئیں۔

ادب کے فوائد پڑھنے کے بعد گستاخی کی سزا بھی سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔

ترجمہ:۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ط

ترجمہ:۔ ہم نے آپ کو (قیامت کے دن اعمال امت پر) گواہ اور (دنیا میں مسلمانوں کو) خوشخبری دینے والا اور (کافروں) کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ تم لوگ اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

احادیث مبارکہ

جس طرح صحابہ کرام نے قرآن وحدیث کو سمجھا ایسے ہی نہ کسی غوث و قطب کو نصیب ہوا نہ مجتہد امام وفقیہہ کو اور نہ ہی کسی محدث و مفسر کو پھر لیڈران دو چار لغت کی کتابیں پڑھنے والے تو کسی شمار میں بھی نہیں۔ ذیل میں ہم صحابہ کرام و اہلبیت عظام کی روایات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ مسئلہ کی عزت وعظمت ذہن میں اچھی طرح جاگزیں ہو جائے۔

صحابۂ کرام کا گستاخوں کیساتھ برتاؤ

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس صحابہ جیسے بے پناہ محبت وعقیدت رکھنے والے انتہائی مخلص و وفادار ساتھی بنائے انسانیت میں نہ تو کبھی زمانہ ماضی میں پیدا ہوئے اور نہ کبھی آئندہ پیدا ہو سکتے ہیں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کی جاں نثاریوں فداکاریوں تعظیم وتوقیر ادب اور احترام کے بے شمار واقعات احادیث وسیر کی معتبر کتابوں میں مذکور ومروی ہیں۔ ان میں حسب ذیل چند واقعات بحوالہ جات معتبر کتب سے پیش کرتا ہوں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا اور بے ادب گستاخ :- وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا کے شان نزول میں علامہ عینی صد ۲۰۹ ج۱۲ میں لکھتے ہیں۔

عن انس رضی اللہ عنہ قیل یا نبی اللہ لو اتیت عبداللہ بن ابی فانطلق الیہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یرکب حمارۃ وانطلق المسلمون یمشون وھی الارض سبخۃ فلما اتاہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الیک فواللہ لقد آذانی نتن حمارک فقال رجل من الانصار واللہ لحمار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اطیب ریحا منک فغضب لعبداللہ رجل من قومہ وغضب لکل واحد منہما اصحابہ وکان بینہما ضرب بالجرید والایدی والنعال۔

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ نے فرمایا کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ ابن ابی کے ہاں چل کر اُس کے ساتھ صلح کی بات کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو کر مع جماعت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ عبداللہ نے کہا گدھے کو دور کیجیے مجھے اس سے بدبو آتی ہے۔ ایک انصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو اُن کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

ف :- غور کیجیے کہ صحابہ کرام کی نظروں میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کتنا ملحوظ خاطر تھا کہ گدھے کے مقابلہ میں کلمہ گو عبداللہ اور اُس کی پارٹی سے ہاتھا پائی اور لڑائی جھگڑا کر دیا۔

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کا قتل :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا۔

من الکعب بن الاشرف فانہ قد اذی اللہ ورسولہ

ترجمہ۔ کعب بن اشرف کو قتل کرنے کون جاتا ہے اس لیئے کہ اُس نے اللہ اور اُس کے رسُول کو ستایا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اتحب ان اقتلہ" کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میں اُسے قتل کروں آپ نے فرمایا ہاں" اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُس سے ہیر اپھیری کی بات کروں (یعنی ڈھنگ کی بات کروں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔

تو محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور اُس سے کہنے لگے کہ اُس مرد نے (مراد اُس سے حضور تھے) ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔ اور میں تیرے پاس قرضہ مانگنے آیا ہوں۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم تم اُس (مراد حضور) سے اور بھی زیادہ ملال میں پڑو گے۔

محمد نے کہا ہم چونکہ اُس کی اتباع کر چکے ہیں لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ اُس کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ دیکھیں اُس کا کیا انجام ہوگا۔ محمد نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تو مجھے قرض دے دے۔ کعب نے کہا رہن (گروی) کیا رکھے گا۔ اُنہوں نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے۔ کعب نے کہا تم اپنی عورتیں میرے ہاں گروی رکھو۔ اُنہوں نے جواب دیا کیا تو تمام عرب والوں سے زیادہ حسین ہے جو تیرے پاس اپنی عورتیں گروی رکھیں۔ کعب نے اُن سے کہا تو اپنی اولاد میرے ہاں گروی رکھو۔

محمد نے جواب دیا کہ ہمارے بیٹوں کو یہ طعنہ دیا جائیگا کہ فلاں — (عرب کا ایک پیمانہ ہے) کھجور میں گروی رکھا گیا تھا تو یہ ہم پہ عار ہے ہاں ہم تیرے ہاں ہتھیار گروی رکھیں گے۔ کعب نے کہا اچھا ٹھیک ہے پھر اُس سے عہد باندھا کہ وہ اُس کے پاس حارث، ابو عبس اور عباد بن بشیر کو بھی لیکے آئیگا۔

راوی نے کہا کہ یہ سب رات کو کعب کے پاس پہنچے اور اُس کو بلایا وہ اُن کی طرف اترا کعب کی بیوی نے اُس سے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں کہ گویا وہ خون بہانے والے کی آواز ہے کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد اور اُس کا دودھ بھائی مثل ابو نائلہ ہے بے شک کریم کو رات کے وقت اگر نیزے کی ضرب کے لیئے بھی بلایا جائے تب بھی جواب دیگا۔ محمد نے اپنے ساتھیو

سے کہا کہ جب وہ آئے گا میں اپنا ہاتھ اُس کی سَر کی طرف بڑھاؤں گا۔ پھر میں جب اُس سے قابو پاجاؤں تو تم ہوشیاری سے اپنی تلواریں لیکر اُس کو مار دینا۔

راوی نے کہا کہ جب وہ اترا اس حال میں کہ بغل سے نیچے کپڑا نکال کر کندھے پر ڈالے ہوئے تھا، تو اُنھوں نے کہا ہم تیرے سے خوشبو محسوس کرتے ہیں کہنے لگا ہاں مستورات عرب سے زیادہ خوشبو والی میرے نیچے ہے، محمد نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تیرے سَر کو سونگھ لوں اُس نے کہا ہاں تو محمد نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا پھر کہا کہ دوبارہ مجھے اجازت ہے کہنے لگا ہاں پھر آپ نے سونگھا اور قابو پا گئے۔ ساتھیوں سے کہا اسے قتل کردو تو اُنھوں نے قتل کر دیا پھر حضور کے پاس آکر اس واقعہ کی خبر دی (صحیح بخاری ج ۲ ص۵۷۶ و صحیح مسلم ج ۲ ص۱۱۰)

فوائد:- ۱۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کو سَبّ کرنا (نعوذ باللہ) صرف حضور کو ایذا پہنچانا نہیں بلکہ اللہ کو بھی ایذا پہنچانا ہے۔ کعب نے حضور کو سَبّ کیا لیکن حضور نے فرمایا

فانہ اذی اللہ تعالیٰ ورسولہ   اُس نے اللہ ورسول کو ایذا دی۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ حضورؐ کا گستاخ مستحق قتل ہے لیکن یہ کام حکومت کر سکتی ہے عوام اس کے مجاز نہیں۔

حضور علیہ السلام کا ایک اور دشمن صحابہ کے نرغے میں:۔ حضرت براء سے روایت ہے کہ حضور نے ابو رافع کے ہاں چند انصاری بھیج کر اُسے قتل کرایا کیوں اس لئے کہ ص۵۷۷ ج

کان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم   ابو رافع حضور کو ایذا دیتا تھا۔ صحیح بخاری

نابینا عاشق رسول اور لونڈی دشمن نبی۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی لونڈی اُم ولد تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سَبّ و شتم کرتی اندھے نے اُسے روکا وہ باز نہ آئی اندھے نے اُسے جھڑکا وہ نہ رُکی۔ ایک رات وہ لونڈی حضور کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے لگی تو اندھے نے مغول (ہلاک کرنے کا ایک ہتھیار، لمبا بیکار، گپتی، ایک قسم کی تلوار) لایا اور اُس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اُس کے اوپر چڑھ گیا اور اُسے قتل کر دیا پس جب صبح ہوئی حضور کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا۔ حضور نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اُس مرد پر قسم ڈالتا ہوں کہ کھڑا ہو جائے جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اُس پر حق ہے۔ (کہ میری اطاعت کرے) تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حالت میں آیا کہ خوف

سے کانپتا تھا حتیٰ کہ حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا یارسول اللہ اس لونڈی کا مالک میں ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی میں نے اسے روکا نہ رکی۔ میں نے اسے جھڑکا وہ باز نہ آئی اس سے میرے دو بیٹے ہیں موتیوں کی طرح اور وہ میری رفیقہ تھی۔ گذشتہ رات آپ کی گستاخی میں شروع ہوئی میں نے تلوار اٹھائی اور اس کو اس کے پیٹ میں رکھا اور خود اوپر چڑھ گیا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حاضرین مجلس خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔ (یعنی نابینا نے ٹھیک کیا موذی رسول قتل کرنے کے ہی قابل ہے اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائیگا اس لعین کا خون ضائع جائیگا) سنن ابی داؤد، کتاب الحدود باب الحکم فی من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، سنن نسائی کتاب المحاربۃ باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبی علیہ السلام کی دشمن یہودیہ کا گلہ گھونٹا گیا۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ حضور صلی اللہ کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کرتی تھی تو ایک مرد نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں گیا۔ بدلہ نہیں لیا جائیگا سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۴۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸

متقی پرہیز گار لیکن دشمن رسول

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض و عداوت دل میں ہو تو پھر جملہ عبادات بے کار بلکہ جہنم کا موجب۔ چنانچہ محدث کبیر امام ابو یعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تصریح فرمائی اور صاحب ابریز نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا۔

عن انس قال کان فینا شباب ذوعبادۃ و زھد واجتھاد فسمیناہ لرسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یعرفہ ووصفناہ بصفۃ فلم یعرفہ فبینما نحن کذالک اذا قبل فقلنا یارسول اللہ ھو ھذا فقال انی الاری علی وجھہ سنفعۃ من الشیطان فجاء فسلم فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال اللھم نعم ثم ولی فدخل المسجد فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یقتل الرجل فقال ابوبکر کیف اقتل رجلا وھو

یصلی وقد نهانا النبی صلی الله علیه وسلم عن قتل المصلین فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم من یقتل الرجل فقال عمر انا یا رسول الله
فدخل المسجد فاذا هو ساجد فقال مثل ما قال ابوبکر واراد ان رجعن فقد
رجع من هو خیر منی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مه یا عمر فذکر
له فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یقتل الرجل فقال علی انا فقال
انت تقتله ان وجدته فدخل المسجد فوجده قد خرج فقال اما والله لو
قتله لکان اولهم وآخرهم ولما اختلفا فی امتی اثنان اخرجه ابن ابی شیبه
(ابریز شریف ص۲۷۵، حجة الله علی العالمین ص۵۵ مطبوع قدیم وجدید - خصائص کبریٰ
ص۱۴۷ ج۲۰ - فتح الباری ص۲۶۷ ج۱۳ وغیرہ وغیرہ)

ترجمہ:- حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا ہی عابد و زاہد نوجوان تھا
ہم نے ایک دن حضور سے اس کا تذکرہ کیا حضور اُسے نہ جان سکے۔ پھر اُس کے
حالات و اوصاف بیان کئے جب بھی حضور نہ پہچان سکے۔ یہاں تک کہ ایک دن
وہ اچانک سامنے آگیا جیسے ہی اُس پر نظر پڑی ہم نے حضور کو خبر دی کہ یہ وہی جوان
ہے حضور نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کے دھبے
دیکھتا ہوں اتنے میں وہ حضور کے قریب آیا اور سلام کیا حضور نے اُس سے مخاطب
ہو کر فرمایا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ تجھ سے یہاں
کوئی افضل نہیں ہے۔ اُس نے جواب دیا ہاں اُس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل
ہوا حضور نے آواز دی کہ کون اُسے قتل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ میں
جب اس ارادے سے وہ مسجد کے اندر گئے تو اُسے نماز پڑھتا دیکھ کر واپس لوٹ آئے اور
اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کردوں جبکہ حضور نے نمازی کے قتل سے
منع کیا ہے پھر حضور نے آواز دی کون اُسے قتل کرتا ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں،
وہ مسجد کے اندر گئے تو اُس وقت نوجوان سجدہ کی حالت میں تھا وہ بھی اُسے نماز پڑھتا
دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح واپس لوٹ آئے پھر حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل

کرتا ہے حضرت علی نے جواب دیا میں حضور نے فرمایا تم اُسے ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے لیکن جب حضرت علی مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ شخص جا چکا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری اُمت کے جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ شخص پہلا اور آخری ثابت ہوتا یہاں تک کہ اُس کے بعد میری اُمت کے دو فرد بھی آپس میں نہ لڑتے۔

ناظرین :- واقعہ مذکورہ پر غور کیجئے کہ شخص مذکور شرعی احکام کا کتنا بڑا پابند تھا لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کرم اور آپ کے عشق و پیار سے یکسر خالی تھا اسی لئے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بار بار متوجہ کرنے کے بعد آپ نے اُس کی جان پہچان سے انکار کر دیا۔ اگرچہ باطنی طور پر آپ اُس کے حالات سے پوری طرح واقف تھے۔

چنانچہ وہ شخص جب حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا

"انی لاری علی وجھہٖ سفعة من الشیطان"

یعنی میں اُس کے چہرے پر شیطانی دھبے دیکھتا ہوں اور اُسے مخاطب ہو کر اُس کے اندرونی مرض (بغض و دشمنی نبوت) کا پتہ بھی دے دیا۔ چنانچہ اُس کے ساتھ خطاب کے الفاظ مبارک یہ ہیں کہ "اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال اللھم نعم"

یعنی کیا تو نے ابھی دل میں یہی سوچا کہ تجھ سے بہتر و برتر کوئی نہیں۔ اُس کے منہ سے نکلا ہاں یہی خیال تھا۔

ناظرین :- غور فرمائیں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کی وسعت کتنا ہے کہ نہ ہر بندے کے حالات سے باخبر ہیں بلکہ آپ ہر ایک اندرونی معاملات کو بھی خوب جانتے ہیں اُس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالے علمِ غیب میں ہے۔

پھر غور کیجئے کہ اُس شخص کے اتنا بڑا زہد و تقویٰ کے باوجود رحمت اللعالمین امت کے غم میں ساری رات رونے والے کریم رحیم شفیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار اور وہ بھی جلیل القدر صحابہ اور خلفائے راشدین جیسی شخصیات کو۔ پھر جب وہ قتل نہ ہو سکا تو افسوس فرماتے ہوئے فرمایا

"اما واللہ لو قتلتہ لکان اولھم و آخرھم ولما اختلفا فی امتی اثنان"

یعنی اگر وہ قتل کر دیا جاتا تو ملا فی سبیل اللہ فساد کا یہی پہلا اور آخری مقتول ہوتا اور تا قیامت یہ مذہبی جھگڑا اور اختلاف بھی دنیا سے اُٹھ جاتا۔ اس سے ثابت ہُوا کہ نبوت کے گستاخ کی دُنیا کی سزا جان سے مار دینا ہے اور مرنے کے بعد سیدھا جہنم ہیں۔

انتباہ:- مذہبی بہروپیوں سے بچنے کی کوشش فرمائیں تاکہ اُن کے پھندے میں پھنس کر تم بھی اُن کی طرح جہنم کا ایندھن نہ بن جاؤ۔ ایسے مذہبی بہروپیوں کی نشانیاں "وہابی دیوبندی کی نشانی" جو فقیر کی لکھی ہوئی کتاب ہے میں پڑھیے۔

ایک گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم درگاہ نبوت میں:- بہت سے لوگ ظاہر میں نیکی کا کام کرتے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک وہی نیکی جہنم میں لیجانے والی ہوتی ہے اُس کی ایک علامت تو یہ ہے کہ اندرون نیکی در پردہ نبوت کی گستاخی اور بے ادبی ٹپکتی ہو جیسا کہ ہمارے دَور میں دین کے بڑے ٹھیکیداروں کو دیکھ لیجئے یا پھر زمانۂ رسالت کو یاد کیجئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر مال تقسیم فرما رہے تھے

فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمِّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وآله وسلم

پس ایک ایسا شخص آیا جس کی گھنی داڑھی، اونچے اونچے رخسار، گہری آنکھیں ابھری ہوئی پیشانی، منڈا ہُوا سر اور اونچا تہبند تھا۔

سیہ رُو، تند خو اور سر منڈا اور سَر بسر فتنہ

یہ گستاخ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے

اُس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ سے ڈر (معاذ اللہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں تو پھر اُس کی فرمانبرداری کون کریگا؟ اللہ نے مجھے اہل زمین پر امین، قاسم خزائن بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ پھر ایک مرد (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) نے اُس گستاخ کو قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر حضور نے اُنہیں منع فرمایا اور جب وہ درگاہ نبوت سے چل دیا تو نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ

مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ (الحدیث)

یعنی اس کی اصل سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے تجاوز نہ کریگا (یعنی دلوں پر اثر نہ ہوگا) دین سے اس طرح خارج ہونگے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ (مسلم شریف صہ ۳۴۱، مشکوٰۃ شریف صہ ۵۳۵)

ناظرین :- غور فرمائیں کہ امور مذکورہ نیکی میں نہ صرف شامل بلکہ جملہ نیکیوں کی سرتاج سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن نامنظور بلکہ اُلٹا جہنم کے داخلے کا ٹکٹ وہ کیوں صرف اس لیئے کہ اُن کے عامل نبوت کے گستاخ ہوں گے۔

یہی ہم اپنے عوام اہلسنت کو سمجھاتے ہیں کہ اُن کی ظاہری نیکی کا اعتبار مت کیجئے بلکہ ان کے عقائد کو دیکھیئے مثلاً وہابیوں، دیوبندیوں تبلیغیوں کو دیکھیئے کہ ان لوگوں کو اپنی قرآن دانی کا کتنا دعویٰ ہے کس طرح قرآن قرآن پکارتے ہیں لیکن چونکہ قرآن صرف اُن کی زبان پر ہے دل میں نہیں ہے اس لیئے یہ لوگ قرآن پڑھ کر الٹے ترجمے سناتے، شان نبوت وولایت کی تحقیر کرتے، بتوں اور مشرکوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو حضرات انبیاء واولیاء اور مسلمانوں پر بلا تکلف چسپاں کرتے ہیں۔ اور جب انہیں قرآن دانی کا نشہ زیادہ چڑھ جائے تو یہ لوگ فقہ شریف کے ساتھ حدیث پاک کا انکار کر کے منکر حدیث (چکڑالوی) بن جاتے ہیں جیسا کہ عبداللہ چکڑالوی وہابی نے منکر حدیث ہو کر قرآن کی آڑ میں فتنہ انکار حدیث کھڑا کر دیا۔

ف :- جس شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جھڑکا اُس کا نام حرقوص بن زہیر تھا۔ اور ذوالخویصرہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور

آیت :- ومنهم من يلمزك في الصدقات فان اعطوا منها رضوا وان لم يعطوا منها اذاهم يسخطون ۝ ولو انهم رضوا ما اتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله انا الى الله راغبون ۝ پ ۱۰ س توبہ

ترجمہ:۔ اور اُن میں کوئی وہ ہے جو صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر اُن میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جب ہی وہ ناراض ہیں اور کیا اچھا ہوتا وہ اگر اُس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اُس کے رسول نے اُن کو دیا۔ اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اُسی کے حق میں نازل ہوئی اور اُس کے متعلق کتب احادیث میں مختلف مواقع پر ذکر آیا ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف میں باب قتل الردۃ اور باب المعجزات میں اور بخاری شریف و مسلم شریف و دیگر کتب میں اُس کے متعلق روایات آئی ہیں۔

وہابی دیوبندی، مودودی، تبلیغی فرقوں کے معنوی باپ کا تعارف:۔ ہمارے دور میں جتنے بے ادب اور گستاخ فرقے مثلاً مرزائیت، نیچریت، چکڑالویت، مودودیت، خارجیت نجدیت، وہابیت، دیوبندیت کا اصل یہی شخص ہے یعنی آنے والوں میں انبیاء و اولیاء بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی کا بیج اُسی نے بویا۔ چنانچہ آپ نے اوپر پڑھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کی نسل سے اور لوگ پیدا ہوں گے جو شکل و صورت میں اُسی شخص کا پورا نمونہ ہوں گے اور گستاخی اور بے ادبی میں اِسی شخص کے نقش قدم پہ چلیں گے۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ یہ ہر دونوں باتیں مذکورہ بالا فرقوں یعنی خوارج، نجدی، وہابی، دیوبندی وغیرہم میں پائی جاتی ہیں۔

سوال:۔ تم نے لکھا ہے کہ خوارج وغیرہ اُسی کی نسل سے ہیں، حالانکہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ:

"لم یکن فی الخوارج قوم من نسل ذی الخویصرۃ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۳۵ المرقات ج ۵ ص ۱۰۵)

یعنی خوارج میں کوئی بھی ذوالخویصرہ کی نسل سے نہیں۔

جواب:۔ احادیث کے ماہر کو معلوم ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ لازماً اور ضرور ہو کر رہیگا اور یہ بھی حاذق فن پر واضح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد گرامی جمیع حقائق کا جامع ہوتا ہے۔ اِسی لیے اِس سے مراد بھی اِس شخص کی ہر قسم کی اولاد مراد ہوگی۔ یعنی حقیقی اور معنوی۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۱۰۵ میں ہے کہ

ان من الاصل الذی هو منه فی النسب او من الاصل الذی هو علیہ فی المذہب

"یعنی اصل سے مراد یہ ہے کہ جس برادری سے ذوالخویصرہ پیدا ہوا اسی نسل سے یہی خوارج وغیرہ ہوں گے۔ یعنی اصل سے اس کا مذہب مراد ہے کہ آنے والے لوگ اسی کے مذہب پر ہوں گے"

چنانچہ خوارج وغیرہ اسی کے مذہب کے مطابق ہیں۔

جواب ۲: حقیقی اولاد اگرچہ خوارج نہیں لیکن نجدی تو اس کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنو تمیم سے ہے اور محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی اسی قبیلہ سے ہے۔ چنانچہ عرب کے مشہور مورخ علامہ زینی دحلان اپنی کتاب الدرر ص۵۱ میں لکھتے ہیں۔

واصرح من ذالک ان ھذا المغرور محمد بن عبدالوهاب بن تمیم فیحتمل ان من عقب ذی الخویصرہ التمیمی الذی جاء فیہ حدیث البخاری عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ (الدرر ص۵۱)

"اور سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا سلسلہ نسب بنی تمیم سے ہے اس لئے کچھ بعید نہیں کہ وہ ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو جس کے متعلق بخاری شریف میں ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے حدیث منقول ہے۔"

خلاصہ یہ کہ محدثین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ ذوی الخویصرہ کی اولاد حقیقی اور معنوی ہر دونوں نے دین اسلام کو نقصان پہنچایا۔

روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ دین میں داخل ہو کر بے دین ہونے والوں کی ابتداء ایسے ہی لوگوں سے ہوئی ہے جنہیں منافق کہا جاتا ہے جو نماز روزہ اور دین کے سب کام کرنے والے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں توہین کی ذوالخویصرہ کے جن ہمراہیوں کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے اُن سے مراد وہی لوگ ہیں جنہوں نے ذوی الخویصرہ کی طرح شان رسالت میں گستاخیاں کیں خواہ جس رنگ میں ابھرے اسلام میں یہ پہلا گروہ خارجیوں کا گروہ ہے یہی گروہ اہل حق کو کافر و مشرک کہہ کر اُن سے قتال وجدال کو جائز قرار دیتا ہے چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی اور آپ کے ہمراہیوں کو خارجیوں نے معاذاللہ

اور خلیفہ برحق کی مخالفت کی اور اہل حق کیساتھ جدال وقتال کیا حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں حضرت سیدنا علی مرتضےٰ شہید ہوئے۔ اسی بدبخت گروہ کے فتنوں کی خبر زبان رسالتؐ نے سرزمین نجد میں ظاہر ہونے کے متعلق دی اور فرمایا ھناك الزلازل والفتن الخ

خطرہ کا الارم

ذوالخویصرہ مذکور کی اولاد کا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر اور سب سے بڑے خطرے کا اظہار وہ یہ کہ اس کے مذہب کے پیروکار بالآخر دجال لعین کے ساتھ مل کر اُمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تباہ و برباد کریں گے۔ چنانچہ مشکوٰۃ جلد اول کتاب القصاص باب قتل اہل الردۃ میں بحوالہ نسائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بار کچھ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے پیچھے سے عرض کیا یا محمدؐ آپ نے اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا (غضبناک ہوکر) کہ ہمارے بعد تم کو ہم سے بڑھ کر کوئی عادل نہ ملیگا۔ پھر فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم اس سے پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ اور اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ پھر فرمایا

سِیمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ لَا یَزَالُوْنَ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ اٰخِرُھُمْ مَعَ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ ھُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَۃِ۔

یعنی اُن کی پہچان سر منڈوانا ہے یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اُن کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی اگر تم اُن سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام خلقت میں سے بدترین ہیں۔

مزید تشریح کے لئے فقیر کی کتاب "وہابی دیوبندی کی نشانی" پڑھیئے۔

نبی علیہ السّلام کے گستاخ کو حضرت علی نے مارا۔ واقعات بتاتے ہیں کہ معمولی سی بے ادبی اور گستاخی دیکھ کر یا سن کر صحابہ کرام برداشت نہ کرسکے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال بینما نحن عند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقسم قسما اذاتاہ ذوالخویصرۃ وھو رجل من بنی تمیم فقال یارسول اللہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذالم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر یارسول اللہ ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتھم وصیامہ مع صیامھم یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ینظرالی نصلہ فلایوجد فیہ شئ ثم ینظرالی رصافہ فلایوجد فیہ شئ ثم ینظر الی نضیہ وھو قدحہ فلایوجد فیہ شئ قد سبق الفرث والدم آیتھم اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المرأۃ اومثل البضعۃ تدردر یخرجون حین فرقۃ من الناس قال ابو سعید فاشھد انی سمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشھد ان علی ابن ابی طالب قاتلھم وانا معہ فامر بذالک الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ علی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے اور حضرت کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوی الخویصرہ آیا جو بنی تمیم قبیلہ سے تھا اور کہا یارسول اللہ عدل کیجئے حضرت نے فرمایا تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو پھر کون کریگا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم اور بے نصیب ہو گیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ حکم دیجئے کہ اس کی گردن ماروں فرمایا جانے دو۔ اس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نماز و روزوں کو حقیر سمجھوگے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے باوجودیکہ اس جانور کے پیٹ کی آلائش و خون میں سے پار ہوتا ہے مگر نہ اس کے پیکان میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بندان میں جس سے پیکان باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پر میں نشان

ان کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتی ہوگی۔ وہ لوگ اُس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔

ابوسعید رضؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اِس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے اِن لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی علیؓ کے ساتھ تھا اُنھوں نے بعد فتح کے حکم کیا کہ اُس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر حضرت نے دی تھی چنانچہ جب اُس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اُس کی حضرت نے کہی تھیں سب اُس میں موجود تھیں۔

غور فرمائیے کہ احمق کے ذہن میں آیا کہ عدل ایک عمدہ شے ہے اگر صاف صاف حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دیا جائے تو کیا مضائقہ ہے اُس بیوقوف نے یہ خیال نہ کیا کہ بات تو چھوٹی ہے مگر بہ نسبت شانِ نبوی کے کتنی بڑی بے ادبی ہوگی اور انجام اُس کا کیا ہوگا۔ چنانچہ اسی بے ادبی پر واجب القتل ہوگیا تھا۔ مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اپنے تمام ہم مشربوں کے مارا جائے اِس لیئے باوجود عمرؓ کی درخواست کے منع فرمادیا۔

گستاخ رسُول کو قتل کرنے پر خوشی کا منظر

گستاخ نبوت کتنا ہی اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کا زاہد عابد ہو ہمارے نزدیک ہمارے جوتے کے نوک کے برابر بھی نہیں بلکہ ہمارے اسلاف تو ایسے بدبختوں کے قتل کرنے سے بہت بڑے خوش ہوتے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

قال عن نبیط بن شریط قال لما فرغ من قتال اھل النھروان قال قلبوا القتلی قلبناھم حتی خرج فی آخرھم رجل اسود علی کتفہ مثل حلمۃ الثدی فقال علی اللہ اکبر واللہ ما کذبت ولا کذبت کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد قسم فجاء ھذا فقال یا محمد اعدل فواللہ ما عدلت منذ الیوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثکلتک امک ومن یعدل علیک اذا لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول

الله الا قتله فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا دعہ فان لہ من یقتلہ فقال صدق اللہ خط کذا فی کنز العمال۔

ترجمہ:۔ نبیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوئے علیؓ اہل نہروان کے قتل سے کہا کہ کشتوں میں اس شخص کو تلاش کرو جب ہم نے خوب ڈھونڈھا تو سب کے آخر میں ایک شخص سیاہ فام نکلا۔ جس کی شانہ پر ایک گوشت پارہ مثل سپرپستان کے تھا یہ دیکھتے ہی علیؓ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اس کا مرتکب ہوا۔ ایک بار ہم حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے کہ آج آپ نے عدل نہیں کیا۔
حضرت نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کروں تو پھر کون عدل کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کو قتل نہ کروں فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو اس کو قتل کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔ علیؓ نے یہ کہہ کر کہا صدق اللہ ۔۔۔۔۔۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا۔ اس لیے کہ اس کی لاش تمام لاشوں کے نیچے تھی۔
نتیجہ ظاہر ہے کہ اس ایک گستاخی نے اس شخص کو کہاں پہنچا دیا اور وہ کثرت عبادت اور ریاضت اس کی کس کام پر آئی۔

ازالۂ وہم نیکی اور عبادت بہر حال اچھا کام ہے لیکن جس نیکی اور عبادت میں نبوت و رسالت کی تنقیص مطلوب ہو وہ نیکی بھی کفر بن جاتی ہے۔ اس شخص کا مطلب بھی تنقیص رسالت تھا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

عن ابی برزۃ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدنانیر فجعل یقسمہا وعندہ رجل اسود مطموم الشعر علیہ ثوبان ابیضان بین عینیہ اثر السجود وکان یتعرض لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطہ فاتاہ نعرض من قبل وجہہ فلم یعطہ واتاہ من قبل

يمنيه فلم يعطه شيئاً فقال يا محمد ما عدلت منذ اليوم في القسمة فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم غضباً شديداً ثم قال والله لا تجدون احداً اعدل عليكم مني ثلاث مرات ثم قال يخرج عليكم رجال من قبل المشرق كان هذا منهم هكذا يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق من الرمية ثم لا يعودون اليه ووضع يده على صدره سيماهم التحليق لا يزالون يخرجون آخرهم مع المسيح الدجال فاذا رأيتموهم فاقتلوهم ثلاثاً هم شر الخلق والخليقة يقولها ثلاثاً حم وابن جرير طب ك كذا في كنز العمال

ترجمہ:۔ حضرت ابی برزہ نے فرمایا کہ کہیں سے دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگئے تھے آپ نے اُن کو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضرت کے پاس ایک شخص سیاہ فام تھا سر کے بال کترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اثر سجدہ کا نمایاں تھا۔ چاہتا تھا کہ حضرت کچھ عنایت فرماویں مگر کچھ نہ دیا روبرو آکر سوال کیا کچھ عنایت نہ فرمایا داہنے طرف سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ ملا بائیں طرف سے آکر مانگا کچھ نہ ملا پیچھے سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ پایا کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج آپ نے تقسیم میں عدل نہ کیا۔ حضرت اس بات پر بہت خفا ہوئے اور شدت غضب سے تین بار فرمایا خدا کی قسم مجھ سے زیادہ عدل کرنیوالا تم کسی کو نہ پاؤگے پھر فرمایا یہ اُن لوگوں سے ہے جو تم پر مشرق کی طرف سے نکلیں گے وہ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ اُن کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر نہ لوٹیں گے دین کی طرف اور دست مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا نشانی اُن کی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے۔ ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہوں گے۔ پھر تین بار فرمایا کہ جب تم اُن کو دیکھو تو قتل کر ڈالو۔

وہ لوگ تمام مخلوقات سے بدتر ہیں یہ جملہ تین بار فرمایا روایت کیا اس کو امام احمد، نسائی و ابن جریر، طبرانی اور حاکم نے

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تھا کہ کثرت صلوٰۃ سے پیشانی میں اس کے گھٹا پڑ گیا تھا غرض کہ ان احادیث میں تامل کرنے کے بعد ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ باوجود کثرت عبادت اور ریاضت شاقہ کے وہ شخص اور اس کے ہم خیال جو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹھہرے وجہ اس کی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی۔

اس سے ثابت ہوا کہ عبادت کیسی ہی اعلیٰ ہو لیکن اگر ادب نہ ہو تو وہ عبادت ہی بیکار ہے اور اگر ادب ہو تو بڑی غلطی بھی معاف ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہی کلمہ تو انصار نے بھی کہا تھا مثلاً عکرمہ سے روایت ہے کہ مال غنیمت کے لئے لشکر اسلام میں جھگڑے ہونے لگے شدہ شدہ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچی آپ نے حکم دیا کہ سارا مال غنیمت حضور میں حاضر کر دیا گیا کسی کے پاس ایک حبہ نہ رہا اس وقت اہل شجاعت اور لڑنے والے سمجھے کہ یہ مال صرف ہم لوگوں کو ملے گا مگر آنحضرت (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سب کو بحصہ مساوی دینے لگے۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ جن لوگوں نے صف کارزار میں بڑھ بڑھ کر تلواریں چلائی ہیں اور داد شجاعت دے دے کر اپنی جانیں گنوانے میں ذرا بھی دریغ نہ کیا کیا آپ ان کو ان ضعیف اور عاجز لوگوں کے برابر دیں گے جو قابل جنگ نہ تھے۔

قربان اس غریب نوازی اور مسکین پروری کے ارشاد ہوا کہ تم لوگ یہ فخر نہ کرو کہ ہم اپنی قوت بازو سے فیروزمند اور ظفریاب ہوئے ہیں بلکہ یہ انہیں ضعفاء کی دعا تھی۔ دیکھئے اس روایت میں صحابہ نے وہی کہا جو منافق نے کہا تھا لیکن انہیں کچھ نہ کہا گیا۔

گستاخ اور بے ادب ولد الزنا یا ولد الحرام

ہمارا تجربہ ہے کہ نبوت اور ولایت کا بے ادب اور گستاخ ولد الزنا یا ولد الحرام ہوتا ہے اس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک نبوت کے گستاخ کے بارے میں فرمایا۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ (القلم پ ۲۹/۲)

یسے لی باتیں نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل بہت ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر اُدھر کی لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خو اس کے بعد ولد الحرام"

چنانچہ اس بے ادب نے اپنی ماں سے تصدیق چاہی تو اس کی ماں نے اعتراف کیا کہ واقعی نبوت کا گستاخ ولد الحرام ہے۔

تفاسیر میں مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ مر جائیگا تو اس کا مال غیر لیجائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا تو اس سے ہے۔

پہلا گستاخ نبوت ولد الزنا تھا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مقتول کی لاش حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں لائی گئی آپ نے مجمع سے پوچھا کہ

"أَيُّكُمْ يَعْرِفُ هٰذَا" تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے

ایک شخص نے عرض کی

هٰذَا حرقوص وَأُمُّهُ هٰهُنَا اس کا نام حرقوص ہے اس کی ماں زندہ اور یہاں موجود ہے اس کے باپ کا علم کسی کو نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا

من هٰذا ۔ حرقوص کا باپ کون ہے۔

اس نے عرض کی

ما ادری الا انی کنت فی الجاهلية ارعیٰ غنما بالربذة فغشینی شیئ کهیئه الظلمة مخملت منه فولدت هٰذا۔

(خصائص کبیری ص ۲۴۲ وحجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۵۵ فتح الباری شرح بخاری ۱۲ ص ۲۶۷)

یعنے مجھے اس کے متعلق اور کچھ معلوم نہیں زمانۂ جاہلیت میں میں ربذہ پہ بکریاں چرا رہی تھی کسی کالی سیاہ شکل نے میرے ساتھ جماع کر لیا یہ جو وص اسی کا حمل ہے"
فقیر اویسی غفرلہٗ نے تجسس کیا کہ جو بھی حق مذہب مذہب اہلسنت کو ترک کر کے یا ویسے بد مذہبی کو اختیار کرتا ہے تو وہ ظالم ولد الزنا یا ولد الطرام ضرور ہوتا ہے

فائدہ ظاہر ہے کہ ولد الزنا تو وہ ہے جو اپنے باپ کا نہ ہو اور ولد الطرام وہ ہوتا ہے جو ہو تو اپنے باپ کا لیکن اس کے باپ سے یہ غلطی ہوئی کہ پہلے جماع کے بعد غسل کیے بغیر دوبارہ جماع کر لیا۔ اس سے نطفہ ٹھہرا تو وہ ولد الطرام ہے یعنی نطفۂ نجس کی نحوست سے عقائد نجست سے اعلیٰ خاندان کے لوگ بد مذہب ہو جاتے ہیں۔ اس کی اکثر اصل وجہ یہی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مالک بن نویرہ کا قتل

مالک بن نویرہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر قتل کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "تمہارے صاحب" کہا۔ صد۲۰۸ شفا اور نسیم الریاض ص۳۴۵ میں ہے حالانکہ کسی کو تمہارا صاحب کہنا بظاہر کوئی غلطی نہیں۔ لیکن چونکہ کہنے والے نے حضور علیہ السلام معمولی سمجھ کر کہا تو سیف اللہ (خدائی تلوار) نے اسے زندہ نہ چھوڑا۔

قرآن کے قاری اور امام مسجد کو حضرت عمر نے قتل کر دیا

صاحب تفسیر روح البیان نے اسی عَبَسَ وَتَوَلّٰی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک امام ہر نماز میں یہ ہی سورۃ پڑھا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے اس امام کو بلا کر قتل کرا دیا کیونکہ ہر نماز میں یہ سورۃ پڑھنے سے معلوم فرمایا کہ یہ منافق ہے اور اس کے دل میں حضور علیہ السلام سے بغض ہے، اس لئے اس سورۃ ہی کو ہر نماز میں پڑھتا ہے جو بظاہر عتاب معلوم ہوتی ہے اس سے دو مسئلے بخوبی واضح ہوئے۔

۱۔ ایک تو یہ کہ قرآن بھی بری نیت سے پڑھنا کفر ہے، بعض لوگ یہ آیت ہر جگہ پڑھتے پھرتے ہیں قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اگرچہ پڑھتے تو قرآن کی آیت ہیں مگر نیت ہوتی ہے حضور علیہ السلام کی اہانت کی۔

۲۔ وہ آیات جن میں حضور علیہ السلام کے درجات بیان کیے گئے ہیں۔ ان کو ہر جگہ کیوں نہیں پڑھتے

۳۔ حدیث میں خارجیوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ قرآن پڑھے گی اور قرآن اُن کے گلے سے نیچے نہ اُتریگا کہ قرآن اُن پر لعنت کرے گا وہ اسی قسم کے لوگ ہیں۔

عظمتِ مصطفٰی اور صحابہؓ

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ نے اپنی صحیح۔ بخاری جلد اوّل میں لکھا کہ

قال عروة بن مسعود حين وجهة قريش الى رسول الله صلى الله عليه وسلم عام القضية ورأى من تعظيم اصحابه له ما رأى انه لا يتوضأ الا ابتدروا وضوءه وكادوا ان يقتتلوا عليه ولا يبصق بصاقا ولا يتنخم نخامة الا تلقوها باكفهم فدلكوا بها وجوههم ولا تسقط منه شعرة الا ابتدروها واذا امرهم بامر ابتدروا امره واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده ولا يحدون اليه النظر تعظيما له فلما رجع الى قريش قال يا معشر قريش انى جئت كسرى فى ملكه و قيصر فى ملكه والنجاشى فى ملكه وقيصر وانى والله ما رأيت ملكا فى قوم قط مثل محمد فى اصحابه الخ

"ہجرت کے چھٹے سال جب قریش نے عروہ ابن مسعود ثقفی کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح کے لیئے بھیجا اور اُنہوں نے صحابہ کرام کی تعظیم کا نقشہ دیکھا تو وہ اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب آپ وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کے مستعمل پانی پر لوگ اسطرح جھپٹتے ہیں کہ اب اُن میں جنگ ہوگی جب آپ بلغم یا تھوک پھینکتے ہیں تو لوگ اُس کو ہاتھ میں لے کر اپنے منہ پر ملتے ہیں اور جب آپ کا کوئی موئے مبارک گرتا ہے تو لوگ اُس کو جلد لے لیتے ہیں اور جب آپ کوئی حکم دیتے ہیں تو اس حکم کو پورا کرنے کے لیئے لوگ دوڑ پڑتے ہیں اور جب آپ بولتے ہیں تو لوگ اُس وقت خاموش ہو جاتے ہیں کوئی شخص ان کو احتراماً نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ عروہ جب واپس ہوئے تو انہوں نے کہا اے گروہ قریش میں نے کسرٰی و قیصر اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ لیکن میں نے قسم بخدا کسی بادشاہ کو اتنا بارعب اور پُرعظمت نہیں دیکھا کہ

جیسا محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے رفقاء میں دیکھا۔"
یہ صحابہ کرام کی انتہائی عظمت و محبت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اور بلغم تک کو اپنے لئے باعث سعادت و برکت سمجھتے تھے اور اُس کو اپنے منہ پر ملتے تھے

نماز خدا کی پڑھتے اور ادب مصطفےٰ کا کرتے :۔

عن سهل ابن سعد الساعدی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذهب الیٰ بنی عمرو بن عوف لیصلح بینهم فحانت الصلوٰة فجاء المؤذن الیٰ ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابوبکر فجاء رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس فی الصلوٰة فتخلص حتیٰ وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لا یلتفت فی صلوٰة فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرائی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاشار الیه رسول الله علیه وسلم ان امکث مکانك فرفع ابوبکر یدیه فحمد الله علیٰ ما امره به رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما انصرف قال یا ابابکر ما منعك وان تثبت اذا امرتك فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافة ان یصلی بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ (بخاری شریف)

"حضرت سہیل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمر ابن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت ہوا تو موذن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اقامت کی اور اُنہوں نے امامت کی۔ اسی اثنا میں آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا جب نمازیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تالی بجانے لگے (تاکہ حضرت ابوبکر صدیق متنبہ ہو جائیں) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں کسی بھی طرف دیکھتے نہ تھے۔ جب تالی کی آواز سنی اور گوشہ چشم سے رسول اللہ صلی

وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ حضرت نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، حضرت ابوبکر نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اُس وقت کہ حضرت نے ان کو جائے امامت پر کھڑا رہنے کا حکم دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کونسی چیز مانع ہوئی تو اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو قحافہ کے بیٹے کی مجال نہیں کہ رسول اللہ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔

علی مِٹ جائیگا لیکن نامِ نبی نہیں مٹے گا

عن ابی اسحاق قال سمعت البراء بن عازب یقول کتب علی ابن ابی طالب الصلح بین النبی صلے الله علیه وسلم وبین المشرکین یوم الحدیبیه فکتب هذا ما کاتب علیه محمد رسول الله صلے الله علیه وسلم فقالوا لا ——— فلو نعلم انك رسول الله لم نقاتلك ——— فقال النبی صلے الله علیه وسلم لعلی امحه فقال ما انا بالذی امحاه فمحاه النبی صلی الله علیه وسلم بیده۔

ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب وہ صلح نامہ لکھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر لکھا گیا تھا جس میں یہ عبارت تھی "ہذا ما کانت علیہ محمد رسول اللہ" مشرکوں نے کہا کہ لفظ رسول اللہ مت لکھیے کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو ہم لوگ تسلیم کرتے تو پھر آپ سے جنگ ہی کیوں رہتی؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹا دو اُنہوں نے عرض کیا کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو اس لفظ کو مٹا دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اس لفظ کو مٹا دیا۔

سوال۔ — اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تم کو حکم دیں اُس پر عمل کرو اور جس کام سے روکیں اُس سے باز رہو"

یا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِيْنًا۔

ترجمہ:۔ "کسی مومن اور مومنہ کیلئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی امر کا حکم دیں تو پھر اُن کو اپنے امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔"

اس کے باوجود ان مقتدر اور مقرب اور محبوب صحابہ نے آں حضرتؐ کے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی۔

جواب:۔ ان حضرات میں پاسِ ادب اور جذبۂ احترام اتنا زیادہ تھا کہ اُس کے مقابلہ میں یہ عدولِ حکمی عند اللہ و عند الرسول قابلِ التفات نہ ہوئی۔

اس لکڑی کو بے وضو ہاتھ نہ لگے، عن الاسلع ابن شریک قال کنت ارحل ناقة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصابتنی جنابة فی لیلة باردة فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحلة فکرهت ان ارحل ناقته وانا جنب وخشیت ان اغتسل بالماء البارد فاموت اوامرض فامرت رجلا من الانصار فرحلها ووضعت احجارا فاسخنت بها ماءً فاغتسلت ثم لحقت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه فقال یا اسلع مالی اری راحلتك تغیرت فقلت یا رسول اللہ لم ارحلها رحل رجل من الانصار قال ولم فقلت اصابتنی جنابة فخشیت القر علی نفسی فامرته ووضعت احجارا فاغتسلت به فانزل اللہ تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاریٰ الیٰ غفورا۔

اسلع بن شریک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی اور آنحضرت نے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت مجھے تردّد ہوا کہ اگر سرد پانی سے غسل کرتا ہوں تو سردی سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں مجبوراً ایک انصاری شخص کو کہہ دیا کہ کجاوہ باندھیں۔ پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر کے آنحضرت اور آپ کے صحابہ سے جا ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسلع میں تمہارے کجاوے میں کچھ فرق پاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا میں نے نہیں باندھا ہے آپ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ اس وقت مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور سرد پانی میں نہانے سے جان کا خوف تھا اس لیے ایک انصاری کو کہہ دیا۔ اسلع کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ الخ

غور کیجیے! حضرت اسلع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی ادب و احترام تھا کہ جس کجاوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے اس کی لکڑی کو بھی حالت ناپاکی میں ہاتھ لگانا گوارا نہ کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ کا ادب

عن عثمان قال لقد اختبأت عند الله عشراً انی رابع الاسلام وقد زوجنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابنته وقد بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی هٰذه الیمنی فما مست بها ذکری الخ (کنز العمال)

" حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے امانت رکھی اللہ تعالیٰ کے پاس دس چیزیں اسلام کی اور ہیں چوتھا شخص ہوں اور میرے نکاح میں حضور نے اپنی دو صاحبزادیوں کو دیا اور جب سے کہ میں نے بیعت کی ہے اور اپنے دایئں ہاتھ کو آنحضرت کے دست مبارک سے ملایا ہے تو اس ہاتھ سے میں نے اپنی شرمگاہ کو کبھی نہ چھوا "

ف: شرعاً شرمگاہ کے مس میں کوئی کراہت نہیں اگر کوئی کراہت۔ تو طبعی ہے۔ پھر اس کراہت طبعی کو ادب و احترام رسول نے کراہت شرعی سے بھی زیادہ بڑھا دیا کہ تا عمر اس فعل سے بچتے رہیے اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ جس چیز کو دست مبارک یا مس سے شرافت حاصل ہوگئی اس میں فضیلت ضرور آگئی۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ اکثر ممبر نبوی کو ہاتھ سے بوسہ دیا کرتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر کا ادب

قال ابن الاعرابی روی ان اعرابیا جاء الی ابی بکر فقال انت خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا قال فما انت قال الخالفہ بعدہٗ

"یعنے روایت ہے کہ ایک اعرابی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ نہیں تو اس نے کہا کہ پھر آپ کیا ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ خالف ہوں حضرت کے بعد"

ف: خالف اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی گھر میں تمام لوگوں میں ایسا ہو جس میں کوئی صلاحیت نہ ہو چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں، صدیق اکبر کو ادب و احترام نے اس کی اجازت نہ دی کہ اپنے کو اس لفظ کا مصداق سمجھیں اور اس کو ایسے طور سے بدلا کہ خلافت کا مادہ بھی باقی رہا اور ادب بھی قائم رہا

حضرت عباس نے ادب کیا۔

عن عبداللہ ابن عباس قال قیل للعباس انت اکبر او رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ھو اکبر منی وانا ولدت قبلہ (کنز العمال)

"یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عباس (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عباس نے جواب دیا کہ حضرت بڑے ہیں لیکن میں آپ سے پہلے پیدا ہوا"

حضرت عباس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کا احترام کرتے تھے لیکن حضرت عباس کو احترام نبوی نے اپنے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اکبر کہنے کی اجازت نہیں دی بلکہ حضرت عباس نے فرمایا کہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا۔

صحابہ کرام کے احترام رسول کے واقعات کتب احادیث میں بہت زیادہ ہیں جن کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر کو اپنی نجات و فلاح کے لیئے نورانی وسیلہ سمجھیں۔ آپ کے اسمار گرامی کو سنتے وقت خشوع و خضوع کے ساتھ سلام و درود کا تحفہ پیش کریں۔ اور آپ کی سنت کی اتباع و پیروی کر کے دین و دنیا کی فلاح سے آراستہ ہوں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اب ذیل میں ہم چند ایک تابعین اور دیگر علمار کرام کے آداب کے واقعات لکھ کر بے ادبوں اور گستاخوں کے انجام برباد کا ذکر کریں گے۔ وباللہ التوفیق

وصلے اللہ علی حبیبہٖ سیدالمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

حضرت امام مالک کا اُستاد

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے امام ابوبکر ایوب سختیانی بصری تابعی سید الفقہا والمحدثین متوفی ۱۳۱ھ کے مرتبہ اور مقام کے متعلق سوال کیا گیا۔ امام مالک نے فرمایا میرے سب وہ اساتذہ اور مشائخ جن سے میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں اُن سب سے زیادہ افضل امام ایوب ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اُنھوں نے دو حج کیئے ہیں میں اُن کو دیکھتا تھا کہ اُن کی کثرت سکوت حال اور خاموشی کی وجہ سے اُن سے میں کچھ نہ سنتا تھا سوائے اس کے کہ وہ جب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے روتے تو کثرت بکار کی وجہ سے اُن پہ رحم کرتا۔ پس میں نے جب اُن سے دیکھا جو کچھ دیکھا اور اُن سے نبی پاک کی تعظیم کو دیکھا تو میں نے اُن سے حدیث کا علم سیکھنا شروع کر دیا۔

حضرت امام مالک کا ادب

مصعب بن عبداللہ نے فرمایا کہ امام مالک جب حضور کا ذکر کرتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا

اور جھک جاتے تھے حتیٰ کہ آپ کے جلساء شاگردوں پہ یہ بات سخت گذرتی۔ ایک دن اُن سے اِس بارہ میں بات کی گئی فرمایا کہ اگر تم دیکھتے جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو جو کچھ مجھ سے دیکھتے ہو اُس پر انکار نہ کرتے

محمد بن منذر کا ادب۔

آپ سید القراء تھے کہ جب بھی اُن سے حدیث پوچھتے وہ مجتبٰا یا اجلالاً یا ادباً رونا شروع کر دیتے۔ یہاں تک کہ ہم اُن کی شدت و بکا کو دیکھ کر نرم دل ہو جاتے اُن پر مہربان ہو جاتے۔

حضرت امام جعفر صادق

باوجودیکہ آپ بہت خوش طبع تھے جب اُن کے ہاں حضور کا ذکر ہوتا تو ہیبت اور اجلال نبی کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہو جاتا وہ ہمیشہ طہارت پہ حدیث بیان فرماتے تھے یعنی کبھی بھی بے وضو حدیث نہ بیان کرتے۔

حضرت عبدالرحمٰن کا ادب

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے پھر اُن کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ گویا اُن سے تمام خون بہہ گیا ہے۔ خون کا قطرہ نہیں بچا یعنی رنگ سفید ہو جاتا اور زبان اُن کے منہ میں خشک ہو جاتی اور یہ سب کچھ حضور کی ہیبت سے ہوتا تھا۔

عامر بن عبداللہ کا ادب

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ میں عامر بن عبداللہ کے ہاں آتا تو جب اُن کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو روتے رہتے یہاں تک کہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے۔

امام زہری کا ادب۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زہری کو دیکھا جو معاشرہ میں سب سے لطف اور محبّت میں اقرب تھے تو جب اُن کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ تجھے نہیں جانتے اور تو اُنہیں نہیں جانتا۔ کمالِ دہشت اور حیرت سے یہ کیفیت ہوتی۔

صفوان بن سلیم کا ادب

امام مالک نے فرمایا کہ میں صفوان بن سلیم کے پاس حاضر ہوتا جو مجتہدین اور عابدین سے تھے جب

ذکر نبی پاک ہوتا تو روتے ہی رہتے یہاں تک کہ لوگ اُن سے اُٹھ جاتے اور اُن کو چھوڑ جاتے۔

حضرت قتادہ کا حال

حضرت قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے چیخ و پکار و گریہ وزاری کرنے لگتے۔

امام مالک اور حدیث کا ادب

اور جب امام مالک کے ہاں طالبان حدیث کا ہجوم بڑھ گیا تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک مبلغ مقرر کرلیں وہ آپ سے قریب بیٹھ کر حدیث سن کر لوگوں تک پہنچائے کتنا اچھا ہوتا آسانی ہوجاتی۔ فرمانے لگے اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

اے ایمان والو اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو۔ قبل از پردہ پوشی اور بعد از پردہ پوشی حضور کی عزت و عظمت اور آپ کا احترام لازم ہے۔

ابن مسعود صحابی کا واقعہ

عمرو بن میمون سے روایت ہے فرمایا کہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک آتا جاتا رہا تو میں نے ان سے یہ کبھی فرماتے نہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مگر ایک دن انہوں نے حدیث بیان کی اور بے ساختہ ان کی زبان پر قال رسول اللہ علیہ وسلم جاری ہوا اور آپ پر کافی غم اور حزن طاری ہوا میں نے دیکھا آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا پھر فرمایا لفظاً و معناً اسی طرح حضور نے فرمایا جیسا میں نے روایت کیا انشاءاللہ یا اس سے کچھ زائد یا اس سے کچھ کم یا اس سے قریب فرمایا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کا چہرہ تبدیل ہوگیا اور روایت میں ہے کہ آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں

امام مالک اور حدیث ادب

مصعب نے فرمایا کہ امام مالک کا یہ دستور تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے کنگھا وغیرہ کر کے تیار ہوتے اور مخصوص کپڑے پہنتے پھر حدیث بیان فرماتے۔ اس اہتمام کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ مطرف نے فرمایا جب لوگ امام مالک کے پاس حاضر ہوتے تو لونڈی اُن کی طرف جاتی اور اُن سے کہتی کہ شیخ امام مالک فرماتے ہیں حدیث پاک سننے کا

کا ارادہ ہے یا مسائل فقہی پوچھتے ہیں اگر وہ جواب دیتے کہ مسائل پوچھتے ہیں آپ فوراً باہر تشریف لاتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث پاک کے لئے آئے ہیں تو آپ غسل خانے میں داخل ہوتے اور غسل کرتے خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور جبہ پہنتے اور عمامہ باندھتے اور اپنے سر پر چادر اوڑھتے اور آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا تو پھر تشریف لاتے اور اس پر بیٹھتے اس حالت میں آپ پر خشوع طاری ہوتا۔ اور حدیث پاک سے فراغت تک خوشبو کی دھونی دیتے رہتے

مطرف کے غیر کی روایت ہے کہ آپ اس تخت پر بغیر بیان حدیث تشریف نہ رکھتے ابن ابی اویس نے کہا کہ اس بارہ میں امام مالک سے بات چیت کی گئی۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں حضور کی حدیث کی تعظیم کروں پاک صاف ہو کر تمکین و وقار کے ساتھ۔ ابن ابی اویس نے فرمایا کہ امام مالک راستہ میں یا کھڑے ہو کے یا جلدی میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے

بچھو نے کاٹ ڈالا

ابن مبارک نے فرمایا کہ میں امام مالک کے ہاں تھا اور وہ ہمیں حدیث پڑھا رہے تھے آپ کو ۱۶ مرتبہ بچھو نے کاٹا اور آپ کا رنگ تبدیل ہو گیا اور زرد ہو گیا لیکن حدیث رسول اللہ علیہ وسلم کو قطع نہ کیا۔ جب آپ مجلس سے فارغ ہو گئے اور لوگ آپ سے جدا ہو گئے میں نے کہا اے ابو عبداللہ میں نے آج آپ سے عجیب بات دیکھی فرمایا ہاں میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر صبر کر کے بیٹھا رہا۔

بیس کوڑے

ہشام بن انصاری نے امام مالک سے حدیث پوچھی اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے تو امام مالک نے اس کو بیس کوڑے لگائے پھر اس پہ شفقت کی اور اس کو بیس حدیثیں سنائیں تو ہشام نے کہا کہ مجھے یہ پسند تھی کہ کوڑے مجھے زیادہ لگاتے اور حدیثیں زیادہ سناتے۔

بالوں کا ادب

صفیہ بنت نجدہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ابو محذورۃ کے لئے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا گچھا تھا جب بیٹھتے اور اسے لٹکاتے تو زمین تک پہنچتا ان سے کہا گیا کہ اسے منڈواتے کیوں نہیں فرمایا میں ان بالوں کو نہیں منڈاتا جن کو حضور صلی اللہ نے مس کیا۔

منبرِ رسول کا ادب | حضرت ابنِ عمر کو دیکھا گیا کہ منبرِ رسول کی نشست گاہ نبی پہ ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر ملتے۔

مدینہ کی مٹی کا ادب۔ | امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ سے شرماتا ہوں اس بات سے کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور آرام فرما ہیں۔

بے وضو ہاتھ نہ لگانا۔ | احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ علیہ جو بہترین غازی اور بہترین تیر انداز تھے نے فرمایا میں نے اس مخصوص کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا جب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نے اس کمان کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

ردّی مٹی اور کوڑے۔ | حضرت امام مالک نے اس شخص کے متعلق فتویٰ دیا کہ جس نے مدینہ شریف کی مٹی کو ردّی کہا کہ اسے تیس کوڑے لگائیں اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔

یہ باب وسیع ہے اسی لیے ترک کر کے چند گستاخوں کے انجام برباد کا ذکر کرتا ہوں

امام ابو یوسف نے کدّو پر عیب لگانے والے کو گردن زدنی کا حکم صادر کیا

ہمارے آ احناف کی غیرت اور پھر عقیدت بہ بارگاہ نبوت مشہور ہے حضرت قاضی ابو یوسف ہارون رشید کے ساتھ ایک شاہی مہمان کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے تھے مہمان کے منہ سے نکلا کہ مجھے کدو ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا۔

انه ذکر انه الصلوٰة والسلام کان یحب الدنیا فقال رجل ان ما جھھا وحکم بارتداده (شرح فقه اکبر ص۱۸۶)

گستاخ واجب القتل | حضرت امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص نے حضور علیہ السلام کی چادر کے متعلق کہا کہ وہ میلی تھی اور اس سے تنقیص مراد ہو تو وہ شخص واجب القتل ہے۔ (صارم مسلول لابن تیمیہ ۵۲۶)

قاضی عیاض نے فرمایا

شفا صـ۲۰۹ ج۲ میں ہے کہ

"من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اسود یقتل"

جو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کالے تھے تو اُسے قتل کر دو

قبیح شکل والے سے تشبیہ دینے والے کو قتل کا حکم

حضرت قاضی عیاض رح شفا شریف صـ۲۰۱ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ

"امام ابو محمد بن ابی زید نے اس مرد کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جو اس قوم کی باتیں سننے لگا جو حضور کی صفت بیان کرتے تھے۔ اچانک ایک قبیح چہرے اور داڑھی والا اُن پہ گذرا تو وہ مرد ان سے کہنے لگا کیا تم حضور کی صفت کی معرفت کا ارادہ رکھتے ہو۔ (اُنہوں نے کہا ہاں تو اس مرد نے کہا) کہ حضور کی صفت (صورت خلقت اور داڑھی میں) اس گذرنے والے کی صفت میں ہے نیز اسی امام نے فرمایا اُس کی توبہ مقبول نہیں اس لعنتی نے حضور کی صورت کو گذرنے والے کی صورت بنا کر جھوٹ بکا اور ایسی بات سالم الایمان کے دِل سے نہیں نکل سکتی

ف۔ دیوبندی گروہ کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں حضور علیہ السلام کے علم کو پاگلوں، جانور بہائم وغیرہ سے تشبیہ دیدی تو اُسے کون کچھ کہہ سکتا ہے البتہ قبر میں اُس کی خوب خبر لیگئی ہوگی۔

ایسے جملے آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کا حال ہے صرف ایک حوالہ حاضر ہے۔

"ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ وبانت منہ زوجتہ۔"

(ردالمختار صـ۳۱۱ ج۳ کتاب الخراج للقاضی ابی یوسف)

جس مسلمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بکا یا آپ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اللہ تعالیٰ سے اُس نے کفر کیا اور اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے نکل گئی

اور قاضی خان نے صرف بالِ مبارک کی بے ادبی پر کفر کا فتویٰ دیا۔

"اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی کان کافرا وکذا قال بعض العلماء لو کان لشعر النبی شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعرۃ من شعراتہ الکریمۃ فقد کفر وذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر ولو قال جن النبی ذکر فی نوادر الصلوۃ انہ کفر (فتاویٰ قاضی خان ج ۴ ص ۸۸۲ شرح شفا القاری ج ۴ ص ۳۲۵)

"اگر کسی مرد نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو بتصغیر شُعَیر کہا تو کافر ہو گیا۔ امام ابو حفص کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا وہ بے شک کافر ہو گیا۔ مبسوط میں مذکور ہے کہ حضور کو گالی دینا کفر ہے۔ نوادر الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ جنون طاری ہوا بے شک وہ کافر ہو گیا۔"

نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا کہا تو واجب القتل : ایک ظالم عشر وصول کرنے والے نے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے اور کہا میرے ظلم کی شکایت بے شک حضور سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل ہوں تو حضور علیہ السلام بھی بعض امور سے بے خبر جاہل رہے اور انہوں نے بھی سوال کیا اس پر امام ابو عبد اللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ شفا شریف ص ۲۱۰ ج ۲

حضور کو فقیر کہا تو سولی چڑھا : فقہا اندلس نے ابن حاتم فقیہ مولوی خلیلا کے قتل کرنے اور سولی دینے کا حکم دیا اس لئے کہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور کو یتیم کہا اور حیدر کا سسر کہا اور یہ گمان کیا۔

ان زھدہ لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا

حضور کا زہد اختیاری نہیں تھا بلکہ اضطراری تھا اور اگر طیبات پر قدرت رکھتے تھے۔

اس کے بعد شیخ خفاجی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں اس سے اس ملعون کا ارادہ زہد حضور میں طعنہ کرنا تھا ورنہ حضور کی قدرت وطاقت تو یہ تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادہ کرتے اور چاہتے کہ مکہ کے پہاڑ سونا بن جائیں تو ہو جاتے۔ (نسیم ج ۴ ص ۳۴۵)

گستاخ رسول سولی پر

ابراہیم فزاری ماہر علوم کثیرہ کو بھی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے فقہاء قیروان نے شرعی حکم کی وجہ سے سولی پر لٹکوایا اس کے پیٹ کو چھری سے چاک کرایا پھر اس کی نعش کو جلا دیا۔ مورخوں نے بیان کیا کہ لکڑی گھومی اور اس کا رخ قبلہ سے پھیر دیا یہ سب کے لئے نشانی تھی تو سب نے اللہ اکبر کہا پھر کتا فوراً اس کے خون کو چاٹنے لگا۔

یحییٰ بن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے کہ کتا مسلمان کا خون نہیں چاٹے گا۔

ف۔ یہ سزا گستاخی اور بے ادبی کی دنیا میں ملی آخرت کی سزا اس سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)

حضور کو بھولنے والا کہنا جرم ہے۔

وكذالك اقول حكم من غمصه او عيره برعاية الغنم او السهو والنسيان او السحر او ما اصابه من جرح او هزيمة لبعض جيوشه او اذى من عدوه او شدة من زمنه او بالميل الى نسائه فحكم هذا كله ان قصد به نقصه القتل اشفاء شريف ج ۲ ص ۲۱۱

ترجمہ اور اس طرح اس کا حکم بھی قتل کرنا ہے کہ جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذا پہنچی یا شدت زمن کی وجہ سے یا ازواج مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا۔

لیکن دور حاضرہ میں حضور پر نسیان وغیرہ طاری ہونے پر مناظرے ہوتے ہیں یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔

وہ واقعات جو احادیث مبارکہ اور تواریخ صحیحہ سے ثابت ہیں مندرجہ ذیل ہیں

ابولہب۔ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی چچا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بعثت کے بعد قریش کو اکٹھا کیا اور اللہ کا پیغام سنایا تو سب سے پہلے ابولہب ہی نے تکذیب کی اور کہا کہ (معاذاللہ) "تَبًّا لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا" تیرا ناس ہو کیا تو نے اسی لئے اکٹھا کیا تھا۔

اسی پر یہ صورت نازل ہوئی۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہوا

واقعہ بدر کے سات روز بعد ابولہب کو زہریلہ دانہ نکلا۔ بیماری متعدی تھی کوئی قریب نہ پھٹکتا تھا۔ سارے بدن میں زہر سرایت کر گیا اسی حالت میں ختم ہوا تین دن تک لاش پڑی رہی۔ فضا متعفن ہوگئی اس کے گھر والے اس اندیشے سے کہ اس کی بیماری کہیں انہیں نہ لگ جائے اسے ہاتھ نہ لگاتے تھے چند حبشی مزدوروں کو بلا کر لاشے کو اٹھوایا گیا۔ مزدوروں نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے دھکیل کر اس کے لاشے کو گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس کا تفصیلی واقعہ تفسیر فیوض الرحمان میں ہے۔

عاص، ابوجہل۔ ابوجہل اس امت کا فرعون تھا اس کی انانیت کو اس طرح ختم کیا گیا کہ دو بچوں کے ہاتھوں قتل ہوا

عاص بن وائل سہمی حضرت عمرو بن العاص کے والد تھے آپ کا ٹھٹھا اڑاتے تھے حضور کے ہاں جتنے بیٹے پیدا ہوئے ان کی زندگی ہی میں وفات پا گئے عاص نے کہا۔

اِنَّ مُحَمَّدًا اَبْتَرُ لَا یَعِیْشُ لَہٗ وَلَدًا

محمد مقطوع النسل ہیں ان کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ آپ کا دشمن ہی مقطوع النسل ہے۔

ہجرت کے ایک ماہ بعد کسی جانور نے پیر پر کاٹا اس قدر پھولا کہ اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اسی میں عاص کا خاتمہ ہوا۔ ابن الاثیر (ا ج ۲)

اسود بن مطلب: اور اُس کے ساتھی جب کبھی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھتے آنکھیں مٹکاتے آپ نے بددعا فرمائی کہ اے اللہ اسود کو اس قابل نہ چھوڑ کہ یہ آنکھیں مٹکا سکے۔ اسود ایک کیکر کے نیچے جاکر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے لڑکوں کو آواز دی۔

"مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ! میری آنکھوں میں کوئی کانٹے چبھو رہا ہے"

لڑکوں نے کہا "ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا"

اسود چلاتا رہا "مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ! میری آنکھوں میں کوئی کانٹے چبھو رہا ہے"

یہ کہتے کہتے وہ اندھا ہوگیا

اسود بن عبد یغوث: حضور کی شان میں گستاخی کرتا تھا اُسے اپنی عقل پر بڑا ناز تھا۔ سر میں پھوڑے اور پھنسیاں نکلیں اور اسی تکلیف میں مرا

حارث بن قیس: حارث بن قیس بھی سخت یاوہ گو تھا۔ ایسی بیماری ہوئی کہ منہ سے پاخانہ آتا تھا اور اسی بیماری میں فوت ہوا۔ تفصیل اس آیت کی۔ " اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا " (کی تفسیر اویسی میں ہے)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینے والوں کی ہلاکت اور تباہی کی تفصیلات حافظ ابن کثیر، حضرت امام جلال الدین سیوطی، طبرانی اور بیہقی نے دی ہیں۔

ابن ابی سرح: عبداللہ ابن ابی سرح کو وحی لکھنے کی خدمت سپرد تھی۔ کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ مرتد ہوا اور آپ کو عیب لگانے لگا جب وہ مرگیا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے قبر سے باہر نکال کر پھینک دیا۔ اُس کے اقربار سمجھے کہ شاید اصحاب رسول نے اُس کو نکال دیا ہے لہٰذا اور زیادہ گہرا گڑھا کھود کر دفن کیا مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا۔ اور نکال باھر پھینکا۔ غرض کئی بار دفن کیا مگر نعش باھر آگئی۔ اور بارگاہ رسالت سے نکالا ہوا قبر سے بھی نکالا گیا۔

عتبہ بن ابولہب: ابولہب کے بیٹے عتبہ نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی تو اللہ کے حبیب نے دعا فرمائی
اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَیْهِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِكَ — اللہ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما

ابولہب نے جب سنا تو کہنے لگا کہ اب میرے لڑکے کی خیر نہیں اور پھر ہر طرح اس کی نگرانی کرنے لگا۔ جب عتبہ ایک بار تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گیا تو ابولہب نے اپنے غلاموں کو وصیت کی کہ عتبہ کو اپنے بیچ میں سلایا کریں اور خوب حفاظت رکھیں ایک جگہ قافلے والے سو رہے تھے کہ جھاڑی میں سے ایک شیر نکلا اور ہر ایک کا منہ سونگھتا ہوا عتبہ تک جا پہنچا۔ اور اس کا منہ سونگھ کر پھاڑ ڈالا۔ (مدارج النبوت)

گستاخوں کی صحبت سے نحوست

عن ابی الطفیل ان رجلا ولد له علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم فدعاله واخذ مبشرة جبهة فقال بها هكذا وغمز جبهة ودعاله بالبركة قال فنبت شعره فی جبهة كانها هلب فرس نشب الغلام فلما كان زمن الخوارج احبهم فسقطت الشعر عن جبهة فاخذ ابوه يقيده مخافة ان يلحق فيهم قال فدخلنا عليه فوعظناه و قلنا له فيما نقول الم تران بركة دعوة الرسول صلى الله عليه وسلم قد وقعت من جبهتك فما زلنا به حتى رجع عن رايهم فرد الله اليه الشعر بعد فی جبهة وتاب واصلح كذافی مصنف ابن ابی شيبه۔

ترجمہ: روایت ہے ابوالطفیل سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا حضرت نے اس کو دعا دی۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا اثر اس کا یہ ہوا کہ اس کی پیشانی پر خاص طور پر بال اُگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ پہنچا اور ان سے اس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جو دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اس کو قید کر دیا کہ کہیں ان میں نہ مل جائے

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس گئے اسے وعظ و نصیحت کی اور کہا دیکھو تم جوان لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ علیہ وسلم کے دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جب تک اس نوجوان نے ان کی رائے پر رجوع نہ کیا ہم اس کے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب ان کی محبت اس

کے دل سے جاتی رہی حق تعالیٰ نے وہی نشانی دست مبارک کی اس کی پیشانی میں پھر پیدا کر دی، پھر تو اس نے بالکلیہ اُن کے عقاید سے توبہ کی اور اچھی حالت پر ہوگیا

فوائد: ۱، جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دست مبارک لگ جاتا اسکی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مقام بابرکت ہوتا ہے پھر یہ ضروری نہیں کہ وہ برکت ظاہر بھی ہو کیوں کہ یہ قانون قدرت ہے کہ اسے کبھی ظاہر فرماتا ہے اور کبھی نہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے آثار کے متلاشی رہتے تھے،

۲، ایسے مقامات مشیت ربانی پر منحصر ہیں کیونکہ وہ جنہیں منتخب فرماتا ہے وہ بڑے بابرکت ہوتے ہیں جہاں ایسی خرابی ہوئی تو پھر وہ چھین بھی لیتا ہے تاکہ طالبان راہ حق کو عبرت ہو،

۳، ایسے برکات مستحق صرف اہل حق ہی ہیں کیونکہ اہل باطل اس استحقاق کے اہل نہیں،

۴، اس شخص میں ابھی گندے عقائد کی ہوا لگی تھی پورے طور سرایت نہیں کر گئے تھے ورنہ مشکل تھا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا گندے عقائد جس کے دل میں اثر انداز ہو جاتے ہیں اس کا لوٹنا محال بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے جیسا کہ احادیث میں ہے یہی وجہ ہے کہ ہم بد مذاہب کے ساتھ بے مروتی کرتے ہیں اس لیئے کہ ان سے ہم نا اُمید ہو چکے ہیں، کیونکہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو حدیث کے خلاف لازم آتا ہے ہاں جو ابھی نووارد ہوتے ہیں اُن کو واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں پھر اس کی قسمت جیسے اس نوجوان کے ساتھ ہوا،

۵، بد مذاہب کی صحبت زہر قاتل سے بھی قاتل تر ہے اسی لیئے ان سے بچ کر رہنا ضروری اور لازم ہے،

نبی علیہ السلام کے دشمن کا منہ ٹیڑھا

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایک بے ادب

کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں ؎

آں دہاں کژ کرد و از تسخیر بخواند | محمد را دہانش کژ بماند!
باز آمد کائے محمد عفو ـــ کن | ای ترا الطاف و علم من لدن،
من ترا افسوس میکردم ز جہل | من بدم افسوس را منسوب و اہل
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد | میلش اندر طعنہ پاکان بپرد
چوں خدا خواہد بمال یاری کند | میل ما را جانب زاری کند
ور خدا خواہد کہ پردہ عیب کس | کم زند در عیب معیوبان نفس
مرحمت، فرمود سید عفو کرد | بس ز جرأت توبہ کرد انروی زرد

ترجمہ: ایک آدمی نے تمسخر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا تو خدا نے فوراً اس کے مُنہ کو ٹیڑھا کر دیا وہ آدمی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا اے حضور معاف فرمائیں۔ میں جہالت کی وجہ سے آپ پر تمسخر کرتا تھا۔ حالانکہ میں ہی تمسخر کا منسوب اور اہل تھا رسول اکرم نے رحم کیا اور اُس کو معاف کر دیا وہ آدمی حضور کے قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگی اور توبہ کی۔

مولٰنا روم فرماتے ہیں کہ جب خدا کسی آدمی کو رُسوا کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ آدمی خدا کے بندوں پر طعنے مارنے پر مائل ہو جاتا ہے۔ اور اگر خُدا کسی آدمی کا عیب چُھپانا چاہتا ہے تو وہ آدمی عیب دار آدمیوں کے عیب نہیں کہتا۔ جب خدا کسی آدمی کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اُس آدمی کا رجحان عجز و انکساری کی طرف کر دیتا ہے۔

حضرت مولٰنا روم رحمۃ اللہ علیہ ایک یہودی قوم کا ذکر فرماتے ہیں

بدبخت یہودی قوم کہ ؎

بود در انجیل نام مصطفٰےؐ | آں سر پیغمبراں بحر صفا
بود ذکر حلیہا و شکل رد | بود ذکر غزو و صوم و اکل او

ترجمہ: انجیل میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم گرامی تھا اور آپ کی شکل و صورت اور حلیہ پاک کا مفصل تذکرہ تھا۔ ایسے ہی آپ کے غزوات اور روزے رکھنا، کھانا پینا وغیرہ۔

طائفہ نصرانیاں بہر ثواب چوں رسیدندے بداں نام و خطاب

بوسہ دادندے بداں نام شریف رو نہادندے بداں وصفِ لطیف

ترجمہ: عیسائیوں کی ایک جماعت جب اِس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بغرض ثواب اِس نام شریف کو بوسہ دیتے اور اِس ذکرِ مبارک پر بطورِ تعظیم منہ رکھ دیتے۔

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شُد نورِ احمد ناصر آمد یار شد

ترجمہ: (اِس تعظیم کی بدولت) اُن کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک (ہر مرحلے میں) اُن کا مددگار اور ساتھی بن گیا۔

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں نورِ احمد داشتندے مستہاں

ترجمہ: اور نصرانیوں کا وہ دوسرا گروہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام مبارک کی بیقدری کیا کرتا تھا۔

مستہاں خوار گشتند آں فریق، گشتہ محروم از خود و شرط طریق

ترجمہ: وہ لوگ ذلیل ہو گئے اپنی ہستی سے بھی محروم ہو گئے (کہ قتل کیئے گئے) اور مذہب سے بھی محروم ہو گئے یعنی عقائد خراب ہو گئے۔

ہم مخبط دینِ شاں و حکم شاں، از پئے طومار ہائے کژ بیاں،

ترجمہ: اُن کا دین بھی برباد ہوا اور حکم بھی ٹیڑھے صحیفوں کی غلط بیانی سے

نام احمد چوں چنیں یاری کند تاچہ نورش؟ چوں مددگاری کند،

نام احمد چوں حصارے شد حصین تاچہ باشد ذات آں روح الامین؟

ترجمہ: (اللہ اللہ جب) حضور کا نام پاک ایسا مددگار ہے تو اُن کے نور کی مددگاری کا کیا عالم ہوگا؟ نام احمد اتنا پختہ حصار ہے تو پھر ذاتِ مصطفٰےؐ کا کیا کہنا۔

کسریٰ کا انجام برباد ہو

احادیث میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مختلف بادشاہوں کو خط لکھا تو اُس وقت کے ایران کے بادشاہ کسریٰ کو بھی خط لکھا جو اس نے پھاڑ دیا۔ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا "مزّق کتابی مزّق اللّٰہ ملکہ" "اس بدبخت نے میرا خط پھاڑا حق تعالیٰ نے اُس کی شاہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر اُس نے یمن کے حاکم (گورنر) باذان نامی کو خط لکھا کہ اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے ہاں بھیجو! باذان سمجھدار آدمی تھا اُس نے

وہی خط مع دو معتمد آدمی حضور سرور عالم کی خدمت میں بھیجکر لکھا کہ آپ پرویز کے ہاں پہونچیں۔ جب یہ قاصد حضور علیہ السلام کے ہاں پہنچے تو آپ نے اُن کے خط کا مضمون سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج آرام کریں اور کل مجھ سے خط کا جواب لینا۔ حسب الحکم یہ دونوں کل حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ اپنے صاحب یعنی باذان کو کہنا کہ میرے رب کریم نے تیرے شہنشاہ کا بوجھ اتار دیا ہے یعنی بادشاہ قتل کر دیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اُس کے بیٹے شیرویہ کو اُس پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کا پیٹ چاک کر دیا یہ واقعہ منگل کی رات دس تاریخ ۷ھ کا تھا۔

باذان کو وہی اطلاع ملی اور اُسی دوران شیرویہ بن پرویز کا خط باذان کو پہونچا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے باپ کو قتل کر دیا ہے اب تم اُس شخص کو کچھ نہ کہنا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اُس کی گرفتاری کا حکم میرے باپ نے کیا تھا۔ باذان نے جب دونوں خبریں سنیں تو فوراً مسلمان ہو گیا اور ایران کی سلطنت کا جو حشر تا حال ہو رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

دو فرنگیوں کا گنبد خضریٰ میں سرنگ لگانا۔

صلیبی جنگ کے دوران ۵۵۷ھ میں جب بیت المقدس کے دروازہ پر مسلمانوں اور نصرانیوں کے خون سے زمین رنگین ہو رہی تھی۔ تو اہل صلیب نے بیت المقدس شریف کے قبضہ کے بعد یہ ارادہ بھی کیا کہ کسی تدبیر سے روضہ نبوی میں پہنچ کر جسد مبارک کو وہاں سے نکال لے جائیں۔ چنانچہ سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں دو فرنگی اس کام کیلئے منتخب کئے گئے اور ایک بڑا انعام اُن کے لئے مقرر کیا گیا۔ یہ دونوں رومی عیسائی تھے۔ مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ میں داخل ہوئے اور وہاں حجرہ مبارک کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔ یہ لوگ دن کو روضہ اقدس میں نماز پڑھتے تھے لوگوں کو صدقات دیتے تھے۔ اور رات بھر سرنگ کھودتے تھے۔ جب چند دن کے بعد سرنگ قریب قریب مکمل ہو گئی تو ایک رات سلطان نورالدین نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو گورے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں کہ یہ دونوں کتے مجھے ستا رہے ہیں اور تو خبر نہیں لیتا۔

چنانچہ سلطان اپنے وزیر جمال الدین موصلی اور بیس سواروں کو لے کر فوراً مدینہ پہنچا اور تحقیق کرنے کے بعد اُن دونوں کو گرفتار کیا اور انہیں وہیں تہ تیغ کر دیا اور اُن کی لاشوں کو جلا ڈالا۔ بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ نورالدین شہید نے روضہ مبارک کے چاروں طرف سطح آب تک خندق کھدوا کر

اس میں سیسہ گلوادیا تاکہ پھر کوئی شخص ایسی جرأت نہ کر سکے۔

اصل عبارت کے لئے دیکھو جذب القلوب مطبوعہ نولکشور صہ ۱۲۴، ۱۲۵۔ بعد ازاں اس واقعہ کی صحت کے متعلق حضرت شیخ اسی جذب القلوب میں دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

" وایں قصہ را جمیع مورخاں مدینہ منورہ و مثل شیخ جمال الدین مطری و مجدالدین فیروز آبادی وغیرہ ایشاں از علمائے اعلام ذکر کردہ اند و تصحیح نمودہ اند" (جذب القلوب صہ ۲۰۶)

ترجمہ مدینہ منورہ کے تمام مورخین نے اس قصہ کو مثل شیخ جمال الدین مطری اور مجدالدین فیروز آبادی نیز بڑے بڑے علما نے ذکر کیا ہے اور تصدیق بھی کی ہے۔

درحقیقت اس واقعہ کا ذکر علامہ جمال الدین مطری نے سب سے پہلے اپنی کتاب میں کیا ہے اس نے اس واقعہ کو مدینہ منورہ کے اکثر باشندوں سے سنا اور یعقوب بن ابی بکر سے خصوصاً سنا جسے روایت کے طور پر اپنے باپ سے پہنچا تھا۔ اس کے بعد علامہ زین الدین ابوبکر المراغی نے ایک کتاب "تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ" لکھی۔ یہ علامہ امام ابن نجار کی کتاب "الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینہ" کی تلخیص تھی۔ چنانچہ اس نے بھی علامہ مطری کے حوالہ سے اس قصہ کو ذکر کیا ہے۔ علامہ جمال الدین الاستوی نے بھی اپنے رسالہ میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ امام المحققین سید المورخین علامہ امام سید شریف علی نور الدین سمہودی علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو اپنی مشہور و معروف کتاب "خلاصۃ الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ" میں روایت کیا ہے۔ علامہ امام برزنجی نے اپنی کتاب "نزہۃ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین" میں جو ۱۲۸۶ھ کی تالیف ہے اس قصہ کو شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے اور اس قصہ کو ہونے والے مورخین کے اختلافات کو ہر ممکن تاویل سے رفع کیا ہے اور ان کو باہم ملا کر ایک مسلسل واقعہ کی صورت میں مرتب کیا ہے۔

منکرین حدیث کے عالم و پیشوا مولوی اسلم جیراجپوری کا حوالہ بھی مفید ثابت ہوگا۔ (مقالات اسلم صفحہ ۶۰ مطبوعہ و نشر کردہ از امداد صابری چوڑیوالاں دہلی ملاحظہ ہو۔ اس قدر حوالہ جات اس لئے دیئے گئے ہیں کہ رسوائے زمانہ علامۃ الدہر نیاز شکست پوری المعروف بہ علامہ نیاز فتحپوری نے اپریل ۵۷ء کے نگار ماہنامہ

میں اس واقعہ کی صحت کا کھلے لفظوں میں انکار کیا ہے اس واقعہ کو ہم نے مزید
تبصرہ کے ساتھ اپنی کتاب (تبلیغی جماعت کے کارنامے) میں لکھا ہے۔

مصری زندیقوں کا واقعہ زہرہ گداز:

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن
النجار رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے کہ بعضے زندیق جو بعض امراء
عبیدیہ سے ہیں۔ یہی مصر کے حاکم تھے اور حرمین شریفین کی ولایت بھی انہیں
کے قبضہ تصرف میں تھی۔ ان بدبختوں کی حالت تاریخ دانوں پر واضح ہے اس
وقت خلفائے فاطمیہ میں سے خلیفہ حاکم بامراللہ حکمران تھا جس کی تاریخ سفاکیت اور
طاغونیت کا ایک عبرت انگیز افسانہ ہے۔ مؤرخین نے اُسے مصر کا فرعون ثانی لکھا
ہے کیونکہ اُس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

غرض کہ یہ زندیق چاہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی نعشوں کو
مدینہ منورہ سے مصر میں منتقل کرالے۔ تاکہ اس کا پایۂ تخت مقبول عام اور
زیارت گاہ خاص و عام بن جائے۔ اس کام کے لیئے اُس نے اپنے ایک درباری
ابوالفتوح کو مدینہ میں بھیجا۔ اہل مدینہ مضطرو بیقرار ہو کر اُس کے پاس جمع ہوئے
اور اُس کو اس کام سے باز رکھنے کے لیئے منت سماجت کی۔ لیکن شاہی حکم
تھا وہ اُس پر مصر رہا۔ اس مجمع میں ایک قاری زلیائی نامی تھا۔ اُس نے قرآن
کی آیت سُنائی۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ
وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ـــ

ترجمہ:- تم اُن لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں
اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا۔ اُنہوں نے تمہارے ساتھ پہلے چھیڑ چھاڑ
شروع کی، کیا تم اُن سے ڈرتے ہو پس اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ
زیادہ حق دار ہے کہ تم اُس سے ڈرو۔

اس کے سننے کے بعد مجمع میں اس قدر جوش پیدا ہوگیا کہ اگر وہ مصری حکومت کے ماتحت نہ ہوتے تو یقیناً ابوالفتح کو مار ڈالتے۔ اس سے اُس کی آنکھیں کھل گئیں کہ وہ کس قدر سخت مہم پر بھیجا گیا ہے کیونکہ جب ابھی سے یہ حالت ہے۔ تو جب قبر کھُدنی شروع ہوگی اُس وقت کیا ہوگا۔ اس لیئے ڈر گیا اسی روز شام کے وقت ایک نہایت خطرناک آندھی آئی جس کو لوگوں نے اس ناپاک ارادہ کی نحوست قرار دیا۔ ابوالفتوح ان سب باتوں سے مرعوب ہوکر واپس چلا گیا اور حاکم بامراللہ کو اس فعل شنیع سے ڈرایا۔ مگر ابن سعدون نے لکھا کہ عوام نے اُسے قتل کر دیا۔ (جذب القلوب صد ۱۲۵، صد ۱۲۶، وفاء الوفاء، تاریخ بغداد، النجار)

ملحدوں کا واقعہ خسف :-

حضرت شیخ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"واز عرب و غرائب قضیہ خسف بعضے ملاحدہ است و ہوا ہٰذا"

یعنی اور عجیب و غریب واقعات میں واقعہ خسف بعضے ملحدوں کا ہے"

محب طبری ریاض نضرہ میں بیان کرتے ہیں کہ حلب کے ملحدین کی ایک جماعت مدینہ کے امیر کے پاس آئی اور بہت سا مال اور زیادہ تحفے پیش کئے۔ تاکہ حجرہ شریفہ میں سے ایک طرف کھول کر ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو لے جائیں۔ امیر مدینہ نے بوجہ بد مذہبی اور محبت دُنیا کے اس بات کو قبول کیا اور ان لوگوں کو اس بات کی اجازت دے دی۔ حرم شریف کے دربان سے کہا کہ جب یہ جماعت آئے حرم کا دروازہ اُن کے لیئے کھول دینا۔ اور جو کام کہ یہ لوگ اس میں کرنا چاہیں منع نہ کرنا۔ دربان کا بیان ہے کہ جب نماز عشاء ہو چکی اور سب دروازے بند کر دیئے گئے۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال، شمع اور گرانے اور کھودنے کے اوزار لے کر آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے امیر کے حکم سے دروازہ کھول دیا۔ اور ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں روتا تھا اور یہ خیال کرتا تھا کہ کب قیامت قائم ہوگی۔ سبحان اللہ! ابھی یہ لوگ منبر شریف کے

مقابل نہیں پہنچے تھے کہ اُن سب کو مع اسباب و آلات کے جو اُن کے ساتھ تھا اُس ستون کے نزدیک جو زیادتی عثمان کے قریب ہے زمین نے نگل لیا۔ امیر مدینہ منتظر تھا کہ اِس تاخیر کا سبب کیا ہے، مجھ کو بلایا اور کہا کہ قوم کا کیا حال ہے۔ میں نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ دیا کہ ایسا واقعہ پیش آیا۔ امیر نے کہا کہ دیوانہ ہوا ہے سمجھ کر کہہ۔ میں نے کہا کہ آپ خود تشریف لے چلیں اور دیکھیں کہ اب تک خسف کا اثر اور بعضے کپڑے جو اُن پر تھے باقی ہیں۔

طبری اِس قصہ کی نسبت اُس ثقہ لوگوں کی طرف کرتے ہیں۔ جو سچائی اور دیانت میں مشہور ہیں چنانچہ مدینہ کے بعض مورخین نے بھی اِس کا ذکر کیا ہے چنانچہ تاریخ سمہودی میں بھی مذکور ہے۔ (جذب القلوب ۱۲۶-۱۲۷)

پہلے واقعہ سے ثابت ہے کہ نصاریٰ بھی حضور کو حیات النبی سمجھتے ہیں ورنہ اِس قدر زر کثیر جسم اطہر کو نکلوانے میں کیوں خرچ کرتے۔ دوسرے واقعہ سے ظاہر ہے کہ مصر کا فرعون ثانی اور اُس کے دوسرے ساتھی باوجود دعویٰ خدائی اور زندیق ہونے کے حضور کی حیات مع الجسم کے قائل تھے ورنہ ابوالفتوح کو نہ بھیجتے۔ تیسرے واقعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حلب کے ملحد نہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو باوجود اپنی عداوت قلبی کے زندہ سمجھتے ہیں یہاں سے ملحدین کے عقائد کا تضاد و نفاق ثابت ہو گیا۔

ایک طرف تو شیخین کو مومن ہی نہیں مانتے دوسرے طرف انہیں زندہ سمجھتے ہیں مثل شہدا کاملین کے ورنہ انہیں روضہ اقدس سے نکالنے کی ناکام کوشش ہی کیوں کرتے۔ ؎ بہ روز حشر شود ہمچو صبح معلوم مت

اُدھورا درود لکھنے والے کا ہاتھ گل گیا۔

حضرت ابو زکریا رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور کاغذ کی بچت کرتے ہوئے حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتا تھا اِس بے ادبی پہ اُس کے ہاتھ پر زخم آکلہ ہو گیا جس سے

(ف) اس بدبخت کو کیا سزا ملیگی جو حضور علیہ السلام کا اسم مبارک سنکر درود پڑھتا نہیں یا نام لکھکر مکمل درود لکھتا نہیں بلکہ صلعم۔ ص۔ عا کا نشان لگاتا ہے اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "کراہتہ صلعم" میں مطالعہ کیجئے۔

عصائے نبوی کی بے ادبی کی سزا:

حضرت قاضی عیاض شفا ص۴۹ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ

حُکِیَ اَنَّ جهجاهان الغفاری اَخَذَ قَضِیْبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ یَدِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَنَاوَلَهٗ لِیَکْسِرَهٗ عَلٰی رُکْبَتِهٖ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَاَخَذَتْهُ الْاَکِلَةُ فِیْ رُکْبَتِهٖ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ

جہجاہ غفاری نے امیر عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کا عصا لیکر گھٹنوں پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں تو اتنی بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہوگیا اس نے گھٹنہ کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے پہلے مرگیا۔

مُلّا علی قاری کی ٹانگ ٹوٹ گئی:

اہلسنّت کا مذہب ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلّم کے نہ صرف والدین کریمین بلکہ تا آدم و حوا علیہما السلام جملہ آباء و امّہات ایمان پر تھے صرف اسی موضوع پر امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ رسالے لکھے ہیں ان سب کا خلاصہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے "شمول الاسلام" رسالہ میں لکھا۔ جمہور کے خلاف حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کا کفر ثابت کرکے رسالہ لکھا۔ نیز اس شرح عقائد میں ہے کہ ان کے استاذ مکرم حضرت ابن حجر مکی قدس سرہ نے انہیں خواب میں دیکھا کہ

سَقَطَ مِنْ سَقْفٍ فَانْکَسَرَتْ رِجْلُهٗ

چھت سے گرے تو ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اُستاذ مکرم قدس سرہٗ

نے فرمایا "ھٰذا جزاء اھانۃ والدیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوقع کما " یہ اُس کی جزا ہے جو اُس نے حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کی اہانت کی ہے چنانچہ واقعی ملا علی قاری ٹوٹی ہوئی ٹانگ دیکھتے ہیں جب جاگتے ہیں

نیز اُس کے حاشیہ پر القول المستحسن سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ نقل توبہ اس مسئلہ میں اُن کی توبہ منقول ہے۔

(ف) اس سے شیعوں کا اعتراض اٹھ گیا کہ اہلسنت والدین کریمین کے کفر کے قائل ہیں اور وہابیوں کا بھی کہ وہ سند میں ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

(افق رپورٹ)

یارسول اللہ کو کفر قرار دینے پر قدرتی گرفت

جہلم (حاجی مشتاق احمد نمائندہ خصوصی) گذشتہ دنوں شہر میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا جو افسوسناک بھی ہے اور قابل عبرت بھی۔ تفصیلات کے مطابق تحصیل چکوال سے ۸ میل دور واقع گاؤں تھوہا بہادر کی مرکزی مسجد تلہ گنگ روڈ کے مولوی یعقوب نے مقتدیوں کو "یارسول اللہ" کہنے کی ممانعت کر دی تھی۔ جس پر مقتدی حضرات نے ممتاز سنی عالم علامہ عنایت اللہ سانگلہ ہل والوں کو گاؤں میں بلایا۔ علامہ موصوف نے "یارسول اللہ" کہنے کی حمایت کی اور اُسے جائز قرار دیا۔ اس موقع پر غیر عقیدہ افراد کی بھاری جمیعت لاٹھیوں اور مضروب کن ہتھیاروں سے مسلح ہو کر "یارسول اللہ" کہنے والوں پر حملہ آور ہونے کو آئی۔ سنی نمازیوں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے نڈر ہو کر انہیں متنبہ کیا کہ اگر تم لوگوں نے گڑبڑ کی تو نتائج کی ذمہ داری تم پر ہی عائد ہو گی۔ کچھ دیر بعد مخالفین کی ایک جماعت نے علامہ موصوف سے کہا کہ آپ قرآن کی رو سے ثابت کر دیں کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے۔

علامہ نے جواب دے کر اُن کی تسلی کر دی اور انہیں توبہ کرنے کو کہا۔ اگرچہ ان لوگوں نے اپنی شکست برملا تسلیم کر لی مگر توبہ نہ کی علامہ

موصوف نے انہیں خبردار کیا کہ سن لو! آئندہ اگر تمہارے مولوی نے "یارسول اللہ" کہنے کو غلط قرار دیا تو اُس کی زبان بند ہو جائے گی۔ اگلے دن جمعہ تھا۔ مولوی یعقوب نے تقریر میں کہا کہ (العوذ باللہ) یارسول اللہ کہنا کفر ہے۔ خدا کی لاٹھی بے زبان کے مصداق جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد وہ گھر گیا تو اُس پر فالج کا حملہ ہوا اور اُس کی زبان بند ہو گئی۔ اور چند دن چکوال ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے دوران اُس کی موت واقع ہو گئی۔

(ہفت روزہ افق کراچی مہتا ۱۰ر جون ۱۹۷۹ء)

علامہ کاظمی کے مباہلہ سے ایک غیر مقلد بُری موت مرا:- جب حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ؎ ملتان میں تشریف لائے اور حضرت چپ شاہ صاحب مرحوم کی مسجد میں درس حدیث شریف شروع کیا تو آپ کے حلقہ درس میں ایک حاجی محمد ابراہیم کمپنی والے بھی نہ صرف حلقہ درس میں شریک ہوتے بلکہ عقیدتمندوں میں شامل تھے لیکن تھے مولوی عبدالعزیز غیر مقلد گوجرانوالہ کے مرید۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ اُس کا مرید علامہ کاظمی صاحب کا درس سُنتا ہے تو آگ بگولہ ہو گیا اور اپنے ہم خیال مولویوں کو اکٹھا کیا اُس میں طے کیا کہ علامہ کاظمی صاحب سے مناظرہ طے کیا جائے چنانچہ حاجی محمد ابراہیم کمپنی والے کے گھر علامہ صاحب کو بلایا گیا۔ علم غیب پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ حضرت علامہ کاظمی نے اپنے دعوئی میں مشکوٰۃ شریف کا حوالہ دیا غیر مقلد نے حسب عادت کہا کہ مشکوٰۃ بے سند کتاب ہے میں اُسے نہیں مانتا۔ ترمذی کا حوالہ دیا۔ غیر مقلد نے غصہ میں آکر کتاب کو پھینک دیا۔ حضرت علامہ کاظمی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا تو گستاخ اور بے ادب ہے۔ اب میں تم سے مناظرہ نہیں مباہلہ کروں گا۔ چنانچہ دونوں نے یہ الفاظ کہے۔ اگر میرا مقابل حق پر نہ ہو اور باطل پر ہو تو میرا مقابل خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے۔ مباہلہ کے بعد آپ وہاں سے واپس تشریف لائے۔

؎ افسوس ہے کہ آپ کا رمضان ۱۴۰۶ھ میں وصال ہو گیا ۱۲۔

مولوی عبدالعزیز جب گوجرانوالہ پہنچے اور صبح کو نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دینے کے لئے بیٹھے اور بولنا چاہا تو الفاظ مُنہ سے نہ نکلے زبان باہر نکل آئی۔ کافی دنوں تک علاج کی کوشش کی گئی لیکن ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ کوئی مرض ہو تو اِس کا علاج کیا جائے یہ تو عذاب الٰہی ہے بالآخر وہ سال پورا ہونے سے پہلے ہی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا۔ (مقالات کاظمیؒ)

(ف) بد بخت وہابی کو مباہلہ کی سزا موت کی صورت میں ملنی تھی لیکن اُس نے جو حدیث کی کتاب " ترمذی شریف " کی بے ادبی، گستاخی کی وجہ سے فالج کے رنگ میں ملی۔ اور ایسی عبرتیں ہزاروں دنیا میں واقع ہو رہی ہیں لیکن ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ایسے واقعات لوگ دیکھتے بھی ہیں لیکن پھر بھی توفیق کی توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کے دشمن کا گھر جل گیا

مدینہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ سنتا تو یہ کہتا کہ خدا کرے جھوٹا جل جاوے۔ ایک رات کو ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اُس کے اہل وعیال سو رہے تھے۔ ایک خادم گھر میں آگ لیکر آ گیا۔ ایک چنگاری گر پڑی اور ایسی آگ گھر میں لگی کہ وہ اور اُس کا گھر اور اُس کے گھر والے سب جل گئے۔

" کمالین حاشیہ جلالین " اور مخالفین کے حکیم الامۃ کی تفسیر بیان القرآن میں بھی یہی واقعہ تحت آیت " واذا نادیتم الی الصلوٰۃ الخ موجود ہے۔

انگریزوں کی دشمنی

مسجد نبوی شریف کی تعمیر کیلئے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے انگریز مستری بھی لگائے۔ کسی مستری نے شرارت کرتے ہوئے قبلہ کی جانب میں پانچ دریچوں اور صحن میں خنزیر کی تصویر بنا دی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اُس نامراد کا سر قلم کر دیا

(مدینۃ الرسول ص ۲۰۲)

ایک گستاخ کا انجام :- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جس زمانہ میں مسجد نبوی تعمیر فرما رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہا کہ میں یہاں پیشاب کرتا ہوں۔۔۔ لوگوں نے کہا گستاخ کہیں کے یہ شرارت یہاں نہ کرنا۔ وہ نہ مانا۔ جب پیشاب کرنے کا ارادہ کیا۔ غائب سے کیسطرح اِس کے پاؤں اکھڑے اور سر کے بل گرا تو اُس کا دماغ پاش پاش ہوگیا اِسی حالت میں فی النار والسقر ہوا یہ کیفیت دیکھکر [illegible] سے نصاریٰ مسلمان ہوگئے۔ (وفاء الوفا صہ ۳۶۸ ج ۱ مدینۃ الرسول صہ ۱۰۲)

دَورِ حاضرہ کے گُستاخانِ نبوّت کے عقیدہ کا اصول وقاعدہ :

دورِ حاضرہ میں عوام دیوبندی فرقہ کو سب سے دین کا بڑا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اُن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایمان یا کفر کے متعلق فرقۂ دیوبندی اُصول ہے کہ جو شخص آپ کا ادب کرے وہ پکا بے ایمان (کافر) ہے۔ اور جو شخص آپ کی بے اَدبی وبےعزتی کرے وہ پکّا مومن مسلمان ہے۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ کے حکیم مولوی اشرف علی نے لکھا کہ :

(۱) بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان

(اضافات الیومیہ تھانوی ج ۴ صہ ۴۱ و ج ۳ صہ ۱۶۶)

(۲) وَہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان اور بدعتی کے معنی ہیں بااَدب بے ایمان

(اضافات الیومیہ ج ۴ صہ ۱۷۰)

حالانکہ قرآنی فیصلہ اس کے برعکس ہے وہ یہ جو شخص آپکا اَدب کرے وہ مسلمان ہے اور جو شخص آپ کی بے ادبی کرے وہ بے ایمان ہے۔

اب فیصلہ عوام کے ہاتھ میں ہے کہ گُستاخی و بے ادبی اور گُستاخ اور بے اَدب لوگوں سے بچ کر رہیں یا ان سے رشتہ داخوّت اسلامی جوڑیں۔

گلستانِ صحابہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد! ہمارے دور میں شیعہ مذہب بڑھتا جا رہا ہے اُسکی اوّل وجہ تو جہالت ہے دوسری بے غیرتی ورنہ خدا تعالیٰ سمجھ دے تو اتنا کافی ہے کہ وہ صحابہ جنہوں نے حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھا جیسا کہ صحابی کی تعریف میں محدثین نے لکھا کہ اِنَّ کُلَّ مُسْلِمٍ رَآی رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَھُوَ مِنْ اَصْحَابِہٖ (مقدمہ ابن الصلاح صد ۱۶۴)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک صحبت میں رؤیت کے ساتھ تمیز بھی شرط ہے۔ بعض محققین کے نزدیک صرف حصول الرؤیۃ کافی ہے اسی لئے حضرت محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو صحابہ میں شمار کیا ہے حالانکہ یہ بالاتفاق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین ماہ قبل پیدا ہوئے۔ صحابیت کا مقام بلند و بالا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِن حضرات کی تعریف اور مدح فرمائی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نوازے اُسے اگر کوئی ضد سے نہ مانے تو اُس کی اپنی بدقسمتی ہے۔

انبیاء علیہم السّلام کو اللہ تعالےٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تو پھر جنہوں نے مان لیا تو وہ خود بہت بڑے مراتب پا گئے ایسے ہی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السّلام کے لیئے چُنا اور اُنہوں نے اُس کے محبوب علیہ السلام کی صحبت پائی تو بلند مراتب سے نوازے گئے چنانچہ خود حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔

اِنَّ اللہ اختار لی صحابی (رواہ ابن بطہ والصارم المسلول لابن تیمیہ صد ۵۸ و رواہ البزار عن جابر بسند رجالہ موثقون رجح الکرامۃ صد ۱۳۵)

اللہ جل شانہٗ نے میری معیت کے لیئے (امت میں سے) میرے اصحاب کو انتخاب فرمایا ہے۔

اس حدیث کی تائید حضرت امام سفیان کی ایک تفسیری روایت سے بھی ہوتی ہے۔ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کی تفسیر میں فرماتے ہیں ھم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وَسلم۔ الذین اصطفیٰ سے اصحاب

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں (نجح الکرامۃ ص۱۶۵) صحابہؓ کے انتخاب ہونے میں کافی حدیثیں موجود ہیں یہاں اُن کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ علیم مطلق کا انتخاب اُس کے علم اتم ہونے کی وجہ سے انجام کے لحاظ سے ہوتا ہے ورنہ اُس کے علم میں نقص آئیگا۔ یہی وجہ ہے کہ اِس انتخاب میں نمبر اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو حاصل ہے اسی لیئے فضیلت میں اوّل نمبر تو عقیدت و محبت میں بھی نمبر اوّل۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ۔

اِسی لیئے اسلاف کے متعلق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف اپنی اولاد کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے کہ اُنہیں قرآن مجید کی سورتیں یاد کرایا کرتے تھے (نزہۃ المجالس ص۲۹۳ ج۲)

تنبیہ:- لوگ اِس صحبت کو ایک معمولی اور غیر اہم سمجھتے ہیں حالانکہ اُسے اللہ تعالیٰ نے وہ شان بخشی ہے کہ اصحاب کہف کی صحبت میں ایک کتا بیٹھا تو کل قیامت میں اُنہیں اولیاء کے ساتھ بہشت میں جائیگا۔ کیا ہمارے نبی علیہ السلام کی صحبت کی یہی قدر و منزلت ہے کہ آپؐ کے صحبت یافتگان کو بجائے اونچا مرتبہ دینے کے اُنہیں گالی دی جائیں۔ حالانکہ وہ صرف اسرائیلی ولی اور کم درجہ والے ہیں اور یہاں آقا کے سسر، داماد اور قریبی رشتہ دار وغیرہ۔ لیکن یاد رہے کہ صحابیت ملاقات اور حیات نبوی کے ساتھ مقید ہے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں جن مسلمانوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ملاقات نہیں کی تھی بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین میں شامل ہو کر دیدار نبویؐ سے مشرف ہوئے وہ بھی صحابیت میں شامل نہیں۔

غرض اِس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دور نبوۃ میں اسلام اور ایمان کی تکمیل کے لیئے ملاقات نبویؐ شرط نہیں لیکن شرف صحابیت کے لیئے ملاقات

کا ہونا ضروری شرط ہے۔ حضرت سید التابعین اُویس قرنی رضی اللہ عنہ جو دورِ نبوت پانے کے باوجود شرف ملاقات حاصل نہ کر سکے۔ اُن کے اسلام او ایمان میں کوئی فرق نہ آیا۔ لیکن اُن سے حضرت وحشی صحابی رضی اللہ عنہ شرفِ صحبت کی وجہ سے بالاتفاق افضل ہیں اِسی لئے محققین نے فیصلہ کیا ہے۔

ان فضیلۃ صحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم و رؤیۃ لا یعدلہا شیٔ (صواعق المحرقہ ص۲۱۳) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت اور دیدار مقام صحابہ میں یہ ایک ایسا عمل ہے کہ کسی کا کوئی عمل اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

شرفِ صحابہؓ: صحابہؓ تمام امت سے کیوں افضل ہیں؟ اس لئے کہ اُن کے ایمان و اعمال کی سند میں اللہ تعالیٰ تک ایک واسطہ ہے۔ وہ واسطہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے یہ ایسا بے نظیر واسطہ ہے کہ سوائے صحابہؓ کے باقی مسلمانوں کی سندِ ایمان میں نہیں پایا جاتا۔ آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (وہ رسول کے ساتھ ہیں) میں ایمان صحابہؓ کی سند کا بیان ہے اِس میں یہ کیوں نہیں فرمایا گیا هُوَ مَعَهُمْ (رسول اُن کے ساتھ ہے) کیوں کہ رسول تو اپنے بلند مقام ہونے کی وجہ سے ہر ایک کی معیّت کا حامل ہو سکتا ہے کمال تو اُس میں ہے جو رسول کی معیّت کا حامل ہو سکے۔ رسول کی معیت ہر امتی برداشت نہیں کر سکتا اور انہی حضرات کی خوش بختی تھی اِسی لئے اُن کے مناقب و فضائل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ رواہ اصحاب الصحاح (بخاری و مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ وفی روایۃ کلیوم)

میرے صحابہ کو گالی مت دو اس لئے کہ اگر تمہارا ایک احد پہاڑ برابر سونا خرچ ہو تب بھی اُن کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

ف۔ ہماری عبادات کا توازن بتایا جارہا ہے کہ تم لاکھ عابد وزاہد اور متقی و پرہیز گار بن جاؤ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ فلہٰذا اُن کی طعن و تشنیع سے دور رہنا بہتر ہے۔

(۲) عن عبد اللہ بن مغفل مرفوعًا اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضًا فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد آذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فاوشك ان یاخذ (رواہ الترمذی)

خبردار میرے صحابہ کو نشانہ مت بناؤ جو اُن سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جو اُن سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ جو انہیں ایذا دیتا ہے وہ مجھے ایذا دیتا ہے۔ جو مجھے ایذا دیتا ہے وہ اللہ کو ایذا دیتا ہے اور ایسے کو اللہ جلد پکڑ لیگا۔

ف۔ صحابہ کرام کو گالی دینا شیعہ مذہب میں واجب اور ضروری ہے اور یہ اُن کو ذاکر جاہل اکساتے ہیں ورنہ شیعہ مذہب کے مہذب علماء تو صحابہ کرام کے ادب کو لازم اور ضروری سمجھتے ہیں۔

(۳) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مرفوعًا اکرموا اصحابی فانھم خیارکم (الحدیث رواہ النسائی باسناد صحیح او حسن)

ترجمہ۔ میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ پسندیدہ ترین لوگ ہیں۔

(۴) وعنہ مرفوعًا سألت الی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیٔ مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی وقال عمر وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (رواہ زرین)

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے اللہ سے سوال کیا کہ میرے اصحابہ

کا میرے بعد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُن میں جھگڑے ہوں گے لیکن اُن کا
جھگڑا امت کے لیئے مضر نہیں کیونکہ وہ میرے نزدیک ستاروں کی طرح ہیں جیسے
ستارے ایک دوسرے سے قوی ہیں ایسے اُن میں۔ لیکن جیسے اُن سے ہر ایک ہدایت
پاتا ہے ان سے بھی ہدایت پائیں گے۔ ان کا اختلاف میرے نزدیک رحمت بلکہ ہدایت
ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے اصحابہ ستاروں کی مانند ہیں
ان میں جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاجاؤگے۔

(ف) شیعوں نے خواہ مخواہ شرارت اٹھائی ہے کہ بی بی عائشہ اور امیر
معاویہ حضرت علی سے کیوں لڑے جھگڑے۔

(۴) عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مرفوعاً
خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم (الحدیث رواہ البخاری
والترمذی والحاکم)

میری امت کے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے قریب ہیں پھر وہ جو اُن کے قریب
ہیں پھر وہ جو اُن کے قریب ہیں۔

(۵) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً خیر الناس
قرنی (الحدیث رواہ الشیخان واحمد والترمذی)

تمام لوگوں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے قریب ہیں۔

(۶) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لا تمس النار
مسلماً رآنی او رآی من رآنی (رواہ الترمذی والضیا المقدسی)

آگ نہ لگے گی ان لوگوں کو جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والوں
کو دیکھا۔

(۷) عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
مرفوعاً طوبیٰ لمن رآنی ولمن رائی من رآنی (رواہ ابن حمید وابن
عساکر)

خوشی ہے اُسے جس نے مجھے دیکھا اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(۸) عن عبداللہ بن بسیر مرفوعاً طوبیٰ لمن رآنی وآمن بی طوبیٰ لمن رآئی من رآنی وآمن بی من رآنی طوبیٰ لهم وحسن مآب (رواہ الترمذی والحاکم)

خوشی ہے اُسے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اُن کے لیے نیک انجام ہے۔

(۹) عن انس مرفوعاً مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لا یصلح الا بالملح (رواہ البغوی فی شرح السنۃ والبویعلی فی السنۃ)

میرے اصحابہ میری اُمت میں ایسے ہیں جیسے طعام میں نمک اور طعام نمک کے بغیر اچھا نہیں۔

(۱۰) عن ابی موسیٰ الاشعری مرفوعاً ما من اصحابی یموت بارض الابعث قائدا او نورا لهم یوم القیامۃ رواہ الترمذی وقال غریب والضیاء المقدسی)

جس زمین میں میرا اصحابی فوت ہوگا اُسے قیامت میں اللہ نور اور قائد بنا کر اٹھائیگا۔

(۱۱) وعنہ مرفوعاً النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء توعدوانا امنۃ لاصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی اتی امتی ما یوعدون (رواہ مسلم واحمد فی مسندہ)

ستارے آسمان کی امان ہیں ایسے ہی میرے اصحابہ زمین کی امان ہیں جب میں اور میرے اصحابہ چلے جائیں گے تو دنیا سے امان اٹھ جائے گی)

(ف) صحابہ کرام کے ان گنت فضائل ہیں عقل والے کے لیے اتنا کافی ہے بے عقل کو دفتر بے کار۔

مزید تفصیل فقیر کی تصانیف میں دیکھیے۔

چونکہ شیعہ مذہب کے جاہل ذاکر زیادہ تر شیخین رضی اللہ عنہما کے لئے خصوصاً اور دوسرے صحابہ کرام کے لئے عموماً ہر مجلس و محفل میں

گالی کا بازار گرم رکھتے ہیں اس لیئے ان کے لئے چند حدیثیں اور اقوال نقل کرتا ہوں۔

فضیلت صدیق رضی اللہ عنہ:

"عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنَ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ"

"حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مجھ پر زیادہ منت اور احسان صدیق اکبر کا ہے۔"

اور فرمایا۔ "لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّةَ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ۔" (مشکوٰۃ)

"اگر میں غیر اللہ کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ لیکن اخوۃ و محبت اسلامی ان سے ہے۔ خبردار مسجد کے تمام دریچے بند کردو سوائے ابو بکر کے دریچہ کے"

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا اِنَّ اللّٰهَ اَفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ کَمَا اَفْتَرَضَ الصَّلٰوةَ وَالزَّکٰوةَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ اَنْکَرَ فَضْلَهُمْ فَلَا تُقْبَلُ عَنْهُ الصَّلٰوةُ وَلَا الزَّکٰوةُ وَلَا الصَّوْمُ وَلَا الْحَجُّ۔"

"حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے میری اُمت، تم پر ابوبکر و عمر، عثمان اور علی کی محبت فرض کی گئی ہے۔ جو ان صحابہ کی فضیلت سے انکار کرے گا اُس کی نماز، زکوٰۃ روزہ اور حج قبول نہ کیا جائیگا۔

اس حدیث کو علامہ طبریؒ نے ریاض النضرہ میں نقل کیا ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خلفاء کی محبت کے بغیر جب فرضی عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں تو اُس کا ایمان کیسے مقبول ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی محبت واجب ہے۔

"عَنْ اَنَسٍؓ مَرْفُوْعًا حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَاجِبٌ عَلٰی اُمَّتِیْ اَخْرَجَ الْحَافِظُ السَّلَفِیْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی محبت میری امت پر واجب ہے"

اور یہ بھی بوجہ افضلیت کے ہے ورنہ ہمارے نزدیک جملہ صحابہ رضوان اللہ اجمعین معظم و مکرم ہیں۔ درجات کے لحاظ سے درجہ وار معظم ومکرم ہیں۔ ایک دفعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ کو فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قلب پر ہے۔ حضرت عمر رضؓ کو فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے قلب پر ہے۔ حضرت علی رضؓ کو فرمایا تو ہارون علیہ السلامؑ مثیل ہے۔

ہم جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بال برابر تنقیص و تحقیر نہیں سہتے۔ اس لئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو" اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ (میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں) نجوم کی تشبیہ دی گئی ہے۔ گویا یہ آسمان نبوت کے ستارے ہیں۔ اس کی پوری تشریح تو بیان نہیں ہوسکتی کہ صحابہ کو ستاروں سے کیوں تشبیہ دی؟ ہاں صرف ایک دو باتوں کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں۔

اللہ جل شانہٗ سورۃ نجم کے شروع میں فرماتا ہے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰی ۔ تمہارے ساتھ رہنے والا رسول نہ راہِ حق سے بھٹکا ہے اور نہ وہ بھیلا ہے۔) رسول کے اس عظیم مقام کے لئے (ھوی النجم) کو بطور شاہد اور قسم کے لئے کیوں لایا گیا ہے۔ اس لئے کہ جب ستارہ نظام فلکی کے تحت اپنی مقرر شدہ رفتار اور راستے پر چلنے میں بال برابر بھی نہیں چوکتا۔ حالانکہ ہمارے نزدیک مراتب کے لحاظ سے یہ فلکی نظام روحانی نظام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت بھی نہیں رکھتا تو ہمارے عالم روحانی کے شمس نبوت کی حرکات و سکنات میں ضلالت و غوایت کیسے دخیل ہوسکتی ہے۔ گویا ستاروں کا نظام شمس نبوت کے نظام پر شاہد ہے اور شاہد میں عدل لازمی ہے۔ اسی واسطے صحابہ رضؓ کو

نجوم (ستاروں) کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ یہ بھی آفتاب نبوت کے شاہد ہیں جس طرح ستارہ نظام فلکی کے تحت اپنی حرکات میں قانون کا پابند ہے اسی طرح فلک نبوت کے ستارے بھی نبوی قانون کے پابند ہیں۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس تشبیہ کو ایک دوسرے رنگ میں فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
راہرواں را شمع و اعداء را رجوم

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کا باب وسیع تر ہے ہم یہاں پر اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور صرف اہل سنت سے گذارش کرتے ہیں کہ ہم اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ افضل بعد الانبیاء حضرت ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

اگر اس کے برعکس کوئی شخص عقیدہ رکھتا ہے تو وہ گمراہ اور بے دین شیعہ حقیقی ورنہ تفضیلی ضرور ہے یہ مرض ہمارے اہل سنت میں عام ہے۔ کہ کسی مصلحت کے تحت یا سادات رشتہ داری یا سادات کے مرید ہونے کیوجہ سے سادات کی خوشامد کرتے ہوئے حضرت علی کو افضل کہتے ہیں ایسے عقیدے والے کو علامہ ابن حجر مکی تطہیر الجنان میں گمراہ لکھتے ہیں۔

پیران طریقت کے سرتاج حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ مقابیس المجالس " میں فرماتے ہیں۔

"ہر کہ علی را از سائر صحابہ ازیں وجہ زیادہ تر دوست می دارد کہ آں پیران پیر رو یا جد اوست۔ پیدا است کہ ہر کس آباء و اجداد خود را دوست تر دارد یا آں کہ آں شخص بہادری پیشہ می کند و حضرت علی نیز شجاع بودند ازیں باعث او شان را دوست تر می دارد ایں تمام اقسام موہم او ہیند ازیں ہا اجتناب باید کرد "

ترجمہ۔ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سبب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے کہ آپ پیران پیر ہیں یا اس کے جد امجد ہیں یا ایک ایسا شخص ہے جس کا پیشہ بہادری ہے اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہادری کی وجہ سے زیادہ محبت رکھتا ہے یہ تمام اقسام محبت رفض کی طرف لے جانے والی ہیں اور ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بلکہ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ صاحب الروضہ احضرت خواجہ قاضی محمد عاقل قدس سرہٗ کے زمانے میں ایک شخص مولوی غلام داؤد نامی تھے جو فاضل آدمی تھے اور کوٹ مٹھن شریف میں درس دیتے تھے وہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے تھے لیکن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے باقی صحابہ کرام کی نسبت کچھ زیادہ محبت رکھتے تھے اس وجہ سے علمائے وقت اُن کو پکڑ کر حضرت شیخ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اُس کو مخاطب کر کے فرمایا مولوی غلام داؤد تم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے متعلق کیا کہتے ہو۔ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت تمام اصحاب رسول کو برحق سمجھتا ہوں اور ہر ایک سے محبت رکھتا ہوں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے اس لئے محبت زیادہ ہے کہ تمام مشائخ طریقت کے سلاسل آپ کی ذات گرامی سے فیض یاب ہیں یہ سُن کر آپ نے ان کو رہا کر دیا لیکن جب تک مولوی غلام داؤد زندہ رہے کوئی اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ دیکھئے پہلے زمانے کے لوگ کس قدر راسخ العقیدہ تھے کہ اگرچہ مولوی مذکور رافضی نہیں تھے لیکن معمولی بات کی وجہ سے لوگ کس قدر اُن سے متنفر ہو گئے تھے۔ آج کل لوگ صحابہ کرام کے خلاف ہزارہا باتیں بناتے ہیں پھر بھی اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہیں۔

شیعہ کی بدتمیزی :- یہ اپیل ہم نے صرف اہلسنت کے بے خبر لوگوں سے کی ہے ورنہ شیعہ کی بے ہودگی تو حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ مندرجہ ذیل خبر ملاحظہ ہو۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کی توہین :- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کی ذات گرامی اسلام کی ایک مایۂ ناز ہستی ہے اور آپ کے ہاتھوں اسلام کو جس قدر استحکام حاصل ہوا اُس کا

اعتراف غیر مسلموں کو بھی ہے۔ بارگاہ ایزدی سے آپ کو کچھ الیسا رعب وجلال حاصل تھا کہ خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے " اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّکَ " یعنی اے عمر! شیطان تیرے سایہ سے بھی ڈرتا ہے لیکن شیعہ مذہب میں ان کی توہین وگستاخی عین عبادت ہے چنانچہ خبر ملاحظہ ہو۔

"خبر روزنامہ غریب لائیلپور کی ۲۵ جولائی ۶۴ء کی اشاعت میں درج ہوئی ہے جسے دیگر اخبارات نے بھی نقل کیا ہے اور اس پر رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے۔ خدا شاہد ہے کہ یہ خبر نقل کرتے ہوئے بھی قلم رکتا ہے۔ مگر محض صورت حالات ظاہر کرنے کی خاطر یہ خبر درج کی جارہی ہے۔

۲۰ جولائی کو بعد دوپہر تین اور پانچ کے درمیان چاہ نولاں والہ داخلی موضع جائی جوبن تھانہ گڑھ مہاراجہ میں ایک شخص منور حسین ولد محمد نواز قوم قریشی نے اپنی حویلی سے جلوس نکالا۔ اس میں ایک پتلا تھا جس میں توڑی بھری ہوئی تھی۔ پتلے کے گلے میں جوتیوں کا ہار پہنایا گیا اور گتہ کی تختی بنا کر لٹکائی گئی جس پر "عمر بن الخطاب" لکھا ہوا تھا۔ جلوس ڈھول کے ساتھ حویلی سے باہر آیا۔ جسے متعدد افراد نے دیکھا بعد میں یہ پتلا جلا دیا گیا۔"

شیعوں کی اس طرح کی گستاخیوں کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "مواعظ اولیسیہ" میں درج کی ہے۔ اب فقیر گستاخان صحابہ کے انجام کے واقعات کی تفصیل شروع کرتا ہے۔ وباللہ توفیق۔

ابوبکر وعمر کے دشمن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرادیا

ایک شخص حج کے لئے روانہ ہو رہا تھا کہ بادشاہ کے ایک ساتھی نے اسے کہا کہ جب مدینہ طیبہ پہنچو تو حضور علیہ السلام کو عرض کرنا میرے سلام قبول

ہوں اور کہنا کہ میری حاضری صرف اِس لئے نہیں ہو رہی کہ آپ نے ابوبکر وعمر کو ساتھ سُلایا ہوا ہے۔ وہ شخص جب مدینہ طیبہ پہونچا تو شرم کے مارے کچھ نہ کہا۔ ایک رات خواب میں حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم نے پیغام کیوں نہیں دیا۔ عرض کی مجھے شرم آتی ہے۔ آپ نے اُس شخص کی طرف اشارہ کیا اور ایک اُسترہ عطا کرکے فرمایا اِسے ذبح کردو۔ اُس نے ذبح کردیا۔

جب وہ شخص واپس لوٹا تو اُس کے متعلق سنا کہ وہ اچانک رات کو اُسترے سے ذبح کیا گیا۔ میں نے اپنا خواب بتایا تو بادشاہ نے مجھے بلا کر کہا کہ کیا اُس اُسترہ کو پہچان لو گے میں نے کہا کیوں نہیں اُس نے چند اُسترے تھال میں ڈالے اور مجھے کہا وہی استرہ اٹھاؤ۔ جس سے تم نے اُسے ذبح کیا تھا۔ میں نے وہی اُسترہ اٹھایا بادشاہ نے کہا تم سچے ہو یہی اُسترہ اُس کے بستر پر پڑا تھا (اسالیب بدیعہ)

ایک مرد صالح بااِرادہٗ

ابوبکر وعمر کے دشمن کی گردن اڑالی گئی حج روانہ ہوا جب وہ بغداد سے گذرا تو ایک زاہد کے پاس اُس نے اپنا کچھ مال امانت رکھا۔ زاہد نے اُس شخص سے کہا کہ جب تو مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ فلاں "زاہد" نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ کے پہلو میں دونوں سونے والے (ابوبکر وعمر) نہ ہوتے تو میں ہر سال آپ کی زیارت کیا کرتا۔ جب وہ شخص مدینہ شریف پہنچا تو اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے حضور نے فرمایا اپنا پیغام پہنچا چنانچہ میں نے اپنا عرض کردیا تو حضور نے حضرت علی (رضی اللہ عنہٗ) سے فرمایا کہ اُس شخص کو (زاہد) حاضر کرو حضرت علی نے اُسے حاضر کیا تو حضور نے فرمایا اِس کی گردن مار دو۔ چنانچہ آپ نے اُس کی گردن ماردی اور اُس کے تین نقطے اڑکر میرے کپڑے پر آپڑے میں گھبرا کر جاگ اُٹھا تو وہ نقطے میں نے اپنے کپڑے پر پائے جب میں بغداد واپس آیا تو ایک جوان مجھے اُسی شخص (زاہد) کے

مشابہ ملا میں نے اُس سے اُس کا حال دریافت کیا تو وہ بولا کہ وہ میرا
والد تھا اپنے گھر میں سو رہا تھا کہ ہم سب کے بیچ میں سے کوئی اُسے اڑا
لے گیا اور پھر اُس کا پتہ نہ لگا میں نے اُس کو سارا ماجرا کہہ سنایا تو وہ
رویا اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی عداوت سے تائب ہو گیا اور
میرا مال اُس نے میرے حوالے کر دیا۔ (نزہۃ المجالس صہ ۲۹۶)

دشمن شیخین کو نبی علیہ السلام نے ذبح کرا دیا۔ حضرت رضوان اسمان فرماتے
ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ تھا اُس کمینے کی عادت بن گئی تھی کہ وہ روزانہ
ابو بکر و عمر کو گالی دیتا اور بُرا بھلا کہتا تھا۔ میں اُسے سمجھاتا لیکن
نہیں مانتا تھا ایک دن اُس کی اور میری لڑائی ہو گئی اور پھر وہ زور دار گالی
دیتا رہا لیکن مجھ سے برداشت نہ ہو سکا میں مغموم و محزون ہو کر سو گیا حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کی حضور
میرا فلاں ہمسایہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دیتا ہے۔ آپ
نے چھری لیکر اُس کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا۔ میں نے پکڑ کر لٹا دیا اور ذبح
کیا تو اُس کا خون میرے ہاتھ کو لگا میں نے اُسے پونچھا اسپر میں بیدار ہو گیا
تو اُس کے گھر سے رونے کی آواز سنائی دی میں نے گھر والوں سے پوچھا
یہ رونا کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ رات کو اچانک مر گیا جب میں نے جا کر اُسے دیکھا
تو اُس کی گردن پر ایک لکیر سی کھینچی ہوئی تھی۔ (اسالیب بدلیعہ صہ ۴۲)

ابو بکر و عمر کے دشمنوں پر لعنت۔ ایک آدمی مدائن میں مر گیا اُسے
کپڑے سے ڈھانک دیا گیا اُس نے
کپڑا ہلایا اُس کے چہرے کو کھولکر دیکھا گیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یہاں چند لوگ مسجد میں
حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دے رہے ہیں لیکن میں دیکھ رہا تھا
کہ جو فرشتے میری روح قبض کرنے آئے وہ اُن پر لعنت کرتے تھے یہ کہکر
مر گیا۔ (اخرج ابن الدنیا) الفراسخ صہ ۱۳۸

حدیث شریف:- حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت حسن مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے اس حال میں رخصت ہوا کہ وہ میرے یاروں کو گالی دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسپر ایک ایسا جانور مسلط کریگا جو اُس کے گوشت کتریگا۔ قیامت تک اُسی کے درد میں مبتلا رہیگا۔ (اخرجہ ابن الدنیا) طی الفراسخ صد ۳۳۶

اُس کا خاتمہ خراب ہوا جس نے حضرت ابوبکر و عمر کو گالی دی:- ابن عساکر نے عبدالرحمٰن محاربی سے روایت کی کہ ایک شخص پر نزع طاری تھی اُسے کہا گیا کہو " لا الٰہ الا اللہ " تو اُس نے کہا میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھتا تھا جو مجھے حضرت ابوبکر و عمر کو گالی دینا سکھاتے اور پھر ان کی سب کراتے اس وجہ سے کلمہ نہیں کہہ سکتا۔ طی الفراسخ صد ۱۰۲

شیعہ بشکل خنزیر:- حضرت ابن عربیؒ اپنی مشہور کتاب فتوحاتِ مکیہ کے باب ۷۲ میں لکھتے ہیں۔ شافعی مذہب کے دو ثقہ لوگ تھے جن پر عداوتِ صحابہؓ کا کسی کو گمان تک نہ تھا وہ اُس کو بہت مخفی رکھتے تھے وہ ایک بزرگ کی خدمت میں رہا کرتے تھے وہ بزرگ میرے دوست تھے ایک دن میں اُن بزرگ کے پاس بیٹھا تھا اور اُس مجلس میں وہ دو آدمی بھی موجود تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ مجھے تمہاری باطنی شکل خنزیر کی نظر آتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقام حاصل ہے کہ جس سے میں دشمن صحابہ کی باطنی شکل خنزیر کی صورت میں دیکھتا ہوں۔ اُنہوں نے فوراً توبہ کرلی۔ اُس کے بعد مجھے ان کی شکل اصلی نظر آنے لگی۔ (فتوحات مکیہ باب ۷۲ مطبوعہ مصر)

ابوبکر و عمر کے دشمن کی آنکھیں باہر نکل آئیں:- ابن قیم اپنی کتاب، کتاب الروح میں حضرت ابوالحسن مطلبی خطیب مسجد نبوی سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ

میں ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ ایک شخص مدینہ شریف میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا۔ جس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اُس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں۔ ہم نے اُس سے بڑے تعجب سے پوچھا کہ یہ تیری کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگا آج رات کو خواب میں میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! یہی شخص ہے جو ہمیں ایذاء اور گالیاں دیا کرتا ہے۔ مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کس نے کہا ہے جو تو اُن کو گالیاں دیا کرتا ہے میں نے حضرت علیؓ کی طرف اشارا کیا بس یہ سنتے ہی حضرت علیؓ میری طرف غصے سے لپکے اور اپنی دونوں انگلیوں سے میری طرف اشارا کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے۔ بس یہ کہکر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا۔ جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خطیب فرماتے ہیں بس وہ شخص رو رو کر اِس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔ (کتاب الروح مطبوعہ دکن صہ ۲۳۲)

حضرت امام ابن ابی الدنیا

ابوبکرؓ وعمرؓ کے دشمن کا چہرہ سیاہ ہو گیا:۔ حضرت امام محمد بن علی سے نقل فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ہم مکہ میں کعبہ شریف کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا۔ اُس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور آدھا سفید۔ کہنے لگا کہ میری شکل دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ او اللہ کے دشمن او فاسق! کیا تو ہی حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا ہے پس جب میں بیدار ہوا تو یہ میری حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں (کتاب الروح لابن القیمؒ صد ۲۳۲)

ایک رافضی خنزیر بن گیا۔ حضرت امام شعرانی اپنی کتاب المنن الکبریٰ میں حضرت علامہ عبدالغفار قوصیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا اُس کی عورت اور اُس کا بیٹا اُس کو منع کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنی اِس شرارت سے باز نہ آتا تھا بلکہ انہیں بھی اِس پر مجبور کرتا تھا۔ خدا کے غضب سے اُس کی صورت خنزیر کی صورت میں بدل گئی اُس کے لڑکے نے اُس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اُس کو اپنی دکان میں باندھ رکھا تھا وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا۔ ہمسایہ لوگ اُس کی آواز کو سنا کرتے تھے کئی دنوں کے بعد وہ مرگیا۔ اُس کے بیٹے نے اُس کو ایک گندے گڑھے میں پھینک دیا۔ علامہ شیخ محب الدین طبری فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا تو میں اُس کے بیٹے سے ملا اُس نے اپنے والد کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا۔ اُس نے کہا کہ میرا والد مجھے بھی اِس چیز پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا لیکن میں نے اُس کا کہنا نہ مانا (لطائف المنن ج ۲ صہ ۸۰)

ابوبکر و عمر کے دشمن کی سزا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ مدائن میں میں ایک شخص کے ہاں گیا جس پر نزع طاری تھی اُس کے پیٹ پر ایک اینٹ تھی اُس کے پیٹ سے اینٹ گر پڑی جب اُس نے پیٹ ہلایا وہ واویلا کرنے اور شور مچانے لگا اُس کے ساتھی تو اُس سے متنفر ہو کر بھاگ گئے میں بیٹھا رہا۔ جب سب چلے گئے میں نے اُس سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اُس نے کہا کہ میں کوفہ کے مشائخ کی صحبت میں رہتا تھا اور وہ مجھے ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو گالی دینا سکھاتے اور سب بکواتے۔ میں نے اُسے توبہ کی تلقین کی اُس نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ مجھے جہنم دکھائی گئی ہے اور کہا

گیا ہے کہ یہی تیرا ٹھکانہ ہے اس کے بعد نا معلوم اس کے ساتھ کیا ہوا یعنی اسی حالت میں وہ مر گیا۔ (اخرجہ ابن ابی الدنیا) طی الفراسخ صد ۱۳۸۔

ایک سُنّی رافضی بندر بن گیا۔ امام بیہقیؒ اپنی کتاب دلائل النبوّۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا بھی تھا وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہم ہر چند اُسے منع کرتے تھے لیکن وہ باز نہ آتا تھا جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے ایک جگہ اُتر کر سو رہے جب روانگی کا وقت آیا تو ہم سب نے اُٹھ کر وضو کیا اور اُس کوفی کو بھی جگا دیا وہ اُٹھ کر کہنے لگا۔ افسوس کہ میں تم سے جدا ہو کر اسی منزل پہ رہ جاؤں گا۔ کیونکہ ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے فاسق! تو اس منزل پر مسخ ہو جائیگا۔ اسی اثناء میں اُس نے پاؤں اکٹھے کر لیئے۔ ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے مسخ ہونا شروع ہوا اور اُس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے پھر گھٹنوں تک پھر کمر تک پھر منہ تک حالت مسخ پہونچ گئی اور حتیٰ کہ وہ بالکل ہی بندر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ ہم نے اُسے پکڑ کر اونٹ پر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ غروب آفتاب کے وقت ہمارا گذر ایک جنگل سے ہوا وہاں دیکھا کہ چند بندر جمع ہیں۔ اُس نے جب ان بندروں کو دیکھا اپنی رسیاں توڑ کر ان سے جا ملا۔ اُسی طرح کا واقعہ امام علامہ تلمسانیؒ نے بھی ذکر کیا ہے لیکن اس واقعہ میں بندر کی بجائے خنزیر کا ذکر کیا ہے۔
(شواہد النبوّۃ) (سعادت الدارین للنبہانی صد ۱۵۲)

حضرات شیخین رضی کی لاشیں نکالنے کا مشہور واقعہ یہ ایک ایسا مشہور واقعہ ہے جس کو بڑے بڑے علماء اُمت نے نقل کیا ہے۔ علامہ امام قرطبی و علامہ مرجانی نے تاریخ مدینہ میں اور علامہ امام محب الدین طبری نے اپنی کتاب ریاض النظرۃ

میں اور علامہ سمہودیؒ اپنی مشہور کتاب تاریخ مدینہ عرف خلاصۃ الوفا فی الاخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت شمس الدین اللمطی شیخ خدام روضہ نبوی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے حاکم مدینہ کو جو کہ ایک نیم مسلمان حاکم تھا۔ بہت سی دولت کا لالچ دے کر یہ بات منوائی کہ ہمیں روضۂ نبوی سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لاشیں نکالنے کی اجازت دی جائے۔ وہ لالچ میں آکر یہ بات مان گیا تو انہوں نے چالیس آدمی اوزاروں کے ساتھ بھیج دیے۔ شیخ شمس الدین جو اس وقت روضہ نبوی کا خادم تھا اُن کو حاکم مدینہ نے بلا کر کہا کہ رات کو چالیس آدمی روضۂ نبوی میں داخل ہوں گے وہ جو کچھ کریں ان کو مت روکنا۔ شیخ نے اُس ظالم حاکم کی ہیبت کی وجہ سے دبی زبان سے کہا جیسے آپ حکم دیں حاضر ہوں پھر آکر مسجد نبوی میں روتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو یکایک چالیس آدمیوں کی جماعت اوزاروں سمیت مسجد نبوی میں داخل ہوئی پس جب وہ روضہ کے قریب گئے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور وہ سارے کے سارے اوزاروں سمیت زمین میں غرق ہو گئے۔ صبح کو اُس بے دین حاکم نے خادم روضہ نبوی کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو اتنے آدمی مسجد نبوی میں آئے تھے وہ کہاں گئے؟ خادم نے کہا حضور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اُس حاکم نے آکر اُس جگہ کو دیکھا جہاں زمین پھٹنے کا نشان تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس جگہ کو کھودا بھی گیا لیکن ان کا نشان تک نہ ملا۔ پھر علامہ محب الدین طبریؒ لکھتے ہیں کہ حاکم مدینہ کو کوڑھ کے مرض نے آگھیرا جس سے اُس کا گوشت بدن سے گرتا تھا حتیٰ کہ وہ بہت بری حالت میں مرگیا۔ یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی تھی۔ میں نے مختصر طور پر سب کا خلاصہ جمع کر دیا ہے۔ ۱۔ جواہر البحار ۲۔ نزہۃ المجالس ۳۔ جذب القلوب وفاء الوفا ۴۔ المنن الکبریٰ للشعرانی ج۲ ص۸۱ ۵۔ کتاب سعادۃ الدارین ص۱۵۵

بغض صدیق کی وجہ سے خنزیر بن گیا!

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی اپنی مشہور کتاب الزواجر میں علامہ کمال سے نقل کرتے ہیں۔ وہ حضرت شیخ الصالح عمر سے روایت کرتے ہیں

کہ ہیں مدینہ شریف میں رہا کرتا تھا۔ عاشوراء کے موقع پر جہاں کچھ اعدائے صحابہؓ جمع ہوجایا کرتے تھے میں اُن کے پاس گیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھے محبّت صدیق کے بدلے کچھ چیز عطا کرو تو ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا تھوڑی دیر یہاں بیٹھ جا۔ چیز مل جائے گی۔ جب وہ فارغ ہوگئے تو ایک آدمی مجھے اپنے گھر میں لے گیا جب میں اُس کے گھر میں گیا تو اُس نے اندر سے دروازے بند کردیئے اور مجھ پر دو نوکر مقرر کردیئے کہ اِس کو خوب مارو تو انہوں نے مجھے باندھ کر خوب مارا اور میری زبان کاٹ کر مجھے دروازہ سے باہر نکال دیا اور کہا جس کی محبت کے بدلے چیز مانگتا تھا۔ اب اُن سے اپنی زبان درست کرانا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں تکلیف کی وجہ سے مسجد نبوی میں پہونچا اور روضۂ مبارک کے سامنے روتا رہا۔ حتیٰ کہ روتے روتے مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میری زبان درست ہوگئی ہے۔ جب میں جاگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری زبان بالکل درست تھی۔

اِس واقعہ سے میری محبت حضرت صدیق سے زیادہ بڑھ گئی۔ جب دوسرا عاشورہ آیا تو میں پھر ان کی مجلس میں گیا اور وہی بات کہی جو پچھلے سال کہی تھی۔ اُن میں سے ایک جوان نکلا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا اور میری بہت عزت کی اور کھانا کھلایا۔ پھر ایک مکان کا دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گیا اور پھر وہ جوان رونے لگا۔ میں نے اندر دیکھا کہ ایک خنزیر بندھا ہوا ہے۔ میں نے اُس سے رونے کا سبب پوچھا تو اُس نے بڑی مشکل سے بتلایا اور قسم دلوائی کہ کسی کو یہ راز نہ بتلانا۔ پھر اُس نے کہا کہ پچھلے عاشورہ کو ایک سائل آیا تھا اُس نے محبتِ صدیقؓ کے بدلے کوئی چیز مانگی تھی اور اُس نے وہ سارا واقعہ مارنے کا سنایا۔ اُس نے کہا جب میں نے اُس کو نکال دیا تو جس وقت رات ہوئی ہم سو گئے۔ یکایک ہم نے رات کو ایسی ہولناک چیخ سنی کہ سب ڈر کر اُٹھ بیٹھے اور ہم نے دیکھا کہ یہ میرا والد خنزیر کی شکل میں مسخ ہوچکا ہے ہم نے اُس کو مکان میں بند کردیا اور لوگوں میں اُس کی موت کا اعلان کردیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں وہی ہوں جس کے بدلے یہ عذاب

میں گرفتار ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو محبت صدیقؓ کی برکت سے صحیح سالم کر دیا ہے۔ پس اُس جوان نے مجھے کچھ چیزیں دے کر رخصت کر دیا۔ (زواجر لابن حجر مکیؒ صد۱۹۳ ج ۲)

بغضِ صحابہؓ کی وجہ سے گلے میں سانپ کا چمٹ جانا حضرت امام ابن ابی الدنیا ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک میت کے نہلانے کے لئے بلایا گیا۔ پس جب میں نے اُس کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو ناگہاں اُس کے گلے میں ایک کالا سانپ چمٹا ہوا تھا۔ حاضرین نے ذکر کیا کہ یہ صحابہ کو گالیاں دیا کرتا تھا (کتاب الروح لابن القیم صد۸۶، شرح الصدور للسیوطیؒ صد۲۶۸)

قبر میں خنزیر بن جانا حضرت علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب زواجر تاریخ حلب سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ حلب میں ایک شخص ابن منیر جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا مر گیا۔ حلب کے چند نوجوان سیر و سیاحت کے لئے نکلے۔ کسی نے کہا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ جو شیخین کو گالیاں دیا کرتا ہے قبر میں اُس کی صورت خنزیر کی ہوتی ہے۔ آؤ آج ابن منیر کی قبر کھود کر تماشہ دیکھیں۔ پس سب جوان اس بات پر متفق ہو کر اُس قبرستان میں گئے اور جا کر ابن منیر کی قبر کو کھودا دیکھا تو قبر میں ایک خنزیر پڑا ہوا ہے جس کا رخ قبلہ سے پھرا ہوا ہے پس انہوں نے اس خنزیر کو نکال کر باہر پھینک دیا تاکہ دوسرے لوگ مشاہدہ کریں پھر انہوں نے اُس کو مار کر قبر میں دفن کر دیا اور گھر چلے آئے (کتاب الزواجر لابن حجر مکیؒ صد۱۹۳ ج ۲)

اس حکایت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بہت سے دشمنانِ صحابہ کو قبروں میں دیکھا گیا لیکن اُن کی صورت خنزیر کی نہ تھی۔ جواب یہ ہے کہ عالمِ برزخ کے حالات کا مشاہدہ ہم ان ظاہری آنکھوں سے نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ ہر دشمنِ صحابہ قبر میں خنزیر کی صورت میں ہو لیکن ہم اُس کی صورت کو جو برزخی عذاب کی صورت ہے ادراک نہیں کر سکتے اور کبھی کبھی کسی برزخی عذاب کا اس

دنیا میں نظر آجانا لطور عبرت کے ہوتا ہے۔

بغض صحابہ سے قبر میں آنکھ نکل جانا :- امام ابن عساکرؒ ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ مر گیا۔ اُس کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اُس کی ایک آنکھ نہیں ہے میں نے پوچھا کہ اے فلانے! تیری آنکھ کہاں گئی؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی، اس وجہ سے اس عذاب میں گرفتار کیا گیا ہوں۔ جو تو میری حالت دیکھ رہا ہے۔ (شرح الصدور للسیوطی صد ۲۲۵)

بغض صحابہ سے نصرانیوں کے ساتھ :- امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو بکر صیرفیؒ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص مر گیا جو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا اور مذہب جہمیہ کو اچھا سمجھتا تھا۔ اُس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ ننگا ہے۔ اور اُس کے سر پر ایک سیاہ چیتھڑا ہے اور اُس کے ستر پر ایک دوسرا چیتھڑا ہے اُس نے کہا تیرے ساتھ خدا تعالیٰ نے کیا کیا ہے اُس نے کہا مجھے بکر قیس اور عون بن اعسر کے ساتھ کر دیا ہے اور یہ دونوں نصرانی تھے (شرح الصدور للسیوطی صد ۲۲۴)۔

حضرت عثمان کے قتل کی محبّت کا عذاب :- امام ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو آدمی اس حالت میں مرے گا جس کے دل میں رتّی برابر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی محبت ہو وہ ضرور دجّال کی پیروی کرے گا اگر اُس کا زمانہ نہ پایا تو قبر میں دجال پر ایمان لائیگا۔ یعنی ایسی حالت میں مرے گا جیسے کوئی دجّال پر ایمان رکھتا ہو (شرح الصدور للسیوطی صد ۲۴۸)

بُغض شیخین رضؓ سے گلے میں طوق بن جانا :- حضرت علامہ تلمسانی رحؒ اپنی کتاب مصباح الظلام میں علامہ ابو محمد عبداللہ فقیہ حنبلی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت مکہ شریف کو حج کے لیئے روانہ ہوئی ان میں ایک آدمی تھا جو نوافل نماز بہت پڑھتا تھا۔ وہ راستے میں فوت ہوگیا۔ اُس کے دفن کے لیئے اُن کے پاس کوئی کدال وغیرہ نہ تھا۔ جس سے اُس کی قبر کھود کر دفن کریں۔ انہوں نے اِس جنگل میں گھومنا شروع کیا۔ ایک بڑھیا عورت کی جھونپڑی دیکھی۔ اس کی جھونپڑی میں لوہے کا ایک بڑا سا کدال پڑا ہے۔ انہوں نے اُس سے طلب کیا۔ اُس نے کہا تم حلفیہ عہد کرو کہ ہم اُسے ضرور واپس کردیں گے۔ انہوں نے واپس کرنے کا حلف اُٹھایا اور اُس سے کدال لے کر آگئے۔ پس اس کدال سے قبر کھودی اور اُس کو دفن کردیا۔ جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ کدال غلطی سے قبر میں رہ گئی ہے اور اُس بڑھیا کا عہد بھی یاد آیا۔ کدال نکالنے کے لیئے اُسکی قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کدال اُس مردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے اور ہاتھ بھی اُس میں بند ہیں۔ وہ حیران رہ گئے انہوں نے اُسے ویسے ہی بند کردیا اور اِس واقعہ کو بڑھیا کے پاس جاکر بیان کیا۔ بڑھیا نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور کہا کہ یہ کدال میرے پاس تھی مجھے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو محفوظ رکھنا یہ ایک ایسے شخص کی قبر میں طوق بنے گی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو گالیاں دیتا ہے۔ (سعادۃ الدارین للنبہانی رحؒ صد ۱۵۲)

بُغض صحابہؓ سے قبر میں سانپ :- علامہ تلمسانی فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھے شیخ نے بیان کیا کہ میں جامع حضرت عمرو بن عاصؓ میں موجود تھا کہ ایک شور سنا۔ پتہ چلا کہ کسی نے ایک دشمن صحابہؓ کو مار ڈالا ہے۔ اُس کے قاتل کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اِس قاتل کو سزا دی گئی اور دشمن صحابہؓ کی لاش کے

متعلق حکم دیا کہ جاؤ اسے دفن کردو۔ پس جب انہوں نے اُس کے لئے قبر کھودی تو اُس میں ایک بڑا سانپ ظاہر ہُوا۔ پھر انہوں نے دوسری جگہ قبر کھودی۔ وہاں بھی وہی سانپ ظاہر ہوا غرضیکہ جہاں قبر کھودتے وہی سانپ نکل آتا۔ آخر انہوں نے تنگ آکر اُسی سانپ کے ساتھ اُسے دفن کردیا۔ (سعادۃ الدارین للنبہانی ص ۱۵۳)

ابوبکر و عمر کے دشمنوں کو کتے نے کاٹا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اُس کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہوا۔ اُس نے عرض کیا کہ فلاں منافق کے کتے نے کاٹا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا شخص آگیا اُس کی پنڈلیاں بھی خون آلود تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے بھی دریافت فرمایا تو وہ بھی کہنے لگا کہ فلاں منافق کے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ یہ سُن کر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ چلو اس کتے کو مار ڈالیں کہیں وہ باؤلا نہ ہو گیا ہو۔ تمام صحابہؓ تلواریں لے کر کتے کی طرف چل دیئے صحابہؓ نے اس کو قتل کرنے کے لئے تلواریں سونت لیں تو کتا حضورؐ کے قدموں پر گر پڑا اور فصیح عربی میں کہنے لگا۔

"نہ مجھے نہ مارو۔ میں اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لیکن تم نے میرے دو صحابہؓ کو کیوں کاٹا ہے"۔ کتا بولا۔

"یارسول اللہ۔ یہ دونوں شخص منافق ہیں۔ یہ آپ کے صحابہ نہیں ہو سکتے۔ جو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں بک رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے انہیں کاٹا

یہ سن کر حضور ان دونوں کو مخاطب فرما کر بولے۔
"سنتے ہو، کتا کیا کہہ رہا ہے؟ شرم سے ڈوب مرو۔ جانور کے دل میں شیخین کی محبت ہے اور تم انسان ہو کر اُن سے بغض رکھتے ہو"۔
یہ سنتے ہی دونوں حضور کے قدموں پر گر پڑے اور رو کر کہنے لگے۔
"ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔" (جامع المعجزات)

فوائد: ۱۔ صاحب حیوٰۃ الحیوان لکھتے ہیں کہ کتے کا خاصہ ہے کہ وہ دیندار دین کے معزز شخص کو نہیں کاٹتا لیکن
۲۔ دشمنانِ اسلام و اعدائے اولیاء کرام کو کاٹ کھاتا ہے۔
۳۔ کتے بھی صحابہ کی عزت کرتے ہیں۔
۴۔ صحابہ کے دشمن منافق ہیں۔
۵۔ بے زبان بھی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان رکھتے اور اپنی غلامی اور عشق و محبت کا دم بھرتے اور ثبوت پیش کرتے ہیں۔
۶۔ معجزہ دیکھ کر قسمت اچھی ہو تو دولت ایمان نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ...

ابوبکر و عمر کے دشمن کا حشر نصرانیوں کیساتھ: ابوبکر صیرفی نے کہا کہ ایک شخص مر گیا۔ اُس کا کام تھا کہ وہ زندگی میں حضرت ابوبکر و عمر کو گالی دیتا تھا۔ جب مرا اُسے ننگا دیکھا گیا۔ اور سر پر سیاہ پٹی باندھے ہوئے۔ اُس سے پوچھا گیا تو جواب ملا کہ مجھے نصرانیوں کے ساتھ رکھا گیا۔ (طی الفراسخ صہ ۴۸۲)

شیخین کا دشمن یک چشم: کسی بزرگ کا ہمسایہ جو صحابہ کے عیوب و نقائص کے درپے رہتا تھا۔ مرنے کے بعد اُسے خواب میں دیکھا گیا کہ وہ کانا ہے۔ پوچھے پر کہا گیا کہ سزا ملی ہے مجھ کو اس لیے کہ میں ابوبکر و عمر کے عیوب و نقائص بیان کرتا تھا۔
(طی الفراسخ۔ صہ ۴۸۲)

بغضِ صحابہؓ کی وجہ سے قبر میں سے غائب ہو جانا:۔ علامہ حقی اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ابنِ ہیلان نامی ایک شخص رہا کرتا تھا جو صحابہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اُس کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ کسی وجہ سے دوسرے دن اُس کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اُس کی لاش غائب تھی۔ اُس واقعہ میں حضرت قاضی جمال الدینؒ بھی موجود تھے۔ اُس واقعہ کو اُس زمانے کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی سمجھا۔ (تفسیر روح البیان صد ۳۲۳ ج ۱۰)

دشمنانِ صحابہؓ پر کتّے کا مسلّط ہونا:۔ حضرت امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک کتا دیکھا جس نے لوگوں کا راستہ چلنا بند کر دیا تھا۔ میں جب اُس راستہ سے گذرا تو دل میں خوف معلوم ہوا کتا مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم ہرگز نہ ڈرو۔ اللہ نے مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنے والوں پر مسلّط کیا ہے (سیرۃ فاروق لابن جوزی صد نزہۃ المجالس صد ۱۹۸ ج ۲)

حضرت علیؓ کی توہین کرنیوالے کا چہرہ خنزیر کی شکل میں:۔ علامہ بارزیؒ حضرت منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اُس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اُس کا چہرہ خنزیر جیسا ہے۔ اُس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت علیؓ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت (نعوذ باللہ) کیا کرتا تھا اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ۔ کسی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اُس مردود کی شکایت کی۔ آپؐ نے اُس کے چہرہ کی طرف تھوک دیا۔ جس کی وجہ سے اُس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ (صواعق المحرقہ صد ۱۹۴)

ابن ملجم یعنی قاتلِ علی رضی اللہ عنہ کے عذاب کا نمونہ:۔ جناب عبّادانی فرماتے ہیں کہ میں کسی جنگل میں گشت کر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک صومعہ (عبادت خانہ) دیکھا

اُس میں ایک راہب بیٹھا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا آپ یہاں کا کوئی عجیب وغریب واقعہ سنایئے۔

اُس نے فرمایا کہ میں ایک دن بیٹھا تھا دیکھا کہ میرے سامنے ایک سفید پرندہ سامنے والے پتھر پر اوپر سے گرا۔ اُس نے قے کرنی شروع کر دی اُس کی قے سے پہلے انسانی سر پھر پاؤں، پھر پنڈلی ایسے ہی جملہ اعضاء۔ جو ہی جس اعضاء کو قے کرتا وہ دوسرے عضو کے ساتھ فوراً جُڑ جاتا۔ یہانتک کہ پورا انسان صحیح سالم میرے سامنے بیٹھا نظر آتا۔ پھر وہ پرندہ اپنی چونچ سے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نگل جاتا میں نے یہ منظر کئی روز تک دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور حیاۃ بعد مماتہ کا عقیدہ میرے ہاں اور مضبوط ہو گیا۔ میں نے اس پرندے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے وہ پرندہ فصیح عربی بولتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فناء وبقا کا مالک ہے میں ایک فرشتہ ہوں اِس بدبخت کو عذاب دینے پر مقرر ہوں۔ جس وقت سے اُس نے جرم کیا ہے اُس وقت سے یہی سزا پا رہا ہے۔

میں نے اُسی جسم مُردہ سے پوچھا تم کون ہو۔ کہا میں ابن ملجم ہوں قاتل علی (رضی اللہ عنہٗ) ہوں۔ جب سے مرا ہوں قتل علی رضی اللہ عنہٗ کے جرم میں یہ سزا پا رہا ہوں اور ایسے ہی قیامت تک میرے ساتھ ہوتا رہیگا۔ اِس کے بعد اس پرندے نے اُس جسم کو چونچ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نگل کر اُڑ گیا (طی الفراسخ صد ۲۲۹) اِس حکایت کی سندات کی تحقیق اور واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک شیعہ کا عجیب واقعہ رافضیوں میں ایک موذن اندھیرے سے جا کر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا۔ محلہ میں کچھ غریب سنی رہتے تھے کہ خون جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا۔ ایک روز چار جوان ہرچہ بادا باد کہکر مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا اور اذان میں صدیق اکبر کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا۔ ان چاروں میں سے ایک

صاحب برآمد ہوئے اور مار گرایا کہ خبیث تو ہمیں بُرا کہتا ہے۔ اُس نے گھبرا کر کہا حضرت میں تو عُمر کو کہتا تھا دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے بُرا کہیگا اُس نے سراسیمہ ہو کر کہا حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا مارا کہ ناپاک تُو مجھے بُرا کہیگا آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ بنی چلایا کہ مولیٰ مدد کیجئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں اُسترا لیئے ہوئے برآمد ہوئے اور اُس کی ناک کاٹ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو بُرا کہیگا اب چاروں صاحب تو چلدیے۔ مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لیے آئے ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے۔ آج انہوں نے اذان نہیں فرمائی۔ جب کچھ روشنی ہوئی دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں۔ کہا حضرت خیر ہے۔ قبلہ خیر ہے۔ کہا قبلہ کیا خیر ہے۔ آج وہ تینوں دشمن آپڑے اور مارتے مارتے موبجھ کر دیا کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا وہ چپ ہو رہا۔ جب بار بار یہ ہی کہا گیا تو اُس نے جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن مار کر ہی چھوڑ گئے تھے مولیٰ نے آکر جڑ سے پوچھ لی ہے۔ ~

مازیاراں چشم یاری داشتیم!!
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم!!

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ ۴ ص ۶۲)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن ذلیل ہو کر مرا ہے۔ ابن کثیر لکھتا ہے کہ کسی نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت عثمان و علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما یہ پانچوں صحابی بیٹھے ہوئے ہیں اتنے میں ایک آدمی آگیا جس کا نام راشد الکندی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر

کہنے لگا۔ یا حضرت! میں انہیں تو کچھ نہیں کہتا بلکہ میں تو معاویہ کو کم و بیش کہا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بربادی ہو تیرے لئے کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔ آپ نے ایک لوہے کا ڈنڈا اٹھا کر حضرت معاویہ کو دیا اور فرمایا اسے پیچھے کی طرف سے مارو۔ حضرت امیر معاویؓ نے اُسے مارا تو میری نیند کھل گئی جب صبح ہوئی تو میں نے سنا کہ رات کو وہ اچانک مر گیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۹)

ایک عینی واقعہ: حضرت علامہ پیر محمد قمر الدین سیالوی نے فرمایا کہ ہمارے علاقہ میں ایک عورت کو کوئی بیماری تھی۔ اُسے کسی نے کہا کہ تو اصحاب ثلاثہ کو گالیاں دے تو تجھے آرام ہو جائیگا۔ بس جونہی اُس نے صحابہ کرام کی بدگوئی نکالی تو فوراً اُس کا چہرہ خنزیر سا ہو گیا۔ تاہنوز وہ زندہ ہے اور لوگ اُسے دیکھنے کے لئے دُور دور سے آرہے ہیں۔

یہ واقعہ ۱۳۹۰ھ بموقعہ سنی کانفرنس لودھراں میں بیان فرمایا تھا۔

دوسرا واقعہ: صاحبزادہ جمال محمد کوریجہ شیدانوی سلمہ نے سنایا کہ عبداللہ شاہ خانپوری (شیعہ) نے اپنے مزارع کو جو ... پر جا رہا تھا تو پیغام دیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دینا کہ بارہا میرا ارادہ ہوتا ہے کہ آپ کے در اقدس کی حاضری دوں لیکن آپ نے اپنے پہلو میں ہمارے دو دشمن سُلائے ہوئے ہیں اس لئے حاضری سے محروم ہوں۔ جب وہ مزارع مدینہ طیبہ پہونچا تو اُسے شرم محسوس ہوئی کہ ایسا گندہ پیغام حضور علیہ السلام کو کیسے عرض کردوں۔ ایک رات خود حضور علیہ السلام نے زیارت سے مشرف فرمایا اور ارشاد ہوا کہ پیغام کیوں نہیں پہنچایا۔ عرض کی حضور شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا عبداللہ شاہ کو کہنا کہ تجھے کیا معلوم کہ میرے یاروں کی شان کیا ہے چونکہ تو اندھا ہے اس لئے بے خبر ہے۔ اُس کا مزارع واپس آیا تو عبداللہ شاہ نے پوچھا کہ کیا تو نے میرا پیغام پہونچایا تھا کہا ہاں جی۔ اُس نے کہا جو جواب ملا وہ بھی سُن لے حضور علیہ السلام نے فرمایا تو اندھا ہے

اِس لیئے میرے یاروں کی شان سے بے خبر ہے۔ جب یہ پیغام اُسکا مزارع سُنا چکا تو فوراً عبداللہ شاہ اندھا ہو گیا۔

نسبی ترجیح سے ایک عالم کو عذاب

:- جو شخص کسی صحابی کی اولاد ہو اور اُس صحابی کو محض نسب اور ہوائے نفس کی وجہ سے دوسرے اکابر صحابہ پر ترجیح دیتا ہو اگرچہ اپنے آپ کو اہل سنت کہلاتا ہو وہ بھی غلط طریقے پر ہے ایسے ایک بڑے عالم کا واقعہ درج کرتا ہوں کہ اُسے قبر میں اس عقیدہ کی وجہ سے کیا عذاب ملا۔

علامہ شعرانی حضرت علامہ توصیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم جو اکابر علماء میں سے تھا فوت ہو گیا۔ اُس کو میں نے خواب میں دیکھا اور اُس سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو اُس کی زبان بند ہو گئی اور اُس کا چہرہ کوئلے کی طرح سیاہ تھا میں نے اُس سے کہا کہ تو ایک بڑا عالم تھا اب یہ تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ میں ایسے عذاب میں اس لیئے گرفتار ہوں کہ میں بعض کو بعض پر محض عصبیت اور ہوائے نفس کی وجہ سے ترجیح دیا کرتا تھا (لطائف المنن الکبریٰ صہ ۸۱ ج ۲)

(ف)۔ سادات قوم کہلوا کر شیعہ بن جانا ہمارے خیال پر غلط ہے۔ صحیح النسب سید کبھی بدمذہب نہیں ہو سکتا اگر کوئی اعلیٰ خاندان کا فرد ایسے ہوتا ہے تو نطفے کی خرابی سے جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ اسی لیئے ہم عرض کریں گے سادات سے کہ اگر آپ حضرات نے نسبی پر وگرام کو مدنظر رکھ کر سیدنا علی المرتضیٰ کو حضرات اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر فوقیت و افضلیت کا عقیدہ رکھا تو آپ حضرات کا یہی حال ہوگا۔ (وما علینا الا البلاغ المبین)

حضرت سعد کے مخالف کی زندگی برباد

:- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد کو کوفہ کا حاکم بنایا تو حاسدان نے دربار فاروقی میں حضرت سعد کی غلط شکایت کی۔ حضرت عمر نے تحقیق حال کے لیئے آدمی بھیجا وہ کوفہ کی ایک ایک مسجد میں حضرت سعد کے متعلق پوچھتا رہا مگر کسی نے کوئی شکایت نہ کی۔ ایک مسجد میں ایک شخص

نے جھوٹی گواہی دی کہ حضرت سعد ظالم ہیں فیصلہ صحیح نہیں کرتے یہ سنکر حضرت سعد کو جوش آگیا آپ نے اُس کے لیئے فرمایا

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فَاطِلْ عُمُرَہٗ وَفَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ الْفِتَنْ۔

اے اللہ اگر یہ جھوٹا ہے تو اِس کی عمر اور فاقوں کو طویل فرما اور اِسے فتنوں میں ڈال

ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا وہ شخص بوڑھا ہوا اُمن کی پلکیں لٹک آئیں اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہوا اُس کی یہ حالت ہو گئی کہ چھوکریوں کے ساتھ بازار میں چھیڑ چھاڑ کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے سعد کی بد دعا لگ گئی ہے۔

خارجی گھوڑے سے گر کر مرا

ایک خارجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کو گالی دی تو حضرت سعد نے بے اختیار ہو کر اُسے بد دعا دی وہ شخص اُسی وقت اپنے گھوڑے سے گرا اُس کا دماغ پھٹا اور اُسی وقت مر گیا۔

(ف) یہ درحقیقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اُن کے لیئے فرمایا " اَللّٰھُمَّ اَسْتَجِبْ سَعْدًا اے اللہ سعد کی ہر دعا قبول فرما " اب ان کا یہ حال تھا کہ " لَا یَدْعُوْ اِلَّا اُسْتُجِیْبَ۔ ان کی ہر دعا فوراً قبول ہو جاتی یہاں تک کہ اخیر عمر میں دعا کرنی چھوڑ دی تھی لوگ اُن سے بہت ڈرتے تھے کہ خدا کرے اُن کے مُنہ سے خیر کا کلمہ نکلے۔ افسوس ہے اس پارٹی پر جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ کی دُعا رد ہو جاتی ہے۔

دشمنانِ
اہلبیت کرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد :۔
فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ومناقب پر تو ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور اِس رسالہ میں صرف ان حضرات کے دشمنوں کی بربادی وتباہی کے حالات مذکور ہیں۔ تفصیل اُسی میں ہے رسالہ کے مطالعہ سے پہلے چند امور بطور مقدمہ درج ہیں۔

اہل بیت سے کون مراد ہیں :۔ شیعہ کے نزدیک تو صرف حضرت علی، حضرت بی بی فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مراد ہیں۔ لیکن اہل سنت کے نزدیک صحیح ترین یہی ہے کہ ان حضرات کے علاوہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ بھی اہلبیت ہیں۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ع تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

فضائل اہلبیت :۔ اُن کے ان گنت فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب سے انہیں بہشت کا ٹکٹ عطا ہُوا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُدْخِلَ النَّارَ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَاَعْطَانِیْھَا۔ (حدیث صحیح ولم یخرجاہ)
المستدرک ۱۵۰/۳ اشرف الموید صہ ۴۴

اولادِ فاطمہ پر دوزخ حرام ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کے حسب نسب منقطع ہوجائیں گے لیکن ہمارا حسب نسب منقطع نہیں ہوگا۔ چنانچہ روایاتِ صحیحہ میں آتا ہے کہ
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کلّ سَبَبٍ وَّ نَسَبٍ یَنْقَطِعُ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ۔

المستدرک ۱۶۴/۳ خصائص کبریٰ ۲۲۵/۲ جامع الصغیر ۹۳/۲ اشرف المويد ص

طبقات ابن سعد ۴۸/۲

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لایؤمن احدکم مثل اهل بیتی اعید حتی اکون احب الیه من نفسه و تکون عترتی احب الیه من عترته و اهلی احب الیه من اهله و ذاتی احب الیه من ذاته (صواعق المحرقہ ۱۷۲ اشرف المويد ۱۱۵)

ایک اور مقام پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "خدا کی قسم انسان کے دل میں اُس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک میرے قریبیوں سے محبت نہ کرے۔

واللہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتیٰ یحبهم للہ ولقرابتهم منی (صواعق المحرقہ ص ۲۳۰)

قالَ رسول اللہ صلے اللہ علیه وآلهٖ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم بهٖ من نعمه واحبونی لحب اللہ عز وجل واحبو اهل بیتی لحبی

اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے اور ہم سے محبت کرو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اور ہماری اہلبیت سے محبت کرو ہماری محبت کی وجہ سے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میرے

جنّت حرام ہے اہلبیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عترت کو ایذا دیتا ہے اُس پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے۔

عن النبی صلے اللہ علیه وَ آلهٖ وسلم حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی واذانی فی عترتی (کشاف ۳۹۹/۴)

رحمت خداوندی سے مایوس :۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو ہماری آل پاک سے بُغض کی حالت میں مرے گا جب وہ قیامت کے دن اُٹھے گا تو اُس کی آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جائیگا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیا گیا ہے۔

الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد جاءَ یوم القیامة بین عینه آئس من رحمة الله (کشاف ۳۹۹/۴ روح البیان ۴۰۷/۴ کبیر ۳۹۶/۷ ابن عربی ۲۱۲/۲ نزہة المجالس ۲۲۲/۲ اشرف المؤید ص۱۵۲)

کفر کی موت :۔ حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا۔

جنت کی خوشبو سے محرومی :۔ اور فرمایا آل محمدؐ سے بغض رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیگا۔ الا و من مات علیٰ بغض آل محمد مات کافرا

الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد لم یشم رائحة الجنة

تفسیر کبیر ۳۹۰/۷ تفسیر روح البیان ۴۰۷/۴ باقی حوالے اوپر درج ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ اہلِ بیت مصطفےٰ کی محبت عطا فرمائے اور اُن سے بغض رکھنے والوں کے سایہ سے بھی محفوظ رکھے۔ اہلبیت محمد سے بغض اور دشمنی کی سزا قطعی طور پر جہنم ہے اور یہ کسی دنیاوی عدالت کا فیصلہ نہیں بلکہ ان کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلے ہوئے جملے ہیں جن کا ہر ارشاد حکم خداوندی اور ناقابلِ ترمیم ہے اب آپ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبغوضانِ اہلبیت کے لئے چند ارشادات مزید ملاحظہ فرمائیں۔

بغض اہلبیتؓ بغض مصطفےٰ ہے :۔ ایک دفعہ تاجدار دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ

علیہ وَ آلہٖ وسلم نے اپنی صاحبزادی مکرّمہ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضؓ کے شہزادوں کو گود میں لے کر فرمایا جو ان سے محبّت کرتا ہے وہ ہم سے محبت رکھتا ہے جو اُن سے بغض رکھتا ہے۔ وہ ہم سے بغض رکھتا ہے۔

من احبھما فقد احبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی۔

البدایہ والنہایہ ۲۰۵/۸ المستدرک ۱۶۶/۳ و دیگر کتب احادیث متفقہ علیہ

شیطان کے ساتھی :۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہلبیت سے اختلاف رکھنے والوں کو فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ کتب احادیث میں آتا ہے کہ میری آل پاک میری امت کے لئے امان ہے اور تمہیں اختلاف سے بچاتی ہے جو قبیلہ بھی ان سے مخالفت کریگا وہ شیطان کی جماعت ہے۔

واھل البیتی امان الامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلۃ اختلفوا فصاروا حزب ابلیس (خصائص کبریٰ ۲۲۶/۲ اشرف المویّد ۱۴۵ صواعق محرقہ ۱۵۳)

ہلاکت غرقابی جہنم :۔ ایک مقام پر تاجدار دو عالم سرور کائناتؐ صلی اللہ علیہ وَ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری آل کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے جو اس پر سوار ہوگیا اُس نے نجات حاصل کرلی اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ خود ہی ہلاک ہوگیا۔

دوسری جگہ فرمایا میرے اہلبیت کی مثال سفینہ نوحؑ کی ہے جو سفینہ پر سوار ہوگیا اُس نے نجات حاصل کرلی اور جس نے اُن کی مخالفت کی وہ غرق ہوگیا۔

اسی طرح تاجدار مدینہؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ میری آل پاک کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی طرح ہے جس نے سفینہ کی سواری پر اتفاق کرلیا اُسے امان مل گئی اور جس نے مخالفت کی وہ جہنم کا ایندھن بن گیا۔

مثل اھل بیتی فیکم کسفینۃ نوحٍ من رکبھا نجا و من

رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک مثل اھل بیتی
فیکم کسفینۃ نوحٍ من رکبھا نجا ومن
تخلف عنھا غرق۔ مثل اھل بیتی فیکم کسفینۃ
نوحٍ من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا زج فی النار

(صواعق محرقہ ص ۱۵۳، اشرف المؤید ص ۱۵۲)

اِس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سفینۂ نوحؑ پر سوار نہ ہونے والے قطعی طور پر کافر تھے اور وہ حضرت نوح علیہ السلام سے مخالفت کر کے صرف ہلاک ہی نہیں ہوئے بلکہ کفر کی موت مرے ہیں۔ اسی لئے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینۂ نوح کی مثال دیکر ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے ہماری اہلبیت سے اتفاق کیا ان سے تعلّق و مودّت ومحبت قائم رکھا وہ ہر طوفان سے نجات پاکر جنتی ہو گئے اور جنہوں نے ہماری اہل بیت کی مخالفت کی وہ ہلاک ہو کر جہنم رسید ہو گئے۔

دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ______ مرتد اور بے ایمان ہونے سے بچائے کیونکہ بغض اہلبیت قطعی طور پر ارتداد اور کفر صریح ہے۔

اب سرکار دو عالم علیہ التحیۃ والثنا کی طاہرہ بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزھرا بتول رضی اللہ عنہا اور اُن کی اولاد پاک سے بغض رکھنے والوں کے متعلق چند وعیدیں مزید ملاحظہ فرمائیں

یہ گالی نہیں حقیقت ہے

تاجدار دو عالم فخر موجودات سرور کائنات حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق حسنہ سے بڑھ کر کس کا اخلاق ہو سکتا ہے آپؐ مجسمۂ اخلاق بھی ہیں اور صاحب خلق عظیم بھی۔ آپ کے خلق عظیم کی مثال قرآن عظیم سے دی گئی ہے بلکہ آپؐ کے خلق کو ہی قرآن کا نام دیا گیا ہے۔

بلاشبہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ مگر وہ بات جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہو

اور اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کہ کسی کو گالی دے مگر وہ بات جو حقیقت پر مبنی ہو۔ اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں کفار کے متعلق اُن کی بدکرداری اور بدافعالی کے پیش نظر فرمایا ہے کہ یہ حرامزادے ہیں۔ آیت کا جملہ "ذالکَ زنیم" ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو یہ خطاب دیا ہے اور محبوب خدا صاحب قرآن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی خطاب دشمنانِ اہل بیت کے لئے مخصوص کر دیا ہے چنانچہ درج ذیل روائت میں بتایا گیا ہے کہ جو انصار اور آلِ محمدؐ کے حقوق کو نہیں پہچانتا وہ اِن تینوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو وہ منافق ہے یا حرامزادہ ہے یا ولدالحیض ہے

شقی، منافق، حرامزادہ، ولدالحیض ہے۔

و اخرج ابن عدی والبیہقی فی شعب الایمان عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من لم یعرف عترتی والانصار فھو لاحد ثلث اما منافق و اما الزنیۃ و اما لغیر طھر (یعنی حملتہ امہ علی غیر طھر) اشرف المؤید ۱۵۰

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں رکھیگا محبت ہماری آل سے مگر مومن متقی اور نہیں رکھے گا بغض ہماری آل سے مگر منافق و شقی۔

لایحبنا اھل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق و شقی

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا تاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ ہماری اہل بیت سے جو بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

من یبغض اھل البیت فھو منافق (اشرف المؤید ۱۵۵)

یہودیوں کا ساتھی ہے۔

تاجدار انبیا، سلطانِ مدینہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو لوگ ہماری اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن ان کا حشر نشر یہودیوں کے ساتھ فرمائیگا۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس ابغضنا اھل البیت حشر اللہ یوم القیامۃ یہودیا۔ (اشرف المؤید ۱۹۱)

قہر خداوندی ہے تاجدار دو عالم سرکار مدینہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا جو میری عترت اور اہلبیت کو ستائے گا اُس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوگا اور قہر الٰہی ٹوٹ پڑے گا۔

اشتد غضب اللہ علیٰ من اذانی فی عترتی

(اسعاف الراغبین صـ۱۴۲۔ نور الابصار صـ۱۱۲۔ صواعق محرقہ صـ۱۰۱)

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہلبیتؓ ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا میری بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے ہیں جو ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ خدا سے محبت کرتا ہے اور جو خدا سے محبت کرتا ہے وہ بہشت میں ضرور داخل ہوگا اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے جو ہمارا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے اور جو خدا کا دشمن ہے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

الحسن والحسین ابنائی من احبہما احبنی ومن احبنی احبہ اللہ و من احبہ ادخلہ الجنۃ و من البغضہما البغضنی و من البغضنی البغضہ و من البغضہ ادخلہ النار

(الاستیعاب ۸۳۰/۱ البدایہ والنہایہ ۲۰۵/۶ فیض القدیر ۱۹/۴ صواعق محرقہ ۱۵۵)

سرتاج الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اولاد پاک سے دشمنی رکھنے والوں کے لئے شدید ترین سزائیں خالق کائنات نے مقرر کر رکھی ہیں ان کا اجمالی خاکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اگر تفصیل کے ساتھ ان سزاؤں کی نشاندہی کی جائے تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی اولاد مقدس سے بغض

اور دشمنی رکھنے والے خواہ وہ خارجی ہوں یا ناصبی بحکم خدا اور رسولؐ دائرہ اسلام سے خارج اور کفار کا بد ترین ٹولہ ہیں بلکہ قطعی طور پر جہنمی اور ناقابل مغفرت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خارجیت اور ناصبیت سے محفوظ رکھے۔

لڑائی مصطفیٰ سے ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری بیٹی فاطمہ اور اُس کے شوہر اور اُس کے بیٹوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے اُس کے ساتھ ہماری جنگ ہے اور جو ان سے صلح رکھتا ہے اُس سے ہماری صلح ہے۔

قال لعلی وفاطمه والحسن والحسین انا حرب من حاربهم و سلم لمن سالمهم (متفق علیه)

کعبے کا نمازی دوزخ میں ہے

کتب احادیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت الحرام میں رکن اور مقام کے مابین نماز پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو اُس کے دل میں اہل بیت محمدؐ سے بغض ہو تو وہ سیدھا جہنم میں جائیگا۔

ان رجلاً قام بین الرکن والمقام فصلی وصام وهو مبغض اهل بیت محمد دخل النار

(المستدرک للحاکم ۱۴۹/۳ ینابیع المودة ص ۳۷۰ صواعق محرقہ ۱۷۴)

حاسدین اہلبیت کا منہ کالا ہے

روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تاجدار انبیاء سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایتاً عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔

ماروی عن علی رضی الله عنه شکوت الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حسد الناس لی (کشاف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شکایت کے جواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی تم اس پر خوش نہیں کہ تم چاروں کے چوتھے ہو

فقال اما ترضٰی ان یکون رابع اربعۃ (کشاف)
پھر فرمایا کہ سب سے پہلے ہم اور تم اور حسن اور حسین اور ہماری عورتیں
جنت میں داخل ہوں گی اور پھر ہماری ذریت اور اُن کی بیویاں
یدخل الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وازواجنا
عن ایماننا وشمائلنا وذریتنا خلف ازواجنا (تفسیر کشاف جلد چہارم ص ۳۹۱)
مندرجہ بالا واقعہ میں توحید کرار اور اہلبیتؑ کے حاسدین کا اصطلاحاً
منہ بند ہوتا ہے اب آپ ایک ایسی روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب یہ لوگ قیامت کو اٹھائے
جائیں گے تو ان کے منہ کالے ہوں گے۔

ورد علی یوم القیامۃ مسوداً وجھہ (صواعق محرقہ ۱۸۶)
معتبر کتب احادیث و سیر میں آتا ہے کہ دشمنانِ اہلبیت لعنتی بھی
ہیں اور جہنمی بھی۔ مردود بارگاہِ خداوندی بھی ہیں مرتد بھی اور ہمہ وقت غضب
الٰہی کے گھیرے میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بجائے توبہ کی طرف مائل ہونے کے گستاخی
کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے لیئے آگ ہی آگ تیار کرتے جاتے ہیں۔
سادات کریم کی جو تعظیم و تکریم کتب احادیث سے ظاہر ہے

ازالۂ وہم:۔ وہ بیان سے باہر اور گمان سے بالا ہے قلم کی ہرگز طاقت نہیں کہ
اولاد فاطمہ کے فضائل و اکرام کا احاطہ و حصر کر سکے۔ جناب سیدہ اور آپ کی
اولاد طاہرہ سے محبت کی جزا اور دشمنی کی سزا کے متعلق چند روایات بیان کرنے کے
بعد ہم قارئین کی خدمت میں التماس کریں گے۔ جو شخص بھی اہلبیتِ رسولؐ کا
فرد ہونے کا دعوے دار ہے آپ اُس کی اولادِ مصطفےٰ ہی سمجھ کر تکریم و تعظیم کیا
کریں اور ہرگز اس ٹوہ میں نہ جائیں کہ ممکن ہے یہ سید نہ ہو۔ ہم اشرف المؤید
و دیگر کتب سے واقعات عرض کریں گے۔ ایک یہ بھی ہے۔

سیدزادی کی کہانی:۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولادِ پاک سے ایک شہزادی فقر کی حالت میں ایک

کسی مسلمان کے پاس کسی ضرورت کے پیشِ نظر تشریف لے گئیں اور اُسے بتایا کہ میں سیدزادی ہوں اِس لئے میری مدد کرو۔ تو اُس شخص نے یہ کہکر ٹال دیا کہ مجھے کیا معلوم تم سیدزادی ہو یا نہیں۔

وہ سیدزادی پریشانی کے عالم میں واپس آگئیں اور ایک یہودی سے اپنی حاجت بیان فرمائی۔ یہودی نے ایک برقعہ پوش اور خاندانِ سادات کی خاتون سمجھ کر اُن کی نہایت تعظیم و تکریم سے ضرورت پوری کردی۔ رات کو اُس مسلمان اور یہودی نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس مسلمان کو جنت میں داخل ہونے سے یہ فرما کر منع کردیا کہ جب تمہیں ہماری بیٹی کے سیدہ ہونے پر شک تھا تو ہم تمہارے مسلمان ہونے پر کیسے یقین کرلیں اور اُس یہودی کو عزت سے جنت میں داخل ہونے دیا۔ یہودی نے جب یہ خواب دیکھا تو صبح بیدار ہوتے ہی مسلمان ہوگیا۔

تبدیلیٔ نسب کی سزا: اگر کوئی اپنا نسب تبدیل کرتا ہے تو اُس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ نسب بدلنے والوں کے متعلق سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ ملعون و مردود ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت کرتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من نسب الیٰ غرابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (بخاری۔ صواعق محرقہ ص۱۸۶)

فضائل و مناقب: چونکہ ہم نے اِس رسالہ میں اختصار کو سامنے رکھا ہے اِسی لئے فضائل و مناقب بھی مختصراً عرض کئے جائیں گے اور چونکہ اِس باب میں صرف آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخوں کا ذکر ہوگا اور وہ بھی زیادہ تر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا۔ اِسی لئے چند فضیلتیں آپ کے والدِ مکرم اور آپکی والدہ کریمہ اور آپ کے بھائی جان کے بعد آپ کی فضیلتوں کا بیان لکھ کر واقعات کو ذکر کردیا

گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ جامع حدیث سنیئے۔

قالت عائشه۔ خرج النبی صلی اللہ علیه و اٰلهٖ وسلم غَدَاوَةً وَ عَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَجَّلٌ مِنْ شَعَرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاَدْخَلَهُمَا مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا مَعَهٗ۔ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ مَعَهُمْ ثُمَّ قَالَ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) ابن جریر ۱۴۲/۲۲ درمنثور ۱۹۹/۵۔ مسند احمد ۲۹۲/۶، ۳۲۲/۶، ۱۰۷/۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طلوع صبح کے وقت سیاہ بالوں کا اونی کمبل اوڑھے ہوئے نکلے۔ پس حسنؓ وحسینؓ آئے تو اُس میں داخل ہو گئے۔ پھر فاطمہؓ آئیں اور اُس میں داخل ہو گئیں پھر علیؓ آئے تو وہ بھی اُس میں داخل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

انتباہ:۔ بعض بے خبر اہلسنت اور جملہ اہل تشیع اِسی مضمون کو پڑھ سنکر سمجھتے ہیں کہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم علی المرتضیٰ وحسنین کریمین سے فضیلت سے کم ہیں یا ازواجِ مطہرات سرے سے ہی اہل بیت نہیں (معاذاللہ) دونوں خیال غلط ہیں۔

ازواج مطہرات اہلبیت ہیں اور اصحاب ثلاثہ کے فضائل ومناقب اپنے مقام پر حق ہیں جنہیں ہم نے اپنی تفسیر میں تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔

حضرت حسینؑ کا تعارف اور اُنکے فضائل

آپ ہجرت کے چوتھے سال ۵ر شعبان کو مدینہ طیبہ میں رونق افروز عالم ہوئے اور ۱۰ر محرم سنہ ۶۱ھ میں بعمر ۵۵ سال شہید ہوئے۔ حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کی تحنیک فرمائی یعنی کھجور چبا کر اُس کا

پس اُن کے منہ میں ڈالا۔ اور کان میں اذان دی اور اُن کے لیئے دعا فرمائی اور حسین نام رکھا۔ ساتویں روز عقیقہ کیا۔ آپ بچپن ہی سے شجاع و دلیر تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے بارہ میں فرمایا۔

فضائل:۔ احادیث میں ہے کہ جب ام الفضل نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں خواب عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے بڑا سخت خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے گوشت کا ٹکڑا کٹ کر میری جھولی میں آگیا ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چچی جان یہ تو نہایت ہی اچھا خواب ہے اور اُس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرزند عطا فرمائے گا اور پھر جب امام حسین رضی اللہ عنہٗ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل آپ کو گود میں اٹھا کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی کا یہ بیٹا کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں بے گناہ شہید کر دیا جائے گا۔

یہ فرحت و ملال اور رنج وراحت میں ملی ہوئی خبر جب جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو آپ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ آپ نے دربار رسالت میں عرض کریں اباجان ہم اُس وقت کہاں ہوں گے تو حضرت سرور دو عالمؐ نے فرمایا بیٹی اس لق ودق صحرا اور آگ برساتے ہوئے چٹیل میدان میں جب میرا حسین امتحان دے رہا ہوگا تو ہم میں سے کوئی بھی اس حیات ظاہری میں وہاں موجود نہیں ہوگا

پھر جب امام حسین رضی اللہ عنہٗ اس دنیا میں تشریف لائے تو حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی بیٹی جناب سیدہ طاہرہ کے ساتھ مل کر آنسو بہاتے رہے۔

منبر چھوڑ دیا:۔ تمام تر معتبر کتب احادیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک روز شہزادگان بتول سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہم السلام کو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سرخ قمیصیں پہنا کر نانا جان کے حضور میں بھیجا۔ سیدہ بتول کے ننھے شہزادے جب حجرہ

بتولؓ سے منبر رسولؐ کی طرف آئے تو مسجد نبوی کا فرش ہموار نہ ہونے کی وجہ سے آپ بار بار گر جاتے۔ حضور رحمۃ اللعالمین امام الانبیاء تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی مکرمہ مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں کو یوں گرتے دیکھا تو آپ خطبہ کو منقطع فرماتے ہوئے منبر کو چھوڑ کر آئے اور دونوں صاحبزادوں کو گود میں لے لیا۔

حدیث مُبارک:۔ حسین منی وانا من حسین اللّٰھم احبّ من احبّ حسیناً۔ اخرجہ الحاکم فی المستدرک (اسعاف)

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے۔ یا اللہ جو حسین کو محبوب رکھے تو اُسے محبوب رکھ۔"

حدیث پاک:۔ ابن حبان، ابن سعد۔ ابویعلی، ابن عساکر آئمہ حدیث نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا

من سرّہ ان ینظر الیٰ رجل من اھل الجنۃ وفی لفظ شباب اھل الجنۃ فلینظر الیٰ حسین بن علی

"جو چاہے کہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے یا یہ فرمایا کہ نوجوانان اہل جنت کے سردار کو دیکھے وہ حسین ابن علی کو دیکھے۔"

(اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰے واہل بیتہ الطاہرین)

حدیث مبارک:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے فرمایا وہ شوخ لڑکا کہاں ہے یعنی حسین رضی اللہ عنہ۔ حسینؓ آئے اور آپ کی گود میں گر پڑے اور آپ کی ڈاڑھی میں انگلیاں ڈالنے لگے آپ نے حسینؓ کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا۔ یا اللہ میں حسین سے محبت کرتا ہوں

تو بھی اِس سے محبت کر اور اِس شخص سے بھی جو حسینؓ سے محبت کرے

حدیث مبارک:۔ ایک روز ابن عمرؓ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ حضرت حسینؓ سامنے سے آرہے ہیں ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اِس زمانہ میں اہل آسمان کے نزدیک سارے اہل زمین سے زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث مبارک:۔ حضرت حسینؓ نہایت سخی اور لوگوں کی امداد میں اپنی جان و مال پیش کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے لیے کسی کی حاجت پوری کرنا میں اپنے ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔

اپنا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا:۔ یوں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب حسنین کریمین کو بھی اپنے بیٹے فرمایا کرتے تھے تاہم ایک روز حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے حقیقی بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو جن کی عمر اُس وقت تقریباً سولہ ماہ تھی دائیں زانو پر اور جناب حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر بٹھا کر دونوں سے پیار کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حاضر دربار ہو کر خداوند قدوس کا سلام و پیام پہنچا کر عرض کیا یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے ایک کو آپ کے پاس رہنے دے گا مگر اس بات کا آپ کو اختیار ہے کہ آپ جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیال فرمایا کہ اگر میں اپنے حقیقی بیٹے حضرت ابراہیم کو موت کے حوالہ کرتا ہوں۔ تو اُس کا صدمہ صرف میری جان کو ہوگا اور اگر حسین کو موت کے حوالہ کرتا ہوں تو اُس کا صدمہ مجھے بھی ہوگا اور میری بیٹی فاطمہؓ کو بھی ——— اور مجھ کو دوہری مصیبت اٹھانا پڑے گی۔

پھر آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا کہ میں ابراہیمؑ کو حسینؓ

پر نثار کرتا ہوں۔ چنانچہ چند روز بعد صاحبزادہ مصطفے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دایہ کے گھر حضور کے ہاتھوں میں وصال فرما گئے اور آپ اپنے بیٹے کے لئے دیر تک آنسو بہاتے رہے۔ کتابوں میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات امام حسینؓ کو آغوش میں لیکر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا وہ نواسہ ہے جس پر میں نے اپنے بیٹے کو قربان کر دیا۔ (شواہد النبوۃ صد ۳۰۵)

واقعات سے پہلے ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت حق کو بلند کرنے کے لیے تھی لیکن ہمارے بالمقابل خارجی (جنہیں اب وہابی، دیو بندی اور مودودی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں کہ امام حسین اقتدار کے حصول کے لیئے اور کرسی کے لیئے لڑے تھے اور ان کا بالمقابل یزید امام برحق تھا۔ اسی لیئے آپ باغی ہوکر مرے۔ (معاذاللہ)

اس موضوع پر بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں اُن کے اُستاد اور شیخ حسین علی واں بھچرانوی ضلع میانوالی (پنجاب) نے "بلغۃ الحیران" میں لکھا

کور گورا نہ مرو در کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

ترجمہ:- اندھا ہو کر کربلا میں مت جا تاکہ حسین کی طرح بلاو مصیبت میں نہ پھنس جائے۔

اسی لیئے ہم کہتے ہیں ایسے عقیدہ والوں کا انجام اسی طرح ہوگا جیسے تفصیلی لیکن پھر بھی اجمالی حالات آنے والے اوراق میں پڑھیں گے۔

شہدائے کربلا کے گستاخوں کا انجام جو ہوا (اجمالی بیان)

۱ ظالموں کی فوج میں جو پیلے رنگ کی گھانس رکھی ہوئی تھی وہ راکھ ہو گئی

۲ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اُس کے گوشت میں آگ کی چنگاریاں نکلتے دیکھیں۔

— اور جب اُس کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا زہر ہو گیا۔
— ایک شخص نے حضرت حسینؓ سے گستاخ باتیں کیں تو خدائے جبار و قہار نے اُس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اُس کی قوت بصارت جاتی رہی۔
— اور ان ایام کی اسی حالت سے متعلق حضرت ابو نعیمؒ نے کتاب دلائل میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ پر جنات کو روتے اور نوحہ کرتے سُنا۔ (کذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد:۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خبیث یزید کے لئے عیش و عشرت کے دروازے کھل گئے۔ زنا۔ حرام کاری اور شراب نوشی عام ہو گئی اور وہ اپنی طغیانی اور سرکشی میں اسقدر بڑھا کہ اُس نے مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار افراد کا لشکر دے کر مدینہ طیبہ کی بربادی کے لئے بھیجا۔ ۶۳ھ میں اس لشکر نے مدینہ شریف میں آکر وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا۔
اس نامراد لشکر نے سات سو جلیل القدر صحابہؓ کو شہید کیا اور اُن کے ساتھ مزید دس ہزار عوام کو تہ تیغ کیا۔ بے شمار لڑکیوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور دیگر افراد کے گھروں کے ساتھ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر تک لوٹ لیا۔ مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے اور اس مقدس سرزمین کو گھوڑوں کی لید اور پیشاب سے ناپاک اور پلید کیا۔ جس کی وجہ سے مسلمان تین روز تک اس مسجد میں نماز ادا نہ کر سکے۔ غرضیکہ اس یزیدی لشکر نے وہاں پر ایسی ایسی حرکتیں کیں کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتیں۔ ؎

جو وہاں نہ ہونا تھا سب کچھ ہی ہو گیا
بیدار فتنہ ہو گیا ایمان سو گیا

حضرت عبداللہ بن حنظلہ کا بیان ہے کہ مدینہ شریف میں یزیدی لشکر نے اس قدر بُری اور ناشائستہ حرکات کیں کہ ہمیں خوف ہو گیا کہ کہیں اِس کی

کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ اس کے بعد یہ لشکر
مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں بھی یزیدیوں نے بہت سے صحابہ
کرام کو شہید کیا۔ خانہ کعبہ پر سنگ باری کی۔ جس سے جائے طواف پتھروں
سے بھر گئی اور مسجد حرام کے کئی ستون ٹوٹ کر گر پڑے ان ظالموں نے
کعبہ شریف کے غلاف اور چھت تک کو جلا دیا جسکی وجہ سے مکہ معظمہ کئی
روز تک بغیر لباس کے رہا۔ یزید اس ظلم و تشدد کے ساتھ تین سال
سات مہینے تک تخت سلطنت پر رہا اور بالآخر ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ
کو ملک شام کے ایک شہر حمص میں انتالیس سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ یزید
کے مرنے کے بعد عراق، یمن، حجاز اور خراساں والوں نے حضرت عبداللہ
بن زبیر کے دست حق پرست پر اور اہل مصر و شام نے معاویہ بن یزید
کے ہاتھ پر اسی ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں بیعت کی۔ معاویہ اگرچہ
یزید کا لڑکا تھا لیکن نیک اور صالح تھا اور اپنے باپ کے افعال و عادات
کو بُرا جانتا تھا۔ دو تین ماہ حکومت کرنے کے بعد وہ بھی اکیس سال
کی عمر میں فوت ہوگیا۔ تو مصر اور شام والوں نے بھی حضرت عبداللہ بن
زبیر کے مقدس ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اُس کے کچھ دنوں بعد مروان بن
حکم نے خروج کیا اور مصر و شام پر قبضہ کر لیا پھر ۶۵ھ میں اُس کے انتقال
کے بعد اُس کا بیٹا عبدالملک سلطنت کا مالک ہوا اور مختار بن عبید ثقفی
کوفہ کا گورنر مقرر ہوا۔ مختار نے اقتدار سنبھالنے کے بعد عمر و بن سعد
کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ ابن سعد کا بیٹا حفص حاضر ہوا۔ مختار ثقفی نے
پوچھا تمہارا باپ کہاں ہے؟ اُس نے کہا خلوت نشین ہوگیا ہے۔ یہ سُن
کر وہ غصہ سے کہنے لگے کہ "حضرت امام حسین کی شہادت کے دن
وہ کیوں خلوت نشین نہ ہوا اور اب وہ تیرے یزید کی حکومت کہاں
ہے جس کی خواہش میں اُس نے اولاد پیغمبر سے بے وفائی کی تھی۔"
اس کے بعد مختار ثقفی نے حکم دیا کہ ابن سعد، اُس کے بیٹے اور شمر لعین

کی فوراً گردنیں مار دی جائیں۔ چنانچہ ان کے سروں کو قلم کر کے امام عالی مقام کے بھائی حضرت محمد بن حنیفہ کے پاس مدینہ شریف بھجوا دیا گیا۔ پھر شمر کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ یہ شمر لعین امام عالی مقام کا قاتل اور ابن سعد اِس لشکر کا سربراہ تھا۔ ؎

اے ابن سعد رے کی حکومت تو کیا ملی
ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
رُسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے
مردود تم کو ذلت ہر دو سرا ملی

اِس کے بعد مختار ثقفی نے حکم جاری کیا کہ جو جو شخص میدان کربلا میں ابن سعد کے لشکر میں شامل تھا۔ اُسے جہاں پاؤ مار ڈالو۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے بصرے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ لشکر مختار نے تعاقب کرتے ہوئے جس کو جہاں پایا وہیں قتل کر دیا۔ خولی بن یزید کو زندہ گرفتار کر کے مختار ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اِس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے اور اِس کے بعد اس کی لاش کو آگ میں جلا دیا جائے۔

اسطرح قاتلان اہل بیت کو جن کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی۔ مختار نے طرح طرح کے عذاب دیکر ہلاک کرا دیا۔ جب تمام دشمنان اہل بیت قتل ہو چکے تو اب ابن زیاد کی باری آئی جو واقعۂ کربلا کے وقت کوفہ کا گورنر تھا اِن دنوں وہ تیس ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ موصل میں جا رہا تھا۔ مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو فوج دے کر اُس کے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا۔ موصل سے پندرہ کوس دور دریائے فرات کے کنارے پر دونوں لشکروں میں سارا دن لڑائی جاری رہی۔ بالآخر شام کے وقت ابن زیاد کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابراہیم اشتر نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جو دشمن سامنے آئے اُس کی

گردن ماردی جائے ۔ چنانچہ لشکر نے تعاقب کر کے بہت سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُسی ہنگامے میں ابن زیاد بھی ۱۰ محرم ۶۷ھ کو فرات کے کنارے عین اُسی دن اور اُسی جگہ مارا گیا جہاں اِس ظالم نابکار کے حکم سے امام عالی مقام کو شہید کیا گیا تھا۔

لشکریوں نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر ابراہیم کے سامنے حاضر کیا اور انہوں نے مختار کے پاس کوفہ بھجوا دیا۔ مختار ثقفی نے دربار کو خوب آراستہ پیراستہ کیا اور اہلِ کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا سر عین اُسی جگہ رکھوایا جہاں اِس نابکار نے امام عالی مقام کا سر رکھا تھا۔ پھر انہوں نے کوفہ والوں کو کہا "کہ دیکھ لو امام عالی مقام کے ناحق خون نے ابن زیاد کو بھی نہ چھوڑا اور اِس کا سر بھی آج اُسی جگہ نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ رکھا ہوا ہے

روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور اُس کے لشکر کے سرداروں کے سر مختار ثقفی کے سامنے لا کر رکھے گئے تو اچانک بڑا اژدھا ظاہر ہوا اور سب سروں کو چھوڑ کر ابن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد منہ سے باہر نکلا۔ پھر اندر گیا پھر باہر آیا۔ غرضیکہ تین بار اندر گیا اور پھر باہر نکل کر غائب ہو گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ مختار ثقفی کی جنگ میں اہلِ شام کے ستّر ہزار افراد مارے گئے اور اِس طرح حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ حضرت امام حسینؓ کے خون کے بدلے ستّر ہزار بدبخت مارے جائیں گے۔ (اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر)

الغرض امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت ایک ایسا عظیم سانحہ ہے کہ آج تک دشت کربلا میں بہنے والے اُن کے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے دنیا اپنے اشکوں کا سیلاب بہا چکی ہے اور بغیر کسی مبالغے کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی المناک حادثے پر اُس قدر آنسو نہ بہے ہوں گے جس قدر اِس حادثے پر بہہ چکے ہیں۔

اس اجمال کے بعد اب تفصیل پڑھیے۔

کوفہ پر مختار کا تسلط اور تمام قاتلان حسین کی عبرتناک ہلاکت

قاتلان حسینؓ پر طرح طرح کی آفات ارضی و سماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی، واقعۂ شہادت کے پانچ سال ہی بعد ۶۶ھ میں مختار نے قاتلان حسین سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عام مسلمان اُس کے ساتھ ہو گئے اور تھوڑے عرصہ میں اُس کو یہ قوت حاصل ہو گئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہو گیا اُس نے اعلان کر دیا کہ قاتلان حسین کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے اور قاتلان حسین کی تفتیش و تلاش پر پوری قوت خرچ کی اور ایک ایک کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ ایک روز میں دو سو اڑھتالیس آدمی اس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتل حسین میں شریک تھے اُس کے بعد خاص لوگوں کی تلاش اور گرفتاری شروع ہوئی۔

(۱) عمرو بن حجاج زبیدی پیاس اور گرمی میں بھاگا پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا اور ذبح کر دیا گیا۔

(۲) شمر ذی الجوشن جو حضرت حسینؓ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی اور سخت تھا اُس کو قتل کر کے لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔

(۳) عبداللہ بن اسید جہنی، مالک بن بشیر بدی اور حمل بن مالک کا محاصرہ کر لیا گیا۔ انہوں نے رحم کی درخواست کی۔ مختار نے کہا۔ "ظالمو! تم نے سبط رسول اللہ پر رحم نہ کھایا تم پر رحم کیسے کیا جائے" سب کو قتل کیا گیا۔ اور مالک بن بشیر نے حضرت حسینؓ کی ٹوپی اٹھائی تھی اُس کے دونوں ہاتھ پیر قطع کر کے میدان میں ڈال دیا تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

(۴) عثمان بن خالد اور بشیر بن شمیط نے مسلم بن عقیلؓ کے

قتل میں اعانت کی تھی ان کو قتل کر کے جلا دیا گیا۔

(۵) عمرو بن سعد جو حضرت حسین کے مقابلہ پر لشکر کی کمان کر رہا تھا۔ اُس کا سر کاٹ کر مختار کے سامنے لایا گیا اور مختار نے اُس کے لڑکے حفص کو پہلے ہی دربار میں بٹھا رکھا تھا۔ جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا تو جانتا ہے یہ سر کس کا ہے۔ اُس نے کہا ہاں اور اُس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں۔ اُس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اور مختار نے کہا کہ عمرو بن سعد کا قتل تو حسینؓ کے بدلہ میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسین کے بدلہ میں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی۔ اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلہ میں قتل کر دوں تو حضرت حسین کی ایک انگلی کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔

(۶) حکیم بن طفیل جس نے حضرت حسینؓ کے تیر مارا تھا۔ اُس کا بدن تیروں سے چھلنی کر دیا گیا۔ اُسی میں ہلاک ہوا۔

(۷) زید بن رفاد نے حضرت حسینؓ کے بھتیجے مسلم بن عقیلؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ کے تیر مارا۔ اُس نے ہاتھ سے پیشانی چھپائی اور ہاتھ پیشانی کے ساتھ بندھ گیا۔ اُس کو گرفتار کر کے اول اُس پر تیر برسائے اور پتھر مارے پھر زندہ جلا دیا گیا۔

(۸) سنان بن انس جس نے سر مبارک کاٹنے کا اقدام کیا تھا کوفہ سے بھاگ گیا اُس کا گھر منہدم کر دیا گیا۔

اسی طرح اور بھی بے شمار واقعات ہیں جنہیں بوجہ خوف طوالت بیان نہیں کیا جاتا۔ ایسے لوگوں کے لئے کسی شاعر نے کہا ہے۔

؎ چندیں اماں نداد کہ شب را سحر کند

امام زہری رحؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتل حسینؓ میں شریک تھے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو۔ کوئی قتل کیا گیا۔ کسی کا چہرہ سیاہ ہو گیا یا مسخ

ہوگیا یا چند ہی روز میں ملک سلطنت چھن گئے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اُن کے اعمال کی اصلی سزا نہیں، بلکہ اس کا ایک نمونہ ہے جو لوگوں کی عبرت کے لیئے دنیا میں دکھا دیا گیا ہے۔ قاتلان حسینؓ کا یہ عبرتناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے۔

كذالك العذاب ولعذاب الاخرة اكبر لوكانوا يعلمون

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے

چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اس فتنے کا علم ہو گیا تھا۔ اسی لیئے وہ آخر عمر میں یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال اور نوعمروں کی امارت سے۔ ہجرت کے ساٹھویں سال ہی یزید جیسے نوعمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ف :- سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ کا یزید کے مقابلہ کیلئے کھڑا ہونا باطل کی بالا دستی کو مٹانے اور حق کو بلند و بالا کرنے کے لئے تھا لیکن بدقسمت خارجی گروہ کہتا ہے کہ "معاذاللہ" امام حسین نے یزید کے ساتھ ناحق مقابلہ کیا اسی لیئے وہ باغی ہو کر مرے۔ اس گروہ کے متعلق کچھ باتیں عرض کروں گا۔

حسینؓ کا دشمن اندھا :- محمد بن صلت ابدی نے ربیع بن منذر توری اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر امام حسینؓ کی شہادت کی اطلاع دی اور "وہ" اندھا ہوگیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ لے گیا۔

حسینؓ کے دشمن دنیوی عذاب میں :- ابن عینیہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری دادی نے کہا۔ قبیلہ جعفیین کے دو آدمی جناب امام حسینؓ کے قتل میں شریک تھے۔ جن میں سے ایک کی شرمگاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً

اس کو لپٹیا تھا اور دوسرے آدمی کو اتنا سخت استسقاء ہوگیا کہ وہ پانی کی بھری
ہوئی مشک کو منہ سے لگا لیتا اور اُس کی آخری بوند تک چوس جاتا۔

حسینؓ کا دشمن جلتی آگ میں مرا

سدی ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جگہ مہمان گیا۔ جہاں
قتل حسین کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ میں نے کہا حسین کے قتل میں جو شریک ہوا وہ
بُری موت مرا۔ جس پر گفتگو کرنے والے نے کہا اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے
ہو۔ دیکھو! میں قتل حسین میں شریک تھا۔ لیکن اب تک بُری موت سے محفوظ
ہوں ـــ اسی لمحہ اُس نے جلتے ہوئے چراغ میں تیل ڈال کر بتی کو
اپنی انگلی سے ذرا بڑھایا ہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی جسے وہ اپنی تھوک
سے بجھا رہا تھا کہ اُس کی داڑھی میں آگ لگ گئی۔ وہ وہاں سے دوڑا اور
پانی میں کود پڑا تاکہ آگ بجھ جائے لیکن آخرکار جب اُسے دیکھا تو وہ جل کر
کوئلہ ہوگیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں دکھا دیا کہ تیری شرارت کا یہ
انجام ہے۔

ابن زیاد پر اژدھا کا حملہ

عمارہ بن عمیر نے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سر لا
کر مسجد کے برآمدے میں برابر برابر رکھے گئے اور میں اُس وقت ان لوگوں
کے پاس پہنچا جبکہ وہ لوگ کہہ رہے تھے وہ آگیا۔ وہ آگیا کہ اتنے میں ایک
سانپ نے آکر اُن سروں میں گھسنا شروع کیا اور عبید اللہ بن زیاد کے
نتھنے میں گھستا اور اُس میں تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر آجاتا۔ نا معلوم کہاں
سے آیا اور کہاں گیا۔ اس واقعہ کو امام ترمذیؒ نے بیان کرکے اس کی سند
کو بھی صحیح حسن کہا ہے۔

چنگاری لگنے سے اندھا ہوگیا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام
حسین رضی اللہ عنہ کو فاسق ابن فاسق کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسپر دو چھوٹے

ستارے چنگاریوں کی مانند اتار کر اُسے اندھا کر دیا۔ (صواعق صد ۱۹۴)

یزید کے چیلے مسلم بن عقبہ کا انجام:۔ مسلم بن عقبہ مدینہ طیبہ میں وارد ہو کر لوگوں کو یزید کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو اُس نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس کی ماں نے قسم کھائی کہ بدلہ لوں گی۔ اگر مرگیا تو اُس کی قبر کھود کر اُس کی لاش جلاؤں گی۔ جب مسلم بن عقبہ مرا تو مائی صاحبہ نے غلام کو فرمایا۔ اُس کی قبر کھدوائی۔ جب لاش کے قریب پہنچی تو دیکھا اُس کی گردن کو اژدہا لپٹا ہوا ہے اور اُس کی ناک میں گھسکر اُسے چوس رہا ہے۔ (ابن عساکر، طی الفراسخ)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا دشمن:۔ ابو نعیم اور ابن عساکر نے اعمش سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر پاخانہ کر دیا۔ (معاذ اللہ) تو وہ پاگل ہو گیا۔ اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا۔ جب وہ مرگیا تو اُس کی قبر میں سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (طبقات مناوی از جمال اولیا صد ۳۴)

ف:۔ حقیقت میں اہل بیت کا دشمن کتوں سے بھی بد تر ہے کہ دنیا کا کتا تو زندگی میں بھونکتا ہے لیکن اہل بیت کا دشمن کتا ہو کر مرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی بھونکتا ہے معلوم ہوا اللہ والوں کی شخصیات ہی قابل قدر ہیں نیز اُن کے مزارات بھی احترام کے مستحق ہوتے ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا دشمن:۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو عذاب میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ کوئی قتل کیا گیا۔ کوئی اندھا ہوا کسی کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ (جامع کرامات اولیاء صد ۳۴) ایک شخص حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں موجود تھا جو بعد میں اندھا ہو گیا۔ اُس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا

کہ آستینیں چڑھی ہوئی ہیں دست مبارک میں تلوار ہے۔ سامنے چمڑا بچھا ہوا ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے۔ حضرت حسین کے قاتلوں میں سے دس کو حضور کے سامنے ذبح کیا ہوا دیکھا۔ اس کے بعد حضور نے حضرت امام حسین کے خون میں بھری ہوئی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگا دی صبح کو اٹھا تو اندھا تھا[1]۔ اسعاف کذا قال سبط ابن الجوزی۔

ف :- واقعہ یہ ہے کہ اہلبیت کے دشمن کا گھر جہنم ہے خواہ وہ کتنا ہی متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو۔ جو لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید پلید کو امام برحق مانتے ہیں ان کے انجام کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ اسی طرح امام حسین کی سبیل کا پانی پینے کو حرام اور ماہ محرم الحرام میں ان کے ذکر کو ناجائز قرار دینے والے اپنے انجام بد پر نظر رکھیں۔

امام عالیمقام کے اونٹ :- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چند اونٹ جو بچ گئے تھے انہیں ظالموں نے ذبح کر دیا اور اس کے کباب بنائے ان کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ ان کے گوشت میں سے کسی کو کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

(ف) یہ سزا فرعون کی قوم کی اس سزا کے مشابہ ہے جس میں بنی اسرائیل کیلئے پانی بدستور اپنی اصلی حالت میں تھا لیکن فرعونیوں کیلئے خون بن گیا یہانتک کہ جس برتن سے بنی اسرائیل پانی لیتے تو پانی ہی ہوتا لیکن جب فرعونی اس سے پانی لیتا تو وہ خون ہوتا، ان کے طعاموں میں جوئیں پڑ گئیں یہاں تک کہ اگر وہ بنی اسرائیل سے طعام لیتے تو اس میں بھی جوئیں پڑ جاتیں۔

منہ کالا ہو گیا :- ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے حضرت حسین کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اس کے بعد اسے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا تارکول جیسا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تم تو سارے عرب میں خوش رو آدمی تھے۔ تمہیں کیا ہوا۔ اس نے کہا جس روز سے میں نے یہ سر گھوڑے کی گردن میں لٹکایا۔ جب ذرا سوتا

[1] مولوی رشید احمد گنگوہی آخری زندگی میں اندھا ہو گیا تھا اور اندھا ہو کر مرا۔ [اویسی غفرلہ]

دو آدمی میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے ایک دہکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور اُس میں ڈال دیتے ہیں جو مجھے جھلس دیتی ہے اور اسی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا۔

یزید پر قہر خداوندی:۔ یزید کے مرنے کے بعد اُس کی قبر پر لعنت باری کی جاتی تھی اب لوگوں نے وہاں عمارتیں بنا لی ہیں چنانچہ یزید کی قبر پر لوہا، کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے یہاں تک کہ قبر کا نام و نشان تک نہیں رہا (راہ عقیدت) **ف**۔ یہ ایسے ہے جیسے ابوجہل کے مکان پر آجکل پاخانے بنائے گئے ہیں گویا روزانہ بارہا اُس کے مکان کو پیشاب و پاخانہ سے خراب کیا جاتا ہے۔

ہلاکت یزید:۔ شہادت حسین کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا۔ تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ اُس کی زندگی اُس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی دنیا میں بھی اُس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

تیر مارنے والا پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گیا:۔ جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا تھا اور پانی نہیں پینے دیا تھا اُس پر اللہ تعالیٰ نے ایسی پیاس مسلط کر دی تھی کہ کسی طرح بھی نہ بجھتی تھی۔ پانی کتنا ہی پی جاتا پیاس سے تڑپتا رہتا یہاں تک کہ اُس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

خلاصۃ الکلام:۔ یہ داستان طویل ہے ہم نے اپنی کتاب "فاطمہ زہرا" بزبان عربی میں اِس قسم کے سینکڑوں واقعات

درج کیے ہیں۔ شوق رکھنے والا دوست مذکورہ عربی کتاب کا مطالعہ کرے۔ فرصت ملی تو انشاء اللہ تعالیٰ "اسو ر المآل لاعداء الآل" میں مکمل بحث لکھونگا۔

نیرنگیٔ زمانہ ہماری بدقسمتی سمجھئے یا نیرنگیٔ زمانہ کہ ہمارے دور میں ایسے بدبخت بھی پیدا ہو گئے ہیں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی موت کو باغیانہ موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ بدمست شوم بخت خبیث یزید کو امیر المومنین، وغیرہ کو[1] حالانکہ خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبد العزیز نے اُسی شخص کو بیس کوڑے مروائے جس نے یزید کو "امیر المؤمنین" کہا (دیکھئے صواعق محرقہ ص ۲۲۲/۲۱۹) کاش آج سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ہم اُن سے درخواست کرتے کہ ہمارے ملک پاکستان میں ایک نہیں لاکھوں اور وہ بھی عام آدمی نہیں بلکہ بڑے دیندار بلکہ دین کے اونچے ٹھیکیدار۔ ذرا براہ کرم اُن کی بھی خبر لیجئے لیکن افسوس کہ وہ ہمارے دَور سے پہلے دنیا سے رخصت ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل قیامت میں ہم امام حسین کے جھنڈے تلے اور یہ یزید کی لنگوٹی میں۔ دیکھئے اُس وقت کیا سماں بندھیگا۔ ذیل میں ہم سادات کبار وصغار کے گستاخوں کے واقعات درج کرتے ہیں۔

سادات کے اعداء

حکایت ۱ صاحب فصوص الحکم یعنی حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ کعبۂ جلال سے عرصہ مدید کعبۃ اللہ میں اقامت رکھتا تھا اور شریف مکہ کے ساتھ (جو ہمیشہ قوم سادات سے ہوا کرتے ہیں) بباعث بے عدولی اور ارتکاب نواہی کے دل میں خفیہ مخالفت رکھتا تھا، ایک دن اپنے واردات میں کیا دیکھتا ہے کہ سیدۃ النساء جناب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بے توجہی کی حالت میں اُس سے

[1] دیوبندیوں وہابیوں کے ستائیس مولویوں کی اس بدبخت یزید کی امامت وخلافت پر لکھی ہوئی کتاب رشید بن رشید پر تصدیقیں تقریظیں ہیں اور مودودی بھی انہی میں شامل ہے۔

اعراض کر کے گذر فرمایا۔ کمال عجز و نیاز سے عرض کی کہ اس بندہ سے کیا خطا صادر ہوئی۔ حضرت سیدۃ النساء نے فرمایا کہ تو میرے صاحبزادہ سے جو شریف مکہ ہے نزاع رکھتا ہے۔ اُس نے عرض کی یہ معاملہ میری نفسانیت کا نہیں بلکہ اُس کی خطاؤں سے ہے۔ فرمایا اگرچہ خطاکار ہے لیکن میری ذرّیت سے ہے۔ تجھ کو میری اولاد کی پاسداری ضروری تھی۔ پس وہ بزرگ تائب ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ (ملفوظات مہریہ صد ۱۱۲)

(ف) حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اس حکایت کو نقل کرنے سے پہلے فرمایا کہ اہل بیت نبوت کے ساتھ ہرگز عداوت کا بیج نہیں بونا چاہیے۔ کیونکہ اس گروہ پاک کی مخالفت موجب بے برکتی اور خلاف قرآن و حدیث ہے۔ ہمیں کسی کے نسب و کسب کے تجسّس سے کام نہیں۔ نام کا ادب اور سلام ہے اور کسی کو دوسرے کے اعمال مکسوبہ سے نہ پوچھا جائے گا۔

حضرت گولڑوی قدس سرہ کا یہ ارشاد کہ ہمیں کسی کے نسب الخ

(اقول) ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو کہہ بیٹھتے ہیں کہ نا معلوم یہ لوگ سیّد ہیں یا نہیں۔ پس فرمایا ہمیں تو نام کی عزت کرنی ہے ؎ عاشقاں زاہد بیل چہ نیز پائے استدلالیاں چوبیں بود۔

حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ نے فرمایا " فلا تدخل بین اللہ وبین العباد"

یعنی اللہ اور اس کے بندوں کے مابین مداخلت بے جا مت کر۔ امر بمودۃ قرآن ظاہر خدمت اور احسان اُن کے ساتھ مردمان امت کے حق میں بہتر و احسن ہے دوسرے لوگوں کے ساتھ احسان سے۔

تنبیہ :۔ حکایت مذکورہ بیان فرمانے کے بعد آخر میں حضرت گولڑوی قدس سرہ نے حضرات سادات اور دیگر اہل کرامات مشائخ و علماء کی اولاد و متعلقین سے یوں گویا ہوئے کہ " ہم اسی طرح سادات کو بھی اپنی جگہ فخر خاندان سے بھروسہ کرنے سے منع کرتے ہیں تاکہ محض

اِس امر کو ذریعہ نجات نہ جانیں (تلمیح باشارہ آیت قل لااسئلکم علیہ اجرا۔ اُویسی غفرلہ)
عدم سوال از انتساب اور روز حساب میں سوال واعمال واکتساب سے بخوبی تنبیہ
کرتے ہیں۔ ص ۱۱۳

(ف) اِن جملوں سے حضرت گولڑوی قدس سرہ نے کیسے حکمت عملی
ے کام لیا ہے کہ ایک طرف ادب کو ملحوظ رکھا دوسری طرف نصیحت فرمالی
اِسی طرح اگر تمام مشائخ و علماء کرام واہل اثر حضرات پیرزادوں، صاحبزادوں
سیدزادوں کو چاہیے کہ نصیحت کا دائرہ وسیع فرمالیں تو کچھ دور نہیں کہ
ہمارے بزرگوں اور مولویوں اور پیروں کی اولاد میں صحیح جذبہ اسلامی پیدا
ہوجائے اور اِس میں نہ صرف اِن صاحبزادوں کا بھلا ہے بلکہ عالم دُنیا کے
معاشرہ کو چار چاند لگ جائیں گے۔

حکایت ۲: ایک شخص کو کسی پیر صاحب نے اپنے صاحبزادوں
کی تعلیم وتربیت پر متعین فرمایا۔ وہ صاحب پیرزادوں
کو رات کو مٹھیاں بھرتا۔ مالش کرتا، کپڑے دھوتا اور ہر طرح کی خدمت
کرتا۔ لیکن جب پڑھائی کا وقت ہوتا تو ڈنڈا لیکر اُن کے اوپر کھڑا ہوجاتا
جب اِن صاحبزادوں کی تعلیم میں کوتاہی دیکھتا تو سر پر ڈنڈا دے
مارتا۔ لوگ کہتے تو عجیب آدمی ہے کہ اُدھر تو ساری رات اور دن کو
ان کا خادم بنا رہتا ہے اور اِدھر ان کو ڈنڈوں سے نوازتا ہے اُس نے کہا
میں نمک حلال خادم ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں تو یہ صاحبزادے تعلیم سے محروم
ہوجائیں گے۔ چنانچہ اُس شخص کے خلوص کی برکت سے چند روز بعد
وہ پیرزادے علامہ روزگار بنے۔

ف: ہمارے وقت کے علماء اور مشائخ دَور کی نزاکت کے پیش نظر
پیرزادوں کی تعلیم و تربیت کیطرف توجہ فرماتے تو کتنا سہانا دور بن سکتا ہے

دو سیدزادوں کا واقعہ: حکایت مروی ہے کہ افسردہ چہرے
بکھرے ہوئے بال، بوسیدہ پیراہن میں

نور کی "دو مورتیں" ایک مسلمان رئیس کے دروازے پر کھڑی تھیں۔
گردشِ ایام کے ہاتھوں ستائے ہوئے یہ دو کم سن بچے تھے۔ غیرت حیا سے آنکھیں جھکی ہوئی تھیں، اظہار مدعا کے لئے زبان نہیں کھل رہی تھی۔ بڑی مشکل سے بڑے بھائی نے یہ الفاظ ادا کئے۔
"کربلا کے مقتل سے خاندانِ رسالت کا جو لٹا ہوا قافلہ مدینہ کو واپس ہوا تھا ہم دونوں بھائی اُسی قافلے کی نسل سے ہیں۔ وقت کی بات ہے بچپن سے ہی ہم دونوں یتیم ہو گئے۔ قسمت نے دَر دَر کی ٹھوکر کھلائی۔ کئی دن ہوئے کہ ایک قافلے کے ساتھ بھٹک کر ہم اِس شہر میں آ گئے، نہ کہیں سر چھپانے کی جگہ ہے نہ رات بسر کرنے کا ٹھکانہ، تین دن کے فاقوں نے جگر کا خون تک جلا ڈالا ہے۔ خاندانی غیرت کسی کے آگے زبان نہیں کھولنے دیتی اب تکلیف ضبط سے باہر ہو گئی ہے۔
جس ہاشمی رسول کا خون ہماری رگوں میں موجزن ہے اُن کے متعلق سے ہمارے حال زار پر تمہیں رحم آجائے تو ہمیں کچھ سہارا دے دو۔
آج تمہارے لئے سوائے پُرخلوص دعاؤں کے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے لیکن قیامت کے دن ہم نانا جان سے تمہاری غم گسار ہمدردیوں کا پورا پورا صلہ دلوائیں گے۔

رئیس نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا بس کرو۔ تمہارا مدعا میں نے سمجھ لیا۔ لیکن اِس کا کیا ثبوت ہے کہ تم سیّد زادے ہو لاؤ کوئی سند پیش کرو۔ آلِ رسول کا لبادہ اوڑھ کر بھیک مانگنے کا یہ ڈھونگ بہت فرسودہ ہو چکا ہے۔ تم کوئی دوسرا گھر دیکھو، یہاں تمہیں کوئی سہارا نہیں مل سکتا۔
رئیس کے جواب سے یتیموں کا چہرہ اتر گیا۔ آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ یوں ہی غریب الوطنی، یتیمی، بے کسی اور کئی دن کی فاقہ کشی نے اُنہیں بہت نڈھال کر دیا تھا اب لفظوں کی چوٹ سے دل کا نرم و نازک آبگینہ بھی ٹوٹ گیا۔

پیاس کے عالم میں دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی آنکھ کا آنسو اپنی آستین میں جذب کرتے ہوئے کہا۔

"پیارے مت روؤ۔ گھائل ہو، مسکرانا اور فاقہ کر کے شکر کرنا ہمارے گھر کی پرانی ریت ہے۔"

دھوپ کا موسم تھا۔ قیامت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ آدمی سے لے کر چرند و پرند تک سبھی اپنی اپنی پناہ گاہوں میں جا چھپے تھے۔ لیکن چمنستان فاطمی کے یہ دو کملائے ہوئے پھول کھلے آسمان کے نیچے بے یار و مددگار کھڑے تھے۔ اُن کے لئے کہیں کوئی جگہ نہیں تھی۔ دھوپ کی شدت سے جب بے تاب ہو گئے تو سامنے ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔

یہ ایک مجوسی کا گھر تھا۔ عمارت کے رُخ سے شان ریاست ٹپک رہی تھی۔ تھوڑی دیر دم لینے کے بعد چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔

"بھائی جان! جس کی دیوار کے سائے میں ہم لوگ بیٹھے ہیں۔ معلوم نہیں یہ کس کا گھر ہے۔ اُس نے بھی کہیں آ کے اُٹھا دیا تو اب پاؤں میں چلنے کی سکت نہیں ہے۔ زمین کی تپش سے تلوؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ کھڑا ہونا مشکل ہے آنکھوں تلے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ یہاں سے کیسے اٹھیں گے؟"

بڑے بھائی نے کہا۔ "ہم اُس کی دیوار کا کیا نقصان کر رہے ہیں صرف سائے میں بیٹھے ہیں۔ ویسے ہر شخص کا دل پتھر نہیں ہوتا۔ پیارے ہو سکتا ہے اُسے ہماری حالتِ زار پر رحم آجائے اور وہ ہمیں اپنے سائے سے نہ اُٹھائے۔ اور اگر اُٹھا بھی دیا تو دلوں کی آبادی تنگ نہیں ہے انگاروں پر چلنے والے تپتی ہوئی زمین سے نہیں ڈرتے۔ فکر مت کرو۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ پر لاد لوں گا۔"

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد چھوٹے بھائی نے نہایت معصومانہ انداز میں ایک سوال پوچھا۔ بھائی جان آپ کو یاد ہو گا۔ اُس دن جب کہ ہم لوگ جنگل میں راستہ بھول گئے تھے۔ ہر طرف آندھیوں کا طوفان اٹھا ہوا تھا

اور آسمان سے موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ ہم لوگوں نے پہاڑ کی ایک کھوہ میں پناہ لی تھی۔ شام تک طوفان نہیں تھما۔ رات ہو گئی اور ہم لوگوں کو ساری رات اِسی کھوہ میں بسر کرنا پڑی تھی۔ آدھی رات کو جب ایک شیر چنگھاڑتا ہوا ہماری طرف آ رہا تھا تو گھوڑے پر سوار جو ایک نقاب پوش بزرگ بجلی کی طرح نمودار ہوئے اور چند ہی لمحوں کے بعد غائب ہو گئے۔ وہ کون تھے ؛ آج تک یہ راز آپ نے نہیں بتایا۔؟

بڑے بھائی نے سوالیہ لہجہ میں کہا۔ شیر کی خوفناک آواز سُن کر تمہارے منہ سے چیخ نکلی تھی اور تم نے دہشت زدہ ہو کر کسی کو پکارا تھا؟ یاد کرو۔ بس وہی تھے۔ ہمارے دل کی دھڑکنوں سے بہت قریب رہتے ہیں۔ وہ ! ہماری ذرا سی تکلیف ان سے دیکھی نہیں جاتی۔ انہیں کا خون ہماری رگوں میں بہتا ہے۔

ابّا جان کہا کرتے تھے کہ پہلی بار جب وہ پیکر خاکی میں یہاں آئے تھے تو اُن کے چہرے سے نور کی اتنی تیز کرن پھوٹتی تھی کہ نگاہ اٹھانا مشکل تھا۔ اب تو خاکی پیراہن بھی نہیں ہے کہ حجاب کے اوٹ سے کوئی انہیں دیکھ لے۔ اِس لئے اب چہرے پر خود ہی نقاب ڈال کر آتے ہیں تاکہ کائناتِ ہستی کا نظامِ زندگی درہم برہم نہ ہو جائے۔ ابا جان یہ بھی کہا کرتے تھے کہ دیکھنے والوں نے ہمیشہ انہیں نقاب ہی میں دیکھا ہے۔ بشریت کی یہ ساری بحثیں نقاب ہی سے متعلق ہیں۔ حقیقت کا چہرہ الفاظ و بیان کی دسترس سے ہمیشہ باہر رہا ہے۔

چشمۂ کوثر کی معصوم لہروں کی طرح سلسلۂ بیان جاری تھا اور گھر کا بھیدی گھر کا راز وا شگاف کر رہا تھا کہ اتنے میں پس دیوار آواز سن کر مجوسی گھر سے باہر نکلا۔ اُس کی نیند میں خلل پڑ گیا تھا وہ غصے میں شرابور تھا۔ لیکن جوں ہی گلشن نور کے اِن حسین پھولوں پر نظر پڑی اُس کا سارا غصہ کافور ہو گیا نہایت نرمی سے دریافت کیا۔

تم لوگ کون ہو ؛ کہاں سے آئے ہو؟ بعینہٖ یہی سوال اُس رئیس نے

بھی کیا تھا اور جواب سننے کے بعد اپنے دروازے سے اٹھا دیا تھا۔
سوال کا انجام سوچ کر چھوٹے بھائی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
بڑے بھائی نے ایک مایوس غم زدہ کیطرح جواب دیا۔
ہم لوگ آلِ رسول ہیں۔ یتیم بھی ہیں اور غریب الوطن بھی۔ تین دن کے فاقے سے نیم جان ہیں تکلیف کی شدّت برداشت نہ ہو سکی تو آج جگر کی آگ بجھانے نکلے ہیں۔ وہ سامنے والے رئیس کے گھر پر گئے تھے۔ اُس نے ہمیں اپنے دروازے سے اُٹھا دیا۔ دھوپ بہت تیز ہے زمین تپ گئی ہے۔ ننگے پاؤں چلتے چلتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے تمہاری دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے ہیں شام ہوتے ہی یہاں سے اُٹھ جائیں گے۔
مجوسی نے کہا" سامنے والا رئیس تو اس نبی کا کلمہ پڑھتا ہے جس کی تم اولاد ہو۔ اُس نے اِس رشتے کا خیال بھی نہیں کیا؟
بڑے بھائی نے جواب دیا۔
"وہ یہ کہتا ہے کہ تم آلِ رسول ہو تو اِس کا ثبوت پیش کرو۔ ہم نے ہزار اُس سے کہا کہ غریب الوطنی میں کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ تم اِس کا ثبوت قیامت کے دن پر اٹھا رکھو۔ جب کہ نانا جان بھی وہاں موجود ہوں گے۔"
قیامت کا تذکرہ سن کر مجوسی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اُس نے حیرت انگیز لہجے میں کہا۔
" تمہاری پیشانیوں میں عالم قدس کا جو نور جھلک رہا ہے اُس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے تھا اُسے؟ بہر حال میں تمہارے نانا جان کا کلمہ گو تو نہیں ہوں لیکن ان کی پاکیزہ اور با عظمت زندگی سے دل ہمیشہ متاثر رہا ہے۔ اُن کی نسبت سے تم نونہالوں کے لئے اپنے اندر ایک عجیب کشش محسوس کر رہا ہوں"
اب تم ایک معزز مہمان کی طرح میرے گھر کو اپنے قدموں کا اعزاز مرحمت کرو اور جب تک کوئی اطمینان بخش صورت نہ پیدا ہو جائے اُس گھر سے کہیں جانے کا قصد نہ کرو؟

اِس کے بعد وہ مجوسی رئیس دونوں بچوں کو اپنے ہمراہ گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے ماجرا بیان کیا اور کہا بیگم دیکھو۔ نازوں کے پلے ہوئے محمد عربی کے یہ دونوں شہزادے ہیں۔ مسافر اور بے وطن ہیں۔ اُن کی ناز برداری اور خاطر و مدارت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھنا۔

مجوسی کی بیوی ایک رقیق القلب عورت تھی ذرا سی دیر میں اُس کی مامتا جاگ اٹھی۔

جذبہ بے اختیار میں دونوں بھائیوں کو اپنے قریب بٹھا لیا۔ سر پر ہاتھ پھیرا۔ نہلایا، کپڑے بدلوائے۔ بالوں میں تیل لگایا، آنکھوں میں سرمہ لگایا، اور بنا سنوار کر شوہر کے سامنے لائی۔

فاطمی شہزادوں کی بلائیں لیتے ہوئے اُس کے یہ رقت انگیز الفاظ ہمیشہ کے لئے گیتی کے سینے میں جذب ہو گئے۔

ذرا دیکھئے! یہ کالی گھٹاؤں کی طرح کاکل یہ چاند کی طرح درخشاں پیشانی نور کی موجوں میں نکھرا ہوا چہرہ یہ پروئے ہوئے موتیوں کی طرح دانتوں کی قطار یہ پھولوں کی پنکھڑی کی طرح پتلے پتلے ہونٹ۔ یہ گل ریز تبسم، یہ گہر بار تکلم۔ یہ رحمتوں کا سویرا۔ یہ سرگیں آنکھیں، یہ معصوم اداؤں کا سرچشمہ سیال، سچ بتائیے کیا یتیموں کی یہی سج دھج ہوتی ہے؟ خبردار آج سے میرے ان جگر پاروں کو جو یتیم کہے گا۔ میں اُس کا منہ نوچ لوں گی۔

ان کے گھر کا بجھتا ہوا ایک چراغ پہلے ہی سے گھر میں تھا دو چراغ اور آ گئے جن کے گھر میں تین چراغوں کا نور برستا ہو وہ خاکیوں کا گھر نہیں ہے۔ وہ ستاروں کی انجمن ہے۔

پیار کی ٹھنڈی چھاؤں میں پہونچ کر کملائے ہوئے پھول پھر سے تازہ ہو گئے۔ دونوں بھائی سارا غم بھول گئے اب جسم کا بال بال اور خون کا قطرہ قطرہ اِن غمگسار شفیقوں کے لئے دعا کی زبان بن چکا ہے۔

آج مسلمان رئیس کی قسمت کا آفتاب گہن میں آ گیا تھا۔ وہ بھی جلد

تھوڑی ہی دیر کے بعد گھبرا کے اٹھ بیٹھا اور سر پیٹنے لگا۔ گھر میں ایک کہرام مچ گیا۔ سب لوگ اردگرد جمع ہو گئے۔

رئیس کی بیوی اس کی حالت دیکھ کر بد حواس ہو گئی۔ گھبراہٹ میں پوچھا کیا کہیں تکلیف ہے؟ معالج کو بتائیں، جلد بتلایئے؟

کچھ جواب دینے کے بجائے وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگا۔

"ارے لٹ گیا۔ تباہ ہو گیا۔ میری مٹی برباد ہو گئی۔ کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔ قیامت کی گھڑی آ گئی۔ ہر طرف اندھیرا ہے۔ ہائے میں لٹ گیا۔۔۔۔ ہائے میں لٹ گیا۔"

یہ کہتے کہتے اُس پر غشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے ہوش آیا تو بیوی نے روتے ہوئے کہا "جلد بتائیے۔ کیا قصّہ ہے، میرا دل ڈوبا جا رہا ہے"۔

رئیس نے بڑی مشکل سے رُکتے رُکتے جواب دیا۔

"ہائے میں لُٹ گیا۔ اپنی تباہی کا قصہ کیا بتاؤں تم سے! آج کا واقعہ تمہیں معلوم ہی ہے۔ کتنی بے دردی کے ساتھ میں نے ان معصوم سیّدزادوں کو اپنے دروازے سے دھتکارا تھا۔ ہائے افسوس! اس وقت میری عقل کو کیا ہو گیا تھا۔

ابھی آنکھ لگتے ہی اِس واقعہ سے متعلق میں نے ایک بھیانک اور ہولناک خواب دیکھا ہے۔۔۔

"کہ میں ایک نہایت حسین اور شاداب چمن میں چہل قدمی کر رہا ہوں اتنے میں ایک ہجوم دوڑتا ہوا میرے قریب سے گذرا۔ میں نے لپک کر دریافت کیا۔ آپ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ کہاں جا رہے ہیں؟"

ان میں سے ایک شخص نے بتایا۔۔۔ کہ "باغ فردوس کا دروازہ کھول دیا گیا ہے اور ایک اعلان کے ذریعہ امت محمدی کو داخلے کی عام اجازت دے دی گئی ہے"۔

یہ سُن کر میں خوشی سے ناچنے لگا اور ہجوم کے ساتھ شامل ہوگیا۔ باغِ فردوس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ایک ایک کر کے لوگ داخل ہو رہے تھے۔
میں بھی آگے بڑھا اور جوں ہی دروازے کے قریب پہنچا۔ جنت کے پاسبان نے مجھے روک دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کیوں روکا جا رہا ہے۔ آخر میں بھی تو سرکار کا امتی ہوں۔
اُس نے حقارت آمیز لہجے میں جواب دیا...... "تم اُمتی ہو تو اپنے اُمتی ہونے کا ثبوت دو۔ سند پیش کرو۔ اس کے بعد ہی تمہیں جنت میں داخلے کی اجازت مل سکے گی۔ بغیر ثبوت لیے اگر بنی زادوں کو تم اپنے گھر میں پناہ نہیں دے سکتے تو تمہیں بغیر ثبوت کے جنت میں داخلے کی اجازت کیونکر مل سکتی ہے۔"
......" اب تم سے بات رحم و کرم کی نہیں ہوگی۔ ضابطے کی ہوگی۔ انجام سے مت گھبراؤ۔ اس سلسلے کا آغاز تمہیں نے کیا ہے۔
جاؤ محشر کی تپتی ہوئی زمین پر چہل قدمی کرو۔ یہاں تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"
جب سے یہ ہولناک خواب دیکھا ہے۔ انگاروں پر لوٹ رہا ہوں۔ میرے تئیں یہ خواب نہیں ہے۔ واقعہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ فردائے قیامت میں یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آکر رہے گا۔
ہائے! میں ہمیشہ کے لئے سرمدی نعمتوں سے محروم ہوگیا۔ قہرِ الٰہی کی زد سے جو مجھے بچا سکتا تھا اسی کو میں نے آزردہ کر لیا ہے اب کون میری چارہ سازی کرے گا۔
بیوی نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔
......" آپ اپنی جان ہلکان مت کیجئے، خدا بڑا غفور الرحیم ہے۔ اُس کے دربار میں روئیے۔ تڑپئے۔ فریاد کیجئے۔ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے وہ آپ کی خطا ضرور معاف کر دے گا۔ آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

خدا کی رحمتوں سے مایوس ہونا مسلمانوں کا نہیں کافروں کا شیوہ ہے۔"

رئیس نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔ "تمہاری عقل کہاں مرگئی ہے؟ ہوش کی بات کرو۔ خدا کا حبیب جب تک آزردہ ہے۔ ہم لاکھ فریاد کریں۔ رحمت و کرم کا کوئی دروازہ ہم پر نہیں کھل سکتا۔

خدا کی رحمت اپنے محبوب کا ہمیشہ تیور دیکھتی ہے۔ محبوب کی نظر سے گرنے والا کبھی نہیں اٹھ سکا ہے۔ صد حیف! جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ سکتا ہے آج اُسی کے گھر کا آبگینہ میں نے توڑ دیا۔ وہ نہ بھی اپنی زبان سے کچھ کہے جب بھی مشیّت الٰہی بہر حال اُس کی طرفدار ہے۔ وہ مجھے ہرگز معاف نہیں کرے گی"

بیوی کی آواز مدھم پڑ گئی اور اُس نے دبے دبے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ "تو پہلے خدا کے حبیب ہی کو راضی کر لیا جائے۔ ابھی شہزادے شہر سے باہر نہیں گئے ہوں گے صبح تڑکے انہیں تلاش کریں۔ اور جس طرح بھی ہو، منت سماجت سے منا کر اُنہیں گھر لائیں وہ اگر راضی ہو گئے اور اُنہوں نے آپ کو معاف کر دیا تو خدا کا حبیب بھی راضی ہو جائے گا۔ اُس کے بعد آسانی سے رحمت یزدانی کی توجہ حاصل کی جا سکے گی۔"

بیوی کی یہ بات سن کر رئیس کا چہرہ کھل گیا، جیسے نگاہوں کے سامنے اُمید کی کوئی شمع جل گئی ہو۔ اتنی دیر کے بعد اُسے نجات کا ایک موہوم سہارا نظر آیا۔

آج صبح سے مجوسی کے گھر پر مردوں اور عورتوں اور بچوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی جذبۂ شوق کے عالم میں وہ بے تحاشا گھر کی دولت لٹا رہا تھا۔

سارے شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی تھی کہ خاندان رسالت کے دو شہزادے اِس گھر کے مہمان ہیں۔

مسلمان رئیس اپنی بیوی کے ہمراہ اُن کی تلاش میں جوں ہی گھر سے باہر نکلا، مجوسی کے دروازے پر لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خاندان رسالت کے دو نونہال کل سے یہاں مقیم ہیں۔ پروانوں کا یہ ہجوم انہیں کے اعزاز میں اکٹھا ہوا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی رئیس کی باچھیں کھل گیئں۔ اُس نے دل ہی دل میں طے کر لیا کہ مجوسی کو بچوں کے معاوضے میں چاہے زندگی بھر کی کمائی دینی پڑے قدم پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔ بگڑی ہوئی تقدیر سنور گئی تو دولت کمانے کے لئے ساری عمر پڑی ہے۔

نہایت تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے رئیس اور اُس کی بیوی دونوں مجوسی کے گھر پہونچے۔ دیکھا تو دونوں شہزادے دولھے کی طرح بن سنور کر بیٹھے ہیں اور مجوسی اُن کے سروں سے اشرفیاں اتار کر مجمع کو لٹا رہا ہے۔

رئیس نے آگے بڑھ کر مجوسی سے کہا۔

"مجھے آپ سے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ ایک لمحے کے لئے توجہ فرمایئں"۔

مجوسی رئیس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ فرمایئے میرے لئے کیا خدمت ہے؟

رئیس نے اپنی نگاہیں نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ دس ہزار اشرفیوں کا توڑا ہے، اسے قبول فرمایئے اور یہ دونوں شہزادے میرے حوالے کر دیجئے۔ مجھے حق بھی پہونچتا ہے کہ سب سے پہلے یہ میرے ہی غریب خانے پر تشریف لائے تھے۔

مجوسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جنت الفردوس کی جو عالی شان عمارت رات آپ نے دیکھی ہے اور جس میں داخل ہونے سے آپ کو روک دیا گیا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ دس ہزار اشرفیوں میں اُسے فروخت کر دوں اور زندگی میں پہلی بار رحمتِ یزدانی کا جو دروازہ کھلا ہے اپنے اوپر مقفل کر لوں"۔

"شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جس خواجۂ کونین کو آزردہ کر کے آپ نے اپنے اوپر جنت حرام کر لی ہے رات اُن کے جلوہ بار تبسّم سے ہمارے دلوں کی کائنات روشن ہو چکی ہے۔

اے خوشا نصیب! کہ اب ہمارے گھر میں کفر کی شب دیجور نہیں ہے ایمان و اسلام کا سویرا ہو چکا ہے۔

یاد کیجئے۔ خواب کی وہ بات جب آپ جنّت کے پاسبان سے کہہ رہے تھے کہ ...... "آخر میں بھی سرکار کا امتی ہوں۔ مجھے کیوں روکا جا رہا ہے۔" تو میں اُس وقت اپنے چھوٹے سے کنبے کے ساتھ جنت کے صدر دروازہ سے گذر رہا تھا۔

مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں پیش آئی کہ میں بھی سرکار کا امتی ہوں، سرکار کا امتی کروڑوں کی بھیڑ میں پہچان لیا گیا۔ وہاں زبان کی بات نہیں چلتی۔ دل کا آئینہ پڑھا جاتا ہے، میرے بھائی۔

ہمارے حال پر سرکار کی رحمت و نوازش کا اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز منظر دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی اہلیہ کو اندر بھجوا دیجئے۔

حضرت سیّدہ کی کنیز، شکرانے کی نماز ادا کر رہی ہے۔ غالباً وہ ابھی سجدے میں ہوگی۔ سر اٹھانے کے بعد فوراً اُس کی دمکتی ہوئی پیشانی کا نظارا کرلیں، عالم خواب میں جس حصے پر آں جناب نے اپنا دستِ شفقت رکھ دیا تھا۔ وہاں سے اب تک کرن پھوٹ رہی ہے۔ اور دَر و دیوار سے نور برس رہا ہے۔

جن شہزادوں کے دم قدم سے ہمارے نصیب چمکے۔ دلوں کی انجمن روشن ہوئی جیتے جی سرمدی امان کا پروانہ ملا۔ اور ایک رات میں ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ آپ اُنہیں دس ہزار اشرفیوں میں خریدنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ صبح سے اب تک میں دس ہزار اشرفیاں صرف ان پر نثار کر چکا ہوں۔

اب وہ میرے مہمان نہیں ہیں گھر کے مالک ہیں۔ ہم خود ان کے حوالے ہیں۔ اُنہیں کیا حوالے کر سکتے ہیں۔

بھائی جان آپ کا یہ سارا جوشِ عقیدت رات کے خواب کا نتیجہ ہے۔ خواب سے پہلے آنکھ کھل گئی ہوتی تو بات بن سکتی تھی۔ اب اُس کا وقت گذر چکا ہے، البتہ ماتم کا وقت باقی ہے اور وہ کبھی نہیں گذرے گا"

اور روتے روتے اُس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

بڑے بھائی کی نظر جونہی اُس کی طرف اٹھی۔ دل جذبۂ رحم سے بھر آیا۔ بھرائی

ہوئی آواز میں کہا:۔۔۔

" بڑے سے بڑے غم کا بار سہہ لیا ہے۔ لیکن بھیگی ہوئی پلکوں کا بوجھ ہم سے کبھی نہیں اُٹھ سکتا۔ تم نے ہمارے ساتھ جو کچھ بھی کیا وہ تمہارا شیوہ تھا۔ لیکن ہم تمہارے ساتھ اپنے گھر کی ریت برتیں گے۔ جاؤ تمہیں ہم نے معاف کر دیا۔ نانا جان بھی معاف کر دیں گے۔ مایوسی کا غم نہ اٹھاؤ جنت میں تم بھی ہمارے ساتھ رہو گے۔"
گھر لوٹتے وقت رئیس کا دل خوشی سے لبریز تھا۔ (ماخوذ)

سیّد زادے کی بے ادبی سے زیارت سے محرومی

مولوی قلندر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہر روز زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی، ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ "سیّد" تھا طمانچہ مارا، اس دن سے زیارت منقطع ہو گئی، مدینہ منوّرہ کے مشائخ سے رجوع کیا گیا، تو انہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کے حوالہ کیا سنتے ہی جوش میں آئی۔ اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا: شُفُ ھَذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس مولانا نے بیداری میں چشم ظاہر سے زیارت کی، اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص۱۴۴)

فائدہ سادات کی بے ادبی سے براہ راست ناراضگی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بیبیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست رابطہ رکھتی ہیں کہ بلا تاخیر زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف فرما سکتی ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ بعض مجذوب خالی از ولایت نہیں وہ مرد ہوں یا عورتیں۔

شاتم علیؓ کا حشر

اسی طرح امام مستغفریؒ نے ایک صالح شخص سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور تمام مخلوق مقامِ حساب پر جمع ہے میں پُل صراط کے نزدیک پہنچا اور وہاں سے گزر گیا۔ اچانک میری نظر حضور علیہ السلام پر پڑی جو حوضِ کوثر کے کنارے جلوہ فگن ہیں اور حضرات حسنینؓ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس گیا اور پانی کے لیے عرض کی لیکن انہوں نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہؐ! انہیں فرمائیے مجھے پانی پلائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تجھے پانی نہیں دیں گے۔ میں نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپؐ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ تمہارے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو علیؓ کی بدگوئی کرتا ہے اور تُو اسے منع نہیں کرتا۔

میں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ڈرتا ہوں کہ وُہ مجھے جان سے نہ مار دے اس لیے مجھے اس کو منع کرنے کی طاقت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک چھُرا دیا اور فرمایا: جاؤ اسے قتل کر دو میں نے خواب میں ہی اسے قتل کر دیا اور واپس حضورؐ کی خدمت میں چلا آیا اور عرض کی: حضورؐ! میں نے آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کر دی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے حسنؓ! اسے پانی دو۔ حضرت حسنؓ نے مجھے پانی دیا۔ میں نے پیالہ پکڑا لیکن مجھے پتہ نہیں کہ میں نے پانی پیا یا نہیں۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ میں نے اس خوف کی حالت میں وضو کیا اور نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گیا یہاں تک صبح ہو گئی۔ لوگوں میں ایک کہرام مچا ہوا تھا کہ فلاں شخص کو آج رات سوتے ہی قتل کر دیا گیا ہے اور حاکمِ وقت کے اہل کار آ کر بے گناہ ہمسائیوں کو پکڑ لے گئے ہیں۔ میں نے دل میں کہا: سُبحان اللہ! یہ خواب تو میں نے دیکھا ہے جو خدا تعالیٰ نے سچا کر دیا ہے۔ پھر میں اُٹھ کر حاکم کے پاس گیا اور کہا: یہ کام تو میں نے کیا ہے اور یہ لوگ بالکل بے گناہ ہیں۔ حاکم نے کہا: ظالم یہ کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: یہ خواب میں نے دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا ہے، میرا بھی کیا گناہ ہے۔ پھر میں نے وہ خواب حاکم کو سنایا۔ جس نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ اُٹھ اور چلا جا۔ تو اور یہ سب لوگ بے گناہ ہیں۔

گستاخِ
اولیاء و علماء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد!
اولیاء، فقہا، صوفیاء، محدثین، مفسرین اور علماء کرمین کے دشمنوں کا انجام جس کی تشریح آئندہ اوراق میں دیکھی جائے گی۔ ہمارے اسلاف نے اس موضوع پر مستقل تصانیف لکھیں۔ قطب ربانی عالم یزدانی سیدنا ابوالمواہب امام شعرانی قدس سرہٗ نے "الاجوبۃ المرضیۃ عن ائمہ الفقہا و الصوفیہ" تحریر فرمائی۔ اگرچہ مختلف مقامات پر اپنی دوسری تصانیف میں اسی قسم کے بیانات لکھے۔ مثلاً "البحر المورود" میں لکھتے ہیں۔

اخذ علینا المعھود ان نجیب عن ائمۃ الاسلام من العلماء والصوفیہ جھدنا والانصفی قط القول من طعن فیھم لعلمنا انہ ما طعن فیھم الاو ھو عن معرفۃ مدارکھو

ہم نے وعدہ لیاہے کہ ہم آئمہ اسلام اور علماء و مشائخ کی طرف سے اعتراضات کے جوابات دیں اور طعن و تشنیع کیطرف توجہ نہ دیں چونکہ ہم اُن کی حقیقت کی کہنہ سے بے خبر ہیں۔
معترضین کا قصد صرف یہ ہوتاہے کہ اولیاء و علماء کی شان گھٹ جائے اور یہ شان و شوکت جو مسلمانوں کے دلوں میں ہے دور ہو جائے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں کہ ؎ گیتی اگر سراسر بادگیرد چراغ مقبلاں ہر گز نمیرد
گذشتہ صدیوں میں بھی بعض لوگوں نے بزرگوں پر حرف گیری کی لیکن معترض اور معترض علیہ کے مراتب کو دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق ہے دیکھئے امام شافعی رضی اللہ عنہٗ کا کیا حال تھا۔ کیا وہ امام اعظم صاحب کی شان کے خلاف تھے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔
سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
"الناس کلھم فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ"
کہاں ابن جوزی اور کہاں معروف کرخی، جنید، شبلی، بایزید بسطامی،

ان الشریعة جاءت علیٰ ثلثمائة و ستین طریقه

شریعت تین سو ساٹھ طریقوں پر ہے۔

جب حدیث شریف کے مطابق شریعت کی تین سو ساٹھ راہیں ہیں تو پھر کسی ولی کامل کے طریقہ پر اعتراض کیسا ہو سکتا ہے کہ جس راہ پر وہ ولی کامل چل رہے ہیں وہ ہمیں خلاف نظر آرہا ہے اور درحقیقت وہ بھی راہِ حق پر ہو۔

(سوال) پھر ہمیں صرف ایک راہ پر چلنے کا کیوں مکلف بنایا گیا ہے۔

(جواب) چونکہ عوام و خواص کے طریقوں میں امتیاز ہوتا ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں خواص کی۔ باقی عوام کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ ایک راہ پر چلیں تاکہ فتنہ وفساد نہ ہو۔ کیونکہ عوام کو کیا معلوم کہ یہ راہِ حق ہے یا غلط۔ اسی لئے تقلید شخصی شریعت میں واجب ہوئی تاکہ عوام غلط راہ چل کر بھٹک نہ جائیں۔

سیدنا علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ولیقوم الدین الا بالاتفاق علیه لا بالاختلاف فیه

"دین تب قائم ہے جب اسمیں اختلاف نہ ہو۔"

ہمیں چاہیے کہ ہم کسی بھی عالم، فقیہہ، صوفی وغیرہم پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ کوئی اعتراض کرے تو حتی الامکان جواب دینے کی کوشش کریں ورنہ خاموش ہو کر اُن کی امداد اُن کے سپرد کریں۔

دشمنانِ اولیاء کرام کا انجام۔ حکایت: کسی نے

سیدنا امام محی الدین ابن العربی پر اعتراضات کئے اور یہاں تک غصہ میں آیا کہ رات کو ان کی مزار شریف جلانے کے لئے آگ لایا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی مزار شریف کو محفوظ فرمایا اور اُس شخص کو زمین میں دھنسا دیا۔ لوگوں نے گہرے گڑھے کھودے اور اُس کی تلاش کی لیکن وہ نہ مل سکا۔ (کذافی شواہد الحق للنبہانی صد ۴۲۱)

سہیل بن عبداللہ تستری رحمہم اللہ تعالیٰ "تلبیس ابلیس" میں ان حضرات کے حق میں لکھ مارا۔

ولعمری لقد لموی هؤلاء لبساط الشریعة طیاً فیا لیتهم لم یتصو فوا۔ (شواہد الحق للنبہانی صد ۴۱۹)

بخدا یہ لوگ شریعت سے کوسوں دور ہیں

اپنی اسی کتاب کے دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

ولقد تعدی هؤلاء طور الجنون بطبقات

انہوں نے جنون کے مختلف طریقے اختیار کئے۔

بلکہ اسی کتاب میں سیدنا بایزید بسطامی، سہیل بن عبداللہ تستری اور شبلی و غزالی اور دوسرے بزرگوں کو کافر لکھا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

(سوال) علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے پایہ کے بزرگ تھے وہ کیسے ان حضرات کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

(جوابات) علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ شواہد حق صد ۴۱۹ میں لکھتے ہیں۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ تو اپنی تصانیف میں مذکورہ بالا حضرات کے بڑے بڑے مناقب اور اُن کی کرامات لکھتے ہیں۔ لیکن تلبیس ابلیس میں ان کی تکفیر اور مذمت کی ہے۔ اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں یا تو علامہ صاحب کا ابتدائی دور ہوگا کہ ابتدائی دور میں انسان غلطی کا شکار ہوسکتا ہے۔ یا تو ان پر الزام تراشی ہے اور کسی نے اُن کی کتاب میں ایسی غلط عبارات درج کر دی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ دورِ سابق میں بزرگوں کی کسی نے مذمت نہیں کی بلکہ بڑے بڑے مناقب اور ان کی کرامات بیان کرتے چلے آئے ہیں بلکہ اگر اُن پر کسی نے اعتراض کئے ہیں تو اُن کے شاندار جوابات دیئے ہیں۔

۲۔ طبرانی شریف میں مرفوعاً حدیث ہے کہ

ولی اللہ کا دشمن :- حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب فرماتے ہیں کہ میں کرنال، خدمت تدریس کے لئے گیا۔ یہاں پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ مولانا محمد رمضان حنفی باشندہ "کرنال" تازہ بتازہ دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر آئے تھے۔ ایک روز بعد از مغرب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ جامع مسجد کے حوض کی پٹڑی پر بیٹھ کر گفتگو شروع ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں سلطان المشائخ حضور محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کا ذکر پاک آگیا۔ سنتے ہی بڑی جرأت اور بیباکی کے ساتھ کہا۔ وہاں کیا رکھا ہے۔ مٹی کا ڈھیر ہے۔ مجھے اس گستاخانہ کلمے سے بے انتہا تکلیف پہنچی اور دل مسوس کر رہ گیا۔ گفتگو ختم ہو گئی۔ قدرت الٰہی دیکھئے یہاں سے جانے کے بعد گھر پہنچا۔ پیٹ میں ایسا درد اٹھا۔ تڑپتے تڑپتے صبح نمودار ہو گئی اور کسی تدبیر سے درد موقوف نہ ہوا۔ صبح کو ماسٹر محمد صدیق صاحب ایم اے تشریف لائے۔ وہ معمولاً دوسرے تیسرے دن آیا کرتے تھے اور ان تازہ ولایت سے اُن کی رشتہ داری بھی تھی۔

انہوں نے بیان فرمایا کہ شب گذشتہ سے مولوی محمد رمضان صاحب کے درد اٹھا ہے ان کی چیخ و پکار سے گھر گھر میں رتجگا رہا۔ متعدد ڈاکٹر صاحبان کی دوائیں استعمال کرائی گئیں۔ مگر اب تک کارگر نہ ہوئی۔ میں نے کہا ماسٹر صاحب ان دواؤں سے کامیابی نہ ہوگی۔ اُس کی دوا کچھ اور ہے۔ وہ یہاں پر بعد مغرب یہ گستاخانہ کلمات کہہ گئے تھے اُس کی سزا میں گرفتار ہیں اُن سے کہیے کہ توبہ کریں۔ یہی دوا ہے اس سے درد دُور ہو سکتا ہے۔

ماسٹر صاحب تشریف لے گئے اور خلاف معمول پھر شام کو آکر بیان کیا کہ وہ کسی صورت توبہ پر راضی نہیں ہوتا۔ اور گھر بھر پریشان ہے پھر دوسرے دن صبح تشریف لائے اور بیان فرمایا۔ رات کے آخری حصے میں ان کی منت سماجت پر توبہ کی اور درد موقوف ہوا۔

ف۔ بس تجربہ کردیم و دریں دیر مکافات
با درد کشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

(البشیر القاری شرح بخاری جلد اول)

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن :۔ آپ کے ایک مخالف نے آپ کی مخالفت میں ایک رسالہ لکھا اور حضرت امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے آیا۔ امام صاحب نے دیکھ کر اُسے دُور پھینک مارا وہ شخص شرمسار ہو کر واپس لوٹا تو سیڑھی سے گرا اور پسلی ٹوٹ گئی پھر یہ ہوا کہ (زر رکہ) ٹیڑھی ہو گئی جب پیشاب پاخانہ کرتا تو اُس کے اپنے جسم پر پڑتا۔ (شواہد صد ۴۲۳)

امام غزالی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے مخالف کو نبوی کوڑے :۔ بعض بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے فخر کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ کی اُمت میں بھی میرے (امام) غزالی جیسا کوئی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ بعض علمائے مغرب نے اُس کا انکار کیا اور تعصب سے ان کی کتاب "احیاء العلوم" کو جلا دیا۔ خواب میں اُسی مغربی عالم نے حضور علیہ السلام کو دیکھا لیکن حضور علیہ السلام نے اُس سے رُخ پھیر لیا اور فرمایا اس کمینہ کے کپڑے اتارو اور لگاؤ اسے چابک۔ چنانچہ اُسے چابک لگوائے گئے اور جب اٹھا تو وہ نشان موجود تھے اور مرتے دم تک اُس کی جان پر وہ نشان باقی رہے۔ البتہ مرنے سے پہلے اُس نے نہ صرف امام غزالی پر اعتراض کرنے سے توبہ کر لی بلکہ کتاب احیاء العلوم سونے کے پانی سے لکھنے کا حکم فرمایا۔ (شواہد الحق صد ۴۲۰)

امام غزالی کا ایک اور ویسا ہی مخالف :۔ مولانا پرہاروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ امام قطب زمان ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہم السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فخر فرما رہے ہیں اور حضرت موسٰی و حضرت عیسٰی علیہم السلام سے یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کیا آپ کی اُمتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے؟ بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے تھے تو حضور علیہ السلام نے خواب میں انہیں کوڑے سروائے وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا اثر اُن کے جسم پر تھا۔ (نبراس صد ۳۸۹)

ولی کا دشمن :۔ حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری المعروف حضرت ایشان کا روضہ تعمیر ہو رہا تھا تو خان دوران صوبہ لاہور نے جو خشک ملّا تھا اور مشائخ عظام کے ساتھ اُس کی کمال عداوت تھی برسرِ پرخاش ہوا اور مجاور کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ میں کسی کا روضہ آج تک نہیں بنا بلکہ شاہ نقشبندی (رحمۃ اللہ) کا روضہ بھی نہیں ہے۔ اس کو گرا دیا جائے۔ مجاور نے جواب دیا کہ مجھ کو گرانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ کو اختیار ہے تو گرادو۔ دوسرے روز خان دوران روضہ پہ آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرادیا جاوے۔ مگر جب وہاں سے لوٹ کر شالامار باغ کو چلا تو راستے میں گھوڑے نے ناخن لیا اور خان دوراں گھوڑے سے گرا گردن ٹوٹ گئی۔ تین دن زندہ رہ کر مرگیا۔ (نعوذ باللہ من غضب اولیاء اللہ) (لاہور کے اولیائے نقشبند صہ ۱۱۸)

(۲) حکام لاہور سے ایک شیعہ تھا اُس نے حضرت ایشان رحمہ اللہ تعالیٰ کا گنبد گرانا چاہا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُسے اُس کی بیٹی نے قتل کردیا۔ (کتاب مذکور صہ ۱۱۹)

(۳) ایک بار حضرت ایشان رحمہ اللہ تعالیٰ عیدگاہ لاہور میں بروز عید تشریف فرماتھے، نمازی جمع ہو چکے تھے مگر صوبہ دار لاہور کا انتظار تھا اثناء ذکر میں آخر وقت نماز کا ذکر آیا حضرت نے فرمایا کہ وقت آخر وقت تا بہ زوال ہے ملا ابو صالح لاہوری نے انکار کیا اور بے ادبی کے ساتھ بولا ---
چنانچہ بعد نماز کے ملا گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو چلا گھوڑا بگڑا اور ملا گرا گردن کا منکا ٹوٹا اور اُسی دن مرگیا۔

(ف) اس میں اولیاء اللہ کے بے ادب کو سزا ملنے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم ما فی الغد (یعنی کل کیا ہوگا) بھی ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا دشمن :۔ ایک بہت بڑے عالم نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ایک کتاب لکھی۔ اُس کے بعد امام صاحب کو کسی نے خواب میں آسمانی جانب ستر گز نورانی صورت میں دیکھا اور وہ سورج کے نور کی طرح تھا اور وہ عالم جس نے اعتراض کیا چیونٹی کی طرح سامنے نظر آتا۔ (شواہد صہ ۴۲۱)

شبِ معراج امام غزالی کو بلایا گیا: امام اصفہانی محاضرات میں سیدنا امام شاذلی صاحب حزب البحر رضی اللہ عنہ
سے اِس طرح نقل فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد
اقصیٰ کے باہر حرم میں ایک تخت بچھایا گیا ہے اور فوج در فوج مخلوق کا اژدہام ہونا
شروع ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اجتماع ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام رسل وانبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام حضور سید عالم حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منصور
حلاّج کی سوء ادبی کے بارہ میں شفاعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے جو تخت دیکھا
تو اُس پر ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا رونق افروز ہیں اور
تمام انبیاء علیہم السلام جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سب
زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں ٹھہر گیا اور اُن مقدس حضرات کی باتیں سننے لگا تو
موسیٰ علیہ السلام نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور! آپ نے
فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں تو آپ ان میں سے کوئی ایک
عالم دکھائیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف اشارا فرمایا۔
موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے ایک سوال کیا۔ امام غزالی نے اُس کے دس جوابات دیئے؛
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے۔ ایک سوال کا ایک
جواب دینا تھا آپ نے دس جواب کیوں دیئے۔ امام غزالی نے عرض کیا حضور معاف
فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایک ہی سوال کیا تھا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى
اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے اُسکے کئی جواب دیئے کہ یہ میری لکڑی ہے۔
میں اُس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اُس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اِس کے علاوہ
میرے اور کام بھی اِس سے انجام ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ایک سوال کا ایک جواب کافی تھا
کہ یہ میری لکڑی ہے امام شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم تنہا تخت پر جلوہ افروز ہیں اور تمام انبیاء بالخصوص حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، موسیٰ
کلیم اللہ علیہ السلام، نوح اللہ علیہ السلام۔ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام۔ جیسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام
سب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کتنی بڑی اور جلالت محمدی کا مظاہر
میں سوچ بچار میں لگا ہوا تھا اور اپنے دل میں بحالت خواب حضور علیہ السلام کی قدر و منزلت پر متعجب تھا

کہ اچانک کسی نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس کی ضرب سے میں بیدار ہوگیا۔ میں نے جو اسے دیکھا تو مسجد اقصٰی کا منتظم تھا اور اُس وقت مسجد اقصٰی کی قندیلیں روشن کررہا تھا اس نے کہا کیا تعجب کرتا ہے یہ سب حضور ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ سن کر مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوئی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا میں نے اُس منتظم مسجد اقصٰی کو تلاش کیا مگر آجتک اُسے نہ پایا۔
(روح البیان صہ۵ جلد ۵)

نمازی کا بے ادب خنزیر بنا۔ سیدنا امام شعرانی قدس سرہٗ تاریخ ملک منصور بن سلطان سے نقل کرتے ہیں کہ ۷۲۰ھ میں حلب کے گورنر نے والی مصر کو خط کے ذریعے اطلاع دی کہ یہاں حلب میں عجیب واقعہ ہوا ہے کہ جامع مسجد میں ایک نماز پڑھا رہا تھا۔ ایک شرارتی آدمی نے امام سے بحالت نماز اُس کے ساتھ مذاق اور استہزا سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور دیر تک اُس کے ساتھ شرارت کرتا رہا لیکن امام نے نماز نہ توڑی جب وقت امام نے سلام پھیرا اُسی مذاق کرنیوالے کا چہرہ خنزیر کی صورت میں بدل گیا جس سے وہ جنگل کی طرف دوڑ گیا۔ اس واقعہ کی گورنر حلب نے شاہی خط کے ذریعے والی مصر کو اطلاع دی۔ (سعادۃ الدارین للنبہانی صہ ۱۵۶)

ولی اللہ باپ کا بے ادب اور اسکی سزا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ شیخ قوام الدین کا بیٹا تھا جسے انہوں نے تیغ نظر اور قہر سے مار ڈالا تھا اُس کا قصہ یوں ہے کہ وہ آپکا بیٹا سرکاری نوکر تھا لیکن قوام الدین کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ فقیر کا بیٹا نوکر شاہی ہو ایک دن وہ گھوڑے پر سوار ہوکر جارہا تھا جب حضرت شیخ قوام الدین کی جائے رہائش سے اُن کا گذر ہوا تو لوگوں نے کہا نیچے اتر جاؤ اور باپ کا ادب کرو۔ لیکن انہوں نے غرور میں آکر کچھ نہ سنا جب والد ماجد کے قریب پہنچا تو آپ کو سخت غصہ لگا اور فرمایا ابھی تمہاری گردن نہیں ٹوٹی یہ کہتے ہی وہ گھوڑے سے گرا اور گردن ٹوٹ گئی اس طرح ان کا سلسلہ نسب منقطع ہوگیا لیکن سلسلہ طریقت باقی رہا جو سلسلہ طیبانیہ کے نام سے موسوم ہے اور آجتک جاری ہے (ملفوظات خواجہ غلام فرید)

حکایت — امام غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ ایک نعت خواں نے شرابیوں کے سامنے قصیدہ غوثیہ شریف پڑھنے لگا بے ادبی کی سزا یوں ملی کہ اُس کا پیشاب اور ٹٹی منہ اور ناک کے راستے سے نکلنے لگی اور موت تک یہی حال رہا۔ (شواہد صہ ۲۱۴)

شاتمانِ علیؓ کی سزا

اسی طرح امام مستغفریؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت سعید بن مسیبؓ نے علیؓ بن زید رضی اللہ عنہا کو ایک شخص دکھایا اور کہا اسے ذرا اٹھ کر دیکھو۔ علی بن زیدؓ نے کہا: آپ مجھے اس کے احوال سے آگاہ فرمادیں مجھے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جو حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام علیؓ اور ان کے بیٹوں کے خلاف بدکلامی کیا کرتا تھا۔ میں نے دُعا کی: اے خداوند عالم! اگر اس پر کوئی تیری عنایت ہے تو اس سے مجھے باخبر کر دے۔ اس پر اس شخص کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

دلائل النبوت میں مرقوم ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی بدگوئی کیا کرتا تھا۔ سعد بن مالکؓ نے اس کے حق میں بددعا کی۔ وہ شخص ایک دن اپنے اونٹ مسجد نبویؐ کے باہر چھوڑ کر اندر آگیا اور لوگوں میں بیٹھ گیا۔ اس کا اُونٹ کودتا ہوا مسجد میں آیا اور اس شخص کو اپنے سینے سے زمین پر خُوب رگڑا یہاں تک کہ وُہ مر گیا۔

حضرت حسینؓ بن علیؓ بن حسینؓ سے روایت ہے کہ ابراہیم بن ہشام المخزومی والیِٔ مدینہ تھا وہ ہر جمعہ کو ہمیں اپنے منبر کے پاس جمع کرتا اور جناب امیر المومنین علیؓ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا۔ ایک جمعہ اس جگہ بہت سے لوگ جمع تھے اور میں منبر کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ مجھ پر خواب غالب آگئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پھٹی اور اندر سے ایک شخص نکلا جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا مجھے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! جو یہ شخص کہتا ہے تو اس سے اندوہگیں ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ ذکرِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہا تھا جو بعد ازاں منبر سے گرتے ہی مر گیا۔